اسلامی اصولِ تحقیق

ڈاکٹر محمد اکرم رانا

پروفیسر شعبہ علومِ اسلامیہ

بہاء الدین زکریا یونیورسٹی ملتان

BEACON BOOKS

يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ جَآءَكُمْ فَاسِقٌ بِنَبَاٍ فَتَبَيَّنُوْٓا

”اے ایمان والو! اگر کوئی فاسق تمہارے پاس کوئی خبر لائے
تو خوب تحقیق کرلیا کرو۔“ (سورۃ الحجرات، آیت:6)

Marfat.com

اسلامی اُصولِ تحقیق

DATA ENTERED

ڈاکٹر محمد اکرم رانا

پروفیسر شعبہ علوم اسلامیہ

بہاءالدین زکریا یونیورسٹی ملتان

بیکن بُکس

BEACON BOOKS

• غزنی سٹریٹ، اردو بازار، لاہور فون: 042-37320030

• گلگشت کالونی، ملتان فون: 061-6520790-6520791

E-mail:info@beaconbooks.com.pk

Web: www.beaconbooks.com.pk

Marfat.com

اس کتاب کا کوئی بھی حصہ بیکن بکس/مصنف سے باقاعدہ تحریری اجازت لیے بغیر کہیں بھی شائع نہ کیا جائے۔ اگر اس قسم کی کوئی بھی صورتِ حال پیدا ہوتی ہے تو پبلشر/مصنف کو قانونی کارروائی کا حق حاصل ہوگا۔

اشاعت : 2013ء

عبدالجبار نے
حاجی حنیف اینڈ سنز پرنٹنگ پریس لاہور
سے چھپوا کر بیکن بکس ملتان-لاہور
سے شائع کی۔

قیمت : -/220 روپے

ISBN : 978 - 969 - 534 - 233 - 6

Marfat.com

انتساب

اُن اہل علم کے نام جو
علم میں وسعت اور گہرائی کے قائل ہیں

ڈاکٹر محمد اکرم رانا

Marfat.com

Marfat.com

فہرست مضامین

باب اول:	تحقیق کیا ہے؟	15
باب دوم:	تحقیق کی اقسام	33
باب سوم:	مخطوطہ اور متن کی تحقیق	51
باب چہارم:	اصولِ تحقیق اور حدیث	61
باب پنجم:	موضوع کا انتخاب اور خاکہ کی تیاری	79
باب ششم:	تحقیقی مقالہ کیسے لکھا جائے	97
باب ہفتم:	محقق اور نگران کے اوصاف	109
باب ہشتم:	مطالعہ، نوٹس اور رموز اوقاف	129
باب نہم:	حوالہ دینے کا طریقہ اور اقتباس	145
باب دھم:	کتابیات	155
باب یازدھم	Transliteiration	165
باب دوازدھم	اچھے آرٹیکل کی خصوصیات اور ریسرچ جرنلز	171
مراجع ومصادر		182

Marfat.com

Marfat.com

مقدمہ

تحقیق، انسان میں پوشیدہ ایسی صلاحیت کا نام ہے کہ وہ جب بھی کسی مسئلہ کی ماہیت اور حقیقت پر غور کرے تو اپنی خداداد علمی اور عقلی صلاحیت کے بل بوتے پر اس مسئلہ کی کنہ تک پہنچ جائے۔ اس کے پاس ایسا ملکہ موجود ہو کہ وہ علم کی دنیا میں جس موضوع پر بھی نظر دوڑائے یا قلم اٹھائے، بالقوۃ یا بالفعل اس کے شش جہاتی پہلوؤں کو سورج کی شعاعوں اور چاند کی کرنوں کی طرح روشن و عیاں کردے۔

فی الواقع تحقیق اِسی چیز کا نام ہے ورنہ تحقیق، اگر معلومات کو یکجا کر کے انہیں Produce کر دینے کا نام ہے تو کمپیوٹر سب سے بڑا محقق کہلانے کا حقدار ہے...... اگر یہ ''اِثباتُ الدَّعْوٰی بِالدلیل'' کا نام ہے تو ہر انسان اپنے دعاوی کو دلائل سے ثابت کرتا رہتا ہے...... اگر تحقیق کا تعلق مضبوط قوت یادداشت سے ہے تو عرب کے بدوؤں سے بڑا محقق کوئی نظر نہ آئے گا اگر تحقیق سوچنے کے عمل کا نام ہے تو یہ خصوصیت کم و بیش تمام حیوانات میں پائی جاتی ہے...... اگر یہ فقط ایک مقالہ لکھ کر ایم فل یا پی ایچ ڈی کی ڈگری حاصل کرنے کا نام ہے تو شاید ''اندھے کے پاؤں تلے بٹیر'' کی مثال اسی موقع کے لئے کہی گئی تھی......

یہ بھی یاد رکھئے! کہ تحقیق کوئی کسبی عمل نہیں، جب تک عطاء خداوندی کا انسان پر کرم نہ ہو...... فطری طور پر حصول منزل کی تڑپ ہر انسان میں ودیعت کی گئی ہے۔ خواہ وہ چھوٹا سا بچہ ہو یا تنومند نوجوان، وہ کوئی ادھیڑ عمر شخصیت ہو یا صد سالہ پیر فرتوت۔ سبھی آپ کو اپنی خواہشات کے حصول کے لئے سرگرداں و پریشان نظر آئیں گے اپنے اندر موجود اسی جذبہ کو علمی موضوعات اور کائنات کے سربستہ اسرار کی طرف موڑ دینا اہل علم کے نزدیک ''تحقیق'' کہلاتا ہے۔

Marfat.com

پھر یہ بات بھی سمجھنے کی ہے کہ تحقیق اور علم التحقیق میں بڑا فرق ہے۔ تحقیق نام ہے علم کے سمندر میں غواصی کر کے اس کی اتھاہ گہرائیوں سے نت نئے گوہر آبدار اور جوھر تابدار نکال لانے کا اور علم التحقیق نام ہے انہی جواہر کو بڑے سلیقے اور قرینے کے ساتھ خوبصورت ظروف میں سجا دینے کا......

تحقیق نام ہے معلوم سے مجہول تک رسائی کا اور علم التحقیق نام ہے انہی شہ پاروں کو حسین مالاؤں میں پرو دینے کا۔ گویا تحقیق سے حقائق دریافت کئے جاتے ہیں اور علم التحقیق سے انہیں نظم و نسق عطا کیا جاتا ہے۔ تحقیق سے مجہولات کو حاصل کیا جاتا ہے۔ اور علم التحقیق سے انہیں محفوظ کیا جاتا ہے...... اگر تحقیق تو موجود ہوتی مگر علم التحقیق موجود نہ ہوتا تو کتنے علم کے شاہکار موتی منتشر اور متشتت ہو جاتے، انسان کی کتنی دریافت طاق نسیاں کی نذر ہو جاتیں! یہ اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے کہ اس نے انسان کو تحقیق کا ملکہ بھی دیا اور علم التحقیق سے اس کو پرکھنے کا طریقہ بھی دیا۔

مزید برآں یہ بات بھی غور طلب ہے کہ ہمارے اسلاف اگرچہ فن تحقیق کو علم کے ایک شعبہ کے طور پر نہ جانتے تھے مگر تحقیق کے ان مراتب علیا پر فائز تھے کہ انہی کے بلند پایہ افکار اور عظیم ترکتب سے خوشہ چینی کر کے ہم نے علم تحقیق کو مدون کیا...... ان کی کتابیں امہات الکتب (Primary Sources) شمار ہوتی ہیں، وہ تحقیق بالکل غیر معیاری سمجھی جاتی ہے جو ان کتب سے صرف نظر کر کے تحریر کی گئی ہو یہ اسی طرح ہے جیسے عربی اللسان، عربی گرامر کا محتاج نہیں ہوتا بلکہ گرامر اسی کی عربیت سے اخذ کی جاتی ہے۔ علی ہذا القیاس وہ شخص جو بنفس نفیس علم کا سمندر، معرفت کا بحر بیکراں، روایت و درایت کا بحر ذخار اور حقائق و دقائق کا بحر ناپیدا کنار ہو جو دعویٰ کو دلیل سے نہ ثابت کرتا ہو بلکہ دلیل کو دلیل سے ثابت کرتا ہو وہ فن تحقیق کا محتاج نہیں ہوتا بلکہ فن تحقیق اس کا محتاج ہوتا ہے۔ سمندر کو غواصی کے اصول و قواعد پہچاننے کی ضرورت نہیں البتہ موتیوں کے خواہشمند غواص کے لئے تیراکی کے اصول و ضوابط سے آشنائی ضروری ہے۔

Marfat.com

اہل دانش اس نکتہ سے بھی بخوبی واقف ہیں کہ عروج آدم خاکی کا واحد ذریعہ تحقیق کے سوا کچھ اور نہیں۔ جن اقوام نے تحقیق کے دامن میں پناہ لی، آج اس کی بدولت وہ زمین و آسمان کے قلابے ملا رہی ہیں اور جنہوں نے تحقیق سے نظریں چرائیں، ان کو بے رحم زمانے نے دنیا والوں کے لئے نشان عبرت بنادیا...... تحقیق نے اپنے پاس آنے والے بے مایہ انسانوں کو اوج ثریا تک پہنچادیا اور دور بھاگنے والوں کا تاج رفعت خاک و خون میں ملا دیا۔ تحقیق سے اعراض کرنے والی قومیں تباہی و بربادی، نکبت و بدبختی اور ذلت و رسوائی میں اس شعر کا مصداق بن گئیں۔

برمزار ما غریباں نے چراغ، نے گل
نے پر پروانہ سوزد نے صدائے بلبل

تحقیق کے حوالے سے یہ بات ذہن نشین کرنے کے قابل ہے کہ دین اسلام قدم قدم پر تحقیق کا علمبردار ہے۔ یہ علیحدہ بات ہے کہ اس کے ماننے والوں نے اس کی تعلیمات کو پس پشت ڈال دیا۔ قرآن کریم کے مطابق جب پہلا انسان معرض وجود میں آیا تو اس کو وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ كُلَّهَا (سورۃ البقرۃ، آیت ۳۱) کی خلعت فاخرہ پہنادی گئی......

جب اسلام جلوہ گر ہوا تو نبی آخر الزماں کے واسطہ سے اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ ﴿۱﴾ (سورۃ العلق، آیت:۱) کی زرنگار عبا اُمت مسلمہ کو زیب تن کرادی گئی مسلمانوں کو ان کے اسلاف نے مَنْ جَدَّ وَجَدَ کے قصر رفیع پر بٹھادیا۔ مسلمانوں کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اَللّٰهُمَّ اَرِنِي حَقَائِقَ كَمَا هِيَ کی دعا مانگ کر حقائق کے حسین چہروں سے ظلمتوں کے حجابات کافور کردیئے۔ توجہ فرمایئے:

اگر تحقیق سچائی کی تلاش کا نام ہے تو "اَلصِّدْقُ يُنْجِي وَالْكِذْبُ يُهْلِكُ" کا مطالعہ کیجئے...... اگر تحقیق غلطیوں اور خامیوں کی درستگی کا نام ہے تو وَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا ﴿۷۰﴾ (سورۃ الاحزاب، آیت ۷۰) کو ملاحظہ کیجئے...... اگر تحقیق کسی موضوع پر معلومات حاصل کرنے کی باضابطہ جستجو کا نام ہے تو خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُّطْفَةٍ ثُمَّ مِنْ عَلَقَةٍ ثُمَّ مِنْ مُّضْغَةٍ (سورۃ الحج، آیت:۵) کی تلاوت کیجئے...... اگر تحقیق علم کی تلاش، تصدیق اور تشہیر کا نام ہے تو

Marfat.com

فَلَوْلَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَآئِفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوْا فِي الدِّيْنِ وَلِيُنْذِرُوْا قَوْمَهُمْ اِذَا رَجَعُوْٓا اِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُوْنَ ﴿۱۲۲﴾ (سورۃ التوبہ، آیت: ۱۲۲) سے روشنی حاصل کیجئے...... اگر تحقیق مواد کو جمع کرنے کا نام ہے تو قُلْ سِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ (سورۃ الانعام، آیت ۱۱) پر عمل کیجئے...... اگر تحقیق مواد کا تجزیہ کرنے کا نام ہے تو لَعَلِمَهُ الَّذِيْنَ يَسْتَنْبِطُوْنَهٗ مِنْهُمْ (سورۃ النساء، آیت: ۸۳) کو پڑھا کیجئے...... اگر تحقیق مواد کی درجہ بندی کا نام ہے تو الَّذِيْ خَلَقَكَ فَسَوّٰىكَ فَعَدَلَكَ ﴿۷﴾ فِيْٓ اَيِّ صُوْرَةٍ مَّا شَآءَ رَكَّبَكَ ﴿۸﴾ (سورۃ الانفطار، آیت: ۸،۷) سے رہنمائی حاصل کیجئے...... اگر تحقیق مسائل کو حل کرنے کا نام ہے تو قران میں بیسیوں مرتبہ يَسْئَلُوْنَكَ اور ان کی Solution کی طرف توجہ کیجئے...... اگر تحقیق دیانتدارانہ اور غیر جانبدارانہ فکر کا نام ہے تو قُلْ فِيْهِمَآ اِثْمٌ كَبِيْرٌ وَّمَنَافِعُ لِلنَّاسِ (سورۃ البقرہ، آیت: ۲۱۹) سے استفادہ کیجئے...... اگر تحقیق منطقی طریقہ کار کا نام ہے تو صفات متقین کے بعد اُولٰٓئِكَ عَلٰى هُدًى مِّنْ رَّبِّهِمْ ۙ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿۵﴾ (سورۃ البقرہ، آیت: ۵) کا نتیجہ پڑھ لیجئے...... اگر تحقیق موزوں، مناسب اور فکری لائحہ عمل کا نام ہے تو وَاِذَا قُلْتُمْ فَاعْدِلُوْا (سورۃ الانعام، آیت: ۱۵۲) میں تفکر کیجئے...... اگر تحقیق حقائق کائنات ملاحظہ کرنے کا نام ہے تو وَكَذٰلِكَ نُرِيْٓ اِبْرٰهِيْمَ مَلَكُوْتَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ (سورۃ الانعام، آیت: ۷۵) میں غور کیجئے...... اگر تحقیق سے تجسس کے مادے کو جلا بخشنا مقصود ہے تو ذالک الکتاب لاریب فیہ میں تدبر کیجئے...... اور اگر تحقیق سے منزل کا تعین مقصود ہے تو اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا (سورۃ المائدہ، آیت: ۳) دین پہ نثار ہو جائیے...... جمیع العلوم فی القرآن لکن تقاصرت عنه افهام الرجال۔

حافظ عون محمد سعیدی

Marfat.com

عرض مؤلف

میں نے تین سالہ محنت، لگن اور شوق سے تحقیق کے موضوع پر بکھرے ہوئے مواد کو یکجا کرنے کی کوشش کی ہے اور آج اس بات پر میں انتہائی خوشی محسوس کر رہا ہوں کہ اس کو آپ کے سامنے پیش کرنے کے قابل ہوا ہوں۔ کتاب کے متعلق آپ کی بہترین آراء میرے لئے مفید ثابت ہوں گی اور ان کا خیر مقدم کیا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اس نے مجھے یہ کتاب تالیف کرنے کی ہمت عطاء فرمائی اور اس کو مدوّن کرنے کا حوصلہ عطاء فرمایا۔ میں ممنون ہوں اپنے فیملی ممبران کا جو میرے کام میں کبھی رکاوٹ نہ بنے۔

میں شکر گزار ہوں تمام احباب کا، جنہوں نے کتاب کے مواد کی فراہمی کے سلسلہ میں میرے ساتھ ہر طرح کا تعاون کیا...... میں ممنون ہوں شعبہ اسلامیات بہاء الدین زکریا یونیورسٹی کے تمام اساتذہ کرام کا جنہوں نے مجھے اپنی قیمتی آراء سے نوازا اور میں عزیزم پروفیسر حافظ عون محمد سعیدی کا خصوصی شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے کتاب کی نظر ثانی کے سلسلے میں میرے ساتھ مکمل تعاون کیا...... اللہ تعالیٰ میرے تمام مہربانوں پر خصوصی کرم فرمائے اور اس کتاب کو طالبانِ علم میں قبولیت عامہ نصیب فرمائے۔ آمین۔

میری یہ خواہش ہے کہ اس کتاب کو پڑھ کر لوگوں کے دلوں میں تحقیق کا جذبہ، ذوق، شوق، لگن اور محبت پیدا ہو۔ اگر ایسا ہو گیا تو میں سمجھوں گا کہ میرا مقصد پورا ہو گیا...... کیونکہ اشیاء پر غور و فکر کرنا اور سوچنا سمجھنا اللہ ہی کا حکم ہے۔ جس کو پورا کرنے کی غرض سے یہ کتاب لکھنے کی جسارت کی گئی ہے۔

Marfat.com

ایک اور بات جو اس کتاب کے لکھنے کا سبب بنی، وہ یہ تھی کہ میں جب 1992ء میں پوسٹ ڈاکٹریٹ کرنے امریکہ کی یونیورسٹی ولانوا (فلاڈلفیا) گیا تو پروفیسر اور طالب علم کو محنت کرتے دیکھا۔ میرے دل میں اس خواہش نے جنم لیا کہ اپنے طلباء کو بھی اسی طرح محنت پر آمادہ کرنے کے لئے ایک کتاب لکھوں گا۔ ایسی کتاب جو طالب علم میں تحقیق کرنے کا جذبہ پیدا کرے گی۔ میں کس حد تک کامیاب ہوا یہ تو وقت ہی بتائے گا۔

چنانچہ وقت نے بتا دیا آج یہ کتاب الحمدللہ پاکستان کی تمام جامعات میں مقبول ہے۔ ایم۔ اے، ایم فل اور پی۔ ایچ۔ ڈی کرنے والے طلباء و طالبات کے لیے یہ رہنمائی کا فریضہ انجام دے رہی ہے۔ اسی لیے اس کتاب کا اب دوسرا ایڈیشن شائع ہو رہا ہے اور آپ کی مفید آراء کا منتظر رہے گا۔

(وَمَا تَوْفِيْقِيْ اِلَّا بِاللّٰه)

ڈاکٹر محمد اکرم رانا

بہاءالدین زکریا یونیورسٹی ملتان

Marfat.com

باب اول:

تحقیق کیا ہے؟

1۔ تحقیق کا مفہوم

2۔ تحقیق علم میں وسعت کا ذریعہ

3۔ تحقیق کا پس منظر

4۔ اسلامی تحقیق کی نوعیت اور دائرہ کار

i) میکانکی اسلامی تحقیق ii) تطہیر فکر iii) تعمیر فکر

5۔ اسلامی تحقیقات کی ضرورت واہمیت

i) مفہوم ii) سائنسی اور طبی انکشافات iii) ملکی قوانین

iv) مختلف الفاظ کے مفاہیم v) مستشرقین کی کوششیں

vi) مغربی تہذیب کی برتری کا جواب vii) اسلام کا پیغام

6۔ حوالہ جاتی کتب

Marfat.com

Marfat.com

باب اوّل:

تحقیق کیا ہے؟

What is Research?

1) تحقیق کا مفہوم:

تحقیق عربی زبان کا لفظ ہے۔عربی زبان اپنے اندر بے پناہ وسعت کی حامل ہے۔ ایک ایک لفظ کے کئی مفاہیم سامنے آتے ہیں، لہٰذا لفظ تحقیق کے معانی کثیر ہیں۔ ان میں کھرے کھوٹے کی پہچان، حق کو باطل سے علیحدہ کرنا اور حقائق کی تلاش کرنا نمایاں ہیں۔ انگریزی میں اس کے لئے Research کا لفظ استعمال ہوتا ہے جس کے معنی ہیں دوبارہ تلاش کرنا، فرنچ (French) میں اس کے لئے Recherch لفظ ہے جس کے معنی ہیں پیچھے جا کر تلاش کرنا، لاطینی میں اس کے لئے Circare ہے جس کے معنی ہیں گھومنا اور پھرنا (To go about) مختلف مفکرین کے نزدیک تحقیق کی تعریفات مندرجہ ذیل ہیں:

1۔ تحقیق ایسے طرز مطالعہ کا نام ہے جس میں موجود مواد کے صحیح یا غلط کو بعض مسلمات کی روشنی میں پرکھا جاتا ہے۔

2۔ کسی مخصوص چیز یا شخص سے متعلق گہری یا محتاط تلاش کا نام تحقیق ہے اسی طرح اگر کسی امر کی شکل پوشیدہ یا مبہم ہو تو اس کی اصلی شکل کو دریافت کرنا تحقیق ہے۔

3۔ کسی حقیقت کے انکشاف کے لئے محتاط غور و فکر اور اس کا ناقدانہ جائزہ سائنسی تحقیق کہلاتا ہے۔

Marfat.com

4۔ تحقیق یہ ہے کہ کسی بات کو اس وقت تک تسلیم نہ کیا جائے جب تک اس کی صداقت کے ثبوت میں کوئی دلیل نہ مل جائے۔

5۔ تاریخ میں کسی امر واقعہ کے ہونے یا نہ ہونے کی چھان بین کا عمل تحقیق ہے۔

6۔ تحقیق ایک محتاط، سرگرم جستجو اور مسلسل کاوش کا اظہار ہے۔

7۔ مروجہ حقیقتوں کی تصدیق، نئی حقیقتوں کی تلاش اور سچائی کی کھوج کا نام تحقیق ہے۔

8۔ تحقیق سے علم و فن کی نئی راہیں دریافت ہوتی ہیں، نئی حقیقتیں ابھرتی ہیں اور نئے انکشافات جنم لیتے ہیں۔

9۔ تحقیق ایک موزوں، متوازن اور فکری لائحہ عمل ہے جو کسی شئے کے حالات کو معلوم کرنے میں اختیار کیا جاتا ہے؟

10۔ تحقیق کا فن دشوار گزار اور محنت طلب ہے۔ اس راہ پر چلنے کے لئے صرف شوق ہی نہیں بلکہ جنون درکار ہے، لیکن حقیقت تک رسائی چاہنے والے دیوانے کو فرزانگی کی ضرورت بھی ہے تا کہ وہ سمندر کی تہہ سے صرف گوہر مقصود تلاش کر سکے۔

11- Research is simply a systematic quest of uncovered truth.

12- Research is the manner in which men solve the knotty problems in their attemp to push back the frontiers of human ignorance.

13- Research may be defined as a method of studying problems, whose solutions are to be derived partly or wholy from facts.

Marfat.com

2) تحقیق علم میں وسعت کا ذریعہ:

تحقیق علم کا وہ شعبہ ہے جس میں منظم لائحہ عمل کے تحت سائنسی اسلوب میں نامعلوم و ناموجود حقائق کا کھوج لگایا جاتا ہے، اسی طرح معلوم و موجود حقائق کی تعبیر اس طرح کی جاتی ہے کہ علم میں مزید وسعت پیدا ہوتی ہے۔ اور نئی راہیں جنم لیتی ہیں ملکی وغیر ملکی یونیورسٹیوں میں ایم اے، ایم فل اور پی ایچ ڈی کی سطح پر تحقیق ہو رہی ہے۔ ان ڈگریوں کے حصول کے لئے جن امور کو سامنے لایا جاتا ہے ان میں غیر موجود حقائق کو دریافت کرنا اور موجود حقائق کا دوبارہ جائزہ لینا شامل ہوتا ہے، اسی طرح تحقیق علم میں وسعت کا ذریعہ بنتی ہے۔

اردو زبان وادب میں تحقیق پر کافی کام ہوا ہے، ڈاکٹر سلطانہ بخش اور ڈاکٹر گیان چند کی کتابیں اس پر تفصیل سے روشنی ڈالتی ہیں۔ اسلامی علوم میں تحقیق کے لئے کوئی خاطر خواہ کتاب سامنے نہیں آئی۔

اردو کی تحقیق میں مختلف شخصیات، اردو ادب کی تحریکات اور دیگر پوشیدہ گوشوں کو سامنے لا کر ان میں نکھار پیدا کیا جاتا ہے۔ زبانوں کا وجود کیسے عمل میں آیا؟ زبانیں ارتقائی مراحل کیسے طے کرتی ہیں؟ کسی شاعر کی شاعری میں نئی جہتیں کونسی ہوسکتی ہیں؟ ایک افسانہ نگار یا ناول نگار کن معاشرتی مسائل کو سامنے رکھتا ہے؟ یہ تحقیق کے چند گوشے ہیں۔ شعبہ ایجوکیشن میں بھی تحقیقی نوعیت کا کام کافی ہوتا ہے۔ اس شعبہ میں جہاں دیگر تحقیق کے طریقے عمل میں آتے ہیں وہاں سروے کو زیادہ اہمیت حاصل ہے۔ انگریزی زبان میں اس پر کافی مواد موجود ہے۔ تاریخی علوم میں بیانیہ طریقہ مستعمل ہے۔ دستاویزی تحقیق اس شعبے کی بنیادی خاصیت ہے۔ تاریخ کے پوشیدہ واقعات، شخصیات کے کارہائے نمایاں اور تاریخی کتب کی تلاش کے ذریعے علم میں وسعت پیدا کی جاتی ہے۔

ابلاغیات، سیاسیات، عمرانیات، معاشیات، اسلامیات اور عربی زبان وادب میں تحقیق کی بدولت علم کی حدود وسیع ہو رہی ہیں۔ نئے نئے عنوانات پر ریسرچ طلباء کی ذہنی صلاحیتوں کو اجاگر کرنے میں اہم کردار ادا کر رہی ہے۔

Marfat.com

سائنسی تحقیق میں نا معلوم کو معلوم کر کے، غیر موجود کو ڈھونڈ کر مناسب اسلوب کے ذریعے مواد کی تنقیح کرتے ہوئے نئے اصولوں کو دریافت کیا جاتا ہے۔ زوالوجی میں مختلف جانوروں اور باٹنی میں مختلف پودوں اور جڑی بوٹیوں کی تلاش کر کے ان کے اثرات کو زیر بحث لایا جاتا ہے۔ اس طرح بھی علم کا دامن وسیع ہو رہا ہے۔ نت نئی ایجادات تحقیق ہی کی بدولت ممکن ہوتی ہیں۔ اس لئے تحقیق کی اہمیت سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔

تحقیق کا بنیادی تصور ہمیں اسلامی علوم سے ملتا ہے۔ اس لئے اس کا پس منظر بیان کرنا ضروری ہے۔

3) تحقیق کا پس منظر:

(اسلامی تحقیق وہ تحقیق ہے جس کا موضوع ہماری مقدس کتابوں کے مشتملات ہیں اور جس کا مقصد یہ ہے کہ ان مشتملاتِ کو لوگوں کے لئے قابل فہم بنایا جائے۔)

بعض لوگوں کے بقول ''تحقیق کا تعلق چونکہ نظری اور عملی دونوں مسائل سے ہوتا ہے اس لئے تحقیق کا دائرہ بہت وسیع ہو جاتا ہے جبکہ اسلامی تحقیق میں یہ دائرہ اسلامی علوم تک محدود ہوتا ہے''۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ اسلام زندگی کے ہر شعبہ کو محیط ہے لہٰذا اس کا دائرہ بھی وسیع ہے۔ اسلامی تحقیق زمانے کے عقلی اور علمی چیلنج کا جواب دیتی ہے اور ان فلسفیانہ افکار کا مقابلہ کرتی ہے جو اس کی جڑوں کو نقصان پہنچانے کے لئے سرگرم عمل ہوتے ہیں بایں طور تحقیق اسلام کی صداقت اور حقانیت کو ثابت کرتی ہے۔ اسلام دنیا کا قدیم ترین اور جدید ترین مذہب ہے۔ اسلام یہ دعویٰ کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان اور کائنات کو پیدا کیا ہے جب تخلیق انسانی کا وقت آیا تو فرشتوں نے یہ سوال اٹھایا ''آخر اس کی پیدائش کا مقصد کیا ہے؟ جبکہ ہم خداوند قدوس کی تسبیح و تقدیس کا عمل احسن طریقے سے سرانجام دے رہے ہیں''۔ معلوم ہوا کہ کسی مفروضہ یا واقعہ کے متعلق کوئی سوال اٹھانا شیئی کی حقیقت تک پہنچنے اور تحقیق کرنے کا بنیادی ذریعہ ہے۔ تحقیق کو تلاش و جستجو کے حوالہ سے دیکھیں تو قابیل اور ہابیل کا واقعہ سامنے آتا ہے۔ جب قابیل سے قتل ہو گیا تو وہ ہابیل کی لاش ٹھکانے لگانے کے لئے سرگرداں نظر آیا۔ اللہ تعالیٰ نے ایک کوے کو بھیجا جو اس کے سامنے زمین کو کریدنے لگا اسی طرح قابیل کو معلوم

Marfat.com

ہوا کہ اپنے بھائی کی لاش سے کیا سلوک کرے، گویا خارجی معلومات نے اس کی ذہنی کشمکش کا مسئلہ حل کر دیا۔ علم الیقین رکھنے والے حضرت ابراہیمؑ اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ پیغمبر تھے لیکن انہوں نے بھی اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں احیاء موتی کو روبرو دکھانے کا سوال کر دیا، مقصد صرف یہ تھا کہ وہ عین الیقین اور حق الیقین کے ذریعے سے حقیقت تک پہنچ جائیں۔

بعثت نبویؐ کے وقت جب جبرائیلؑ حاضر ہوئے اور آیات قرآنیہ کی تلاوت کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک خاص کیفیت طاری ہوگئی آپ کی بیوی حضرت خدیجہؓ حقیقت کی تلاش میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ساتھ لے کر اپنے چچازاد بھائی ورقہ بن نوفل کے پاس پہنچ گئیں یہاں تک کہ انہیں یقین ہوگیا کہ یہ وہی ناموس (فرشتہ) ہے جو دیگر انبیاء کے پاس آیا کرتا تھا۔

قرآن مجید نے بھی اس بات پر مہر تصدیق ثبت کردی کہ اے مسلمانو! اگر تمہیں کسی چیز کا علم نہ ہو تو اہل الذکر سے پوچھ لیا کرو "فَسْئَلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۴۳﴾" (سورۃ النحل، آیت: ۴۳) ہمارے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں ایسے بے شمار واقعات رونما ہوئے جہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی تہہ تک پہنچ کر حقیقت حال معلوم کرنا چاہتے تھے، اس سلسلہ میں واقعہ افک کی مثال پیش کی جاسکتی ہے۔ حالانکہ یہ معاملہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی گھریلو زندگی سے متعلق تھا لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مختلف افراد سے اس واقعہ کے بارے پوچھا۔ یہاں تک کہ قرآن مجید نے حقیقت کو آشکارا کر دیا: اِنَّ الَّذِيْنَ جَآءُوْ بِالْاِفْكِ ... (سورۃ النور، آیت: ۱۲)

صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین کا طرز عمل بھی بتاتا ہے کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اکثر سوال کیا کرتے تھے تاکہ ان کو معلوم ہو جائے کہ اصل حقیقت کیا ہے مثلاً قرآن مجید نے ایسے سوالوں کی نشاندہی کی۔

يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْاَهِلَّةِ (سورۃ البقرہ، آیت: ۱۸۹)

يَسْئَلُوْنَكَ مَاذَا يُنْفِقُوْنَ (سورۃ البقرہ، آیت، ۲۱۵)

وَيَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الرُّوْحِ (سورۃ الاسراء، آیت: ۸۵)

Marfat.com

قرآن مجید کی آیات کی ایک کثیر تعداد تدبر اور تفکر پر زور دیتی ہے۔ جو تحقیق کا لازمی خاصہ ہے۔

قران مجید اپنے مطالعہ کے بارے کہتا ہے: اَفَلَا یَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ اَمْ عَلٰی قُلُوْبٍ اَقْفَالُهَا ﴿۲۴﴾ (سورۃ محمد، آیت: ۲۴) ''کیا یہ لوگ قرآن پر غور نہیں کرتے کیا ان کے دلوں پر قفل لگے ہوئے ہیں۔''

قرآن مجید حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے کہتا ہے کہ اے نبیؐ ان سے کہو کہ تم اکیلے اور دو دو مل کر اپنا دماغ لڑاؤ اور سوچو کہ تمہارے صاحب میں وہ کونسی بات ہے جو جنون کی ہے؟ اس سے ایک بات جو اضافی معلوم ہوتی ہے وہ ہے گروپ سٹڈی۔ یعنی ایک سے زیادہ افراد بھی کسی پروجیکٹ پر کام کر سکتے ہیں۔ قرآن مجید محض اصولوں اور رہنمائی کی کتاب ہے اس سے تحقیق کرنے کے اصول واضح طور پر سامنے آ رہے ہیں ہر سنی سنائی بات پر یقین نہیں کر لینا چاہئے۔

Hear say evidence is no evidence

اسلام میں تقلید محض کی اجازت نہیں ہے بلکہ سوچ سمجھ کر کوئی قدم اٹھانا چاہئے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ کسی آدمی کے جھوٹا ہونے کے لئے یہی بات کافی ہے کہ وہ ہر سنی سنائی بات بلا تحقیق دوسرے تک منتقل کر دے۔ ''کفی بالمرء کذباً ان یحدث بکل ما سمع'' کیونکہ جھوٹ انسان کو ہلاک کر دیتا ہے۔ اور سچ کامیاب کرتا ہے۔''

''اَلصِّدْقُ یُنْجِیْ وَالْکِذْبُ یُهْلِكُ''

خصوصاً حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کی طرف کسی قول و عمل کو بلا تحقیق منسوب کر دینا سخت ترین عذاب کا موجب ہے۔

من کذب علی متعمداً... اور فرمایا: ''من احدث فی امرنا ھذا ما لیس...''

قران مجید کا حکم ہے جب تک کسی چیز کا صحیح علم نہ ہو تو اس پر عمل نہ کرو۔

''وَلَا تَقْفُ مَا لَیْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ'' (سورۃ الاسراء، آیت: ۳۶)

اللہ تعالیٰ نے انسان کو آنکھ، کان اور دل و دماغ عطا کئے ہیں تا کہ انسان ان نعمتوں کو جانچے جو اسے عطا کی گئی ہیں۔

115491

Marfat.com

قرآن مجید کہتا ہے کہ جب ''ان پر آیات تلاوت کی جاتی ہیں تو وہ ان پر اندھے اور بہرے بن کر نہیں گرتے بلکہ سوچتے ہیں۔'' (73:25) اس سے زیادہ اور کیا تحقیق کی بنیاد ہوسکتی ہے۔

قرآن مجید اُصولِ تحقیق کی تائید کرتا ہے لوگوں سے برہان اور دلیل طلب کرتا ہے۔

یہود و نصاریٰ کا خیال تھا کہ وہ جنت میں جائیں گے اور کوئی نہ جاسکے گا اسلام نے کہا: کوئی دلیل لاؤ اپنے بیان کے سچ ہونے کی''۔ حضرت ابراہیمؑ نے اپنے مخالف کو کہا کہ اگر تم سچے خدا ہو تو سورج کو مغرب سے نکال کر دکھاؤ؟

معلوم ہوا کہ کسی چیز کو ثابت کرنے کے لئے دلیل کی ضرورت ہے۔ قرآن مجید کی یہ آیت تحقیق کی بنیاد فراہم کرتی ہے۔

يَآيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ جَآءَكُمْ فَاسِقٌۢ بِنَبَاٍ فَتَبَيَّنُوْٓا اَنْ تُصِيْبُوْا قَوْمًاۢ بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوْا عَلٰى مَا فَعَلْتُمْ نٰدِمِيْنَ ﴿٦﴾

(سورۃ الحجرات، آیت:٦)

''اے ایمان والو! اگر کوئی فاسق تمہارے پاس خبر لے کر آئے تو تحقیق کرلیا کرو، ایسا نہ ہو کہ نادانی میں تم کسی قوم پر حملہ کردو اور بعد میں اپنے کئے پر پچھتاؤ۔''

قرآن حکیم میں سورج اور چاند کا ذکر، سمندروں میں جہازوں اور کشتیوں کے چلنے کی روداد، ہواؤں کا چلنا، بادلوں کا اکٹھا کرنا، بارش برسانا، مردہ زمینوں سے ہری بھری فصلوں کا لہلہانا، رات کا دن سے بدلنا اور دن کا رات سے بدلنا، موسموں کا تغیر و تبدل، یہ سب اللہ تعالیٰ کی نشانیاں ہیں۔ ان پر غور و فکر ضروری ہے لاعلمی اور جہالت انسان کی تباہی کا باعث بنتی ہیں۔

Ignorance of rule is no excuse

یہی وجہ ہے کہ علم و تحقیق کی بدولت یورپ کا انسان آگے نکل گیا ہے اور اقوام عالم پر اپنی مرضی کا حکم چلا رہا ہے۔ یہ سب کچھ تحقیق اور تجربہ کی بدولت ممکن ہوا ہے۔

فن تحقیق ایک قدیم فن ہے اس کا تصور اہل یونان کے ہاں بھی پایا گیا ارسطو نے اسے پروان چڑھایا، خیال یہ تھا کہ کسی بات کو اس وقت تک تسلیم نہ کیا جائے جب تک اس کا

Marfat.com

ثبوت یا اس کی صداقت کی دلیل موجود نہ ہو، اسی کو استدلال کہتے ہیں۔ طریقہ کار یہ ہے کہ پہلے اصل مسئلہ یا موضوع کو سمجھا جائے، پھر اسے حل کرنے کے لئے مختلف دلائل یا حالات وواقعات کا مشاہدہ کیا جائے۔ لوگوں کی آراء معلوم کی جائیں معلومات اور متعلقہ تحریری مواد سے استفادہ کیا جائے پھر نتائج اخذ کئے جائیں۔

سائنسی تحقیق میں مسلمانوں نے تجربات، مشاہدات اور حقائق کی تلاش میں اپنے آپ کو یونانیوں سے آگے بڑھادیا۔ الفارابی، الغزالی، ابن خلدون، ابن سینا اور ابن رشد جیسے سائنس دانوں اور ماہرین علم نے جدید طریقہ تحقیق کی بنیاد ڈالی۔

اہل یورپ نے ان علوم سے استفادہ کر کے جدید سائنس کی طرح ڈالی، اور صنعتی انقلاب کی راہ ہموار کی فرانسس بیکن، نیوٹن وغیرہ نے دلیل اور مشاہدے کے اشتراک سے نئی فکر کی بنیاد ڈالی اس فکر کی بدولت ابتدائی معلومات حاصل کی جاتی ہیں یوں ایک نظریہ قائم ہوتا ہے۔ یہ نظریات مشاہدات کے نتیجہ میں مرتب ہوتے ہیں نتائج کو لے کر مزید تحقیق یا تصدیق دوبارہ مشاہدات اور تجربات کی روشنی میں کی جاتی ہے اگر دوبارہ کی جانے والی تحقیق پہلے والی تحقیق سے ہم آہنگ ہو تو یہ نظریہ سائنس کا ایک اصول بن جاتا ہے ورنہ اسے ترک کر دیا جاتا ہے اس نہج پر تحقیق کی بدولت سائنسی علوم نے گزشتہ دو صدیوں میں جو ترقی کی ہے وہ دنیا کی فکری تاریخ کا ایک روشن باب ہے۔

خلا کی تسخیر ہو یا ایٹمی توانائی کے پرامن استعمال کی ایجادات اس تحقیق نے دنیا کی کایا پلٹ دی ہے آج آواز، تصویر اور تحریر پل بھر میں انسان کے سامنے آجاتی ہیں دنیا ایک گاؤں (Global Village) کی شکل اختیار کر چکی ہے اور انسان ایک دوسرے کے بہت قریب آ گیا ہے تحقیق کی بدولت ترقی کا یہ سفر جاری رہے گا۔ انشاء اللہ اب ہم یہ دیکھتے ہیں کہ اسلامی تحقیق کا کیا دائرہ کار ہے۔

4) اِسلامی تحقیق کی نوعیت اور دائرہ کار:

ڈاکٹر محمود احمد غازی لکھتے ہیں:

اسلامی تحقیق کے کام کو تین بڑے شعبوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔

Marfat.com

i) میکانکی اسلامی تحقیق:

اس سے مراد وہ کام ہے جو مقصود بالذات نہ ہولیکن تحقیق وتفکیر میں مدد دے سکے۔ مثلاً قوامیس کی ترتیب، فہرستوں کی تیاری، قدیم مخطوطات کی تیاری وغیرہ۔ مزید مثالیں: الفہرست از اسحاق ابن ندیم، تاریخ التراث العربی از فواد سزگین المعجم المفہرس از فواد عبدالباقی، فہرست مخطوطات از دارالکتب (مصر)

ii) تطہیر فکر:

رائج الوقت علوم وفنون کا اسلامی نقطہ نظر سے تنقیدی جائزہ لے کر کھرا اور کھوٹا الگ کردینا اس میں شامل ہے لیکن اس کے لئے ضروری ہے کہ ہم سب سے پہلے مغرب کی فکری امامت کے وہم وطلسم کو پاش پاش کردیں۔ انہوں نے جو نظام فکر وعمل مرتب کیا ہے اس کا باطل ہونا دلائل وبراہین سے ثابت کردیں۔ یہ کام عالم اسلام کی فکری آزادی اور ثقافتی بقا کیلئے ضروری ہے۔ عالم اسلام کو سیاسی آزادی حاصل ہے؟ لیکن فکری طور پر مسلمان آج پہلے سے زیادہ غلام ہیں، اس وقت مغرب اور معصومیت ہمارے نزدیک دو مترادف الفاظ ہو کر رہ گئے ہیں۔ کسی چیز کا مغرب سے نسبت رکھنا ہمارے نزدیک اس بات کا یقین کرنے کیلئے کافی ہے کہ وہ مبنی برحق وانصاف ہے۔ کسی چیز کی صداقت اور حقانیت کو پرکھنے اور جانچنے کیلئے اس کا مغرب کے رائج الوقت تصورات کے مطابق ہونا کافی سمجھا جاتا ہے۔

اس اندازِ فکر کو تبدیل کرنا اور مغرب کی عصمت سے انکار کرنا ہی اس راہ میں پہلا قدم ہے۔ مولانا ابوالحسن ندوی کے الفاظ میں ہمیں مغربی علوم کو خام مال سمجھنا چاہئے اور وہی سلوک کرنا چاہئے جو ہر خام مال کے ساتھ ہوتا ہے۔ نہ تو ہم اس کو جوں کا توں اپنے کام میں لا سکتے ہیں اور نہ محض ناکارہ قرار دیکر پھینک سکتے ہیں۔ ہمیں اپنی اقدار کی روشنی میں ان کو پرکھنا چاہئے جو چیزیں حقائق ثابتہ کا درجہ رکھتی ہوں ان کو ہم قبول کرلیں۔ جو چیزیں حقائق ثابتہ نہ ہوں اور ہماری اقدار سے متعارض ہوں ان کو ہم رد کردیں اور باقی ماندہ کی اصلاح کر کے پھر ان سارے علوم کو اپنے مقاصد کے لئے تیار کریں۔ بالکل اسی طرح جس طرح آنحضورؐ نے

Marfat.com

اپنے وقت کے رسوم ورواج پر ناقدانہ نظر ڈالی اور وحی الٰہی کی روشنی میں جو چیزیں معاشرے کے لئے مفید تھیں ان کو قبول کرلیا باقی کو رد کردیا اس طرح ایک تطہیری عمل وجود میں آیا۔

ڈاکٹر محمود احمد غازی مزید لکھتے ہیں کہ اس ضمن میں سب سے پہلے جن علوم ونظامات فکری کی تطہیر کرنا ضروری ہے اس میں فلسفہ، سیاسیات، قانون ودستور، نفسیات، عمرانیات، انسانیات، معاشیات اور فقہ شامل ہیں۔

مزید براں علوم وفنون کی یہ تطہیر ایک مسلسل عمل ہے جو کبھی بھی ختم نہ ہوگی اس لئے کہ علم ایک ترقی پذیر قدر ہے جوں جوں کائنات اور اس کے مختلف شعبے انسانی عقل وفکر کے سامنے کھلتے جائیں گے علوم کی ترقی ہوتی رہے گی۔ اگر علوم وفنون کی اس پیہم ترقی اور ہر دم تفسیر کے مرحلہ میں ان کا ازسرنو جائزہ نہ لیا گیا اور ان کی مرحلہ وار جانچ پڑتال نہ کی گئی تو جلد ہی ہماری تہذیبی اقدار اور معاشرتی علوم میں خلا اور بعد پیدا ہوجائے گا اور ایک زبردست فکری اختلال معاشرے میں جنم لے گا۔

علامہ اقبال کا فرمان ہے ''ہمارا فرض یہ ہے کہ ہم انسانی فکر کے ارتقاء پر نہایت محتاط انداز میں نظر رکھیں اور اس کے بارے میں ایک تنقیدی نقطہ نظر کو بھی قائم رکھیں۔'' موجودہ دور میں مختلف کمپنیوں کا مطالعہ ازحد ضروری ہے۔ ان کا دائرہ عمل اپنے ملکی حالات کی روشنی میں adjust کیا جانا چاہئے۔

(iii) تعمیر فکر:

تطہیر فکر کے بعد اسلامی تحقیق کا تیسرا سب سے بڑا کام تعمیر فکر ہے۔ یعنی اس نقطہ نظر سے تمام علوم وفنون کی ترتیب نو اور تشکیل جدید اس میں جدید علوم کی تشکیل جدید بھی شامل ہے اور قدیم اسلامی علوم کی تعمیر نو بھی۔ قرآن وسنت کے غیر متغیر اور ناقابل تبدل اصولوں کی روشنی میں علوم کو اس طرح مرتب کیا جائے کہ وہ عصر حاضر میں ہمارے لئے کارآمد ثابت ہوسکیں اور ایک ایسے نظام فکر وعمل اور تہذیب وتمدن کی تعمیر میں مدد دے سکیں جو عصر حاضر میں دنیا کے سامنے اللہ کے دین کی گواہی دے سکے۔ تاکہ اللہ کی حجت دنیا والوں پر تمام ہوسکے اور کوئی شخص اللہ کے خلاف حجت نہ پیش کرسکے۔

Marfat.com

علامہ اقبال نے فلسفہ اور مابعدالطبیعات کے میدان میں تطہیری وتعمیری کوششیں کیں اور یہ فریضہ بخوبی سرانجام دیا اس سلسلے میں انہوں نے مدراس کے مقام پر آٹھ خطبات دیئے جو تشکیل جدید الٰہیات اسلامیہ کے نام سے مرتب ہوئے انگلش میں انہیں Reconstruction of Religious Thought کا نام دیا۔ اردو میں ان کا ترجمہ نذیر نیازی اور دیگر نے کیا۔ قرآن مجید کی روشنی میں سارے رائج الوقت علوم ومعارف کا جائزہ لینا چاہئے اور کھرا کھوٹا الگ کر کے دکھانا چاہئے۔

علامہ اقبال نے آج سے پچاس سال قبل جو بات اسلامی اصول فقہ کے بارے میں کہی تھی وہ آج سارے علوم وفنون پر صادق آ رہی ہے اس وقت اس کی جتنی اہمیت تھی آج اس سے کہیں بڑھ کر ہے۔ علامہ اقبال نے فرمایا: ''میرا عقیدہ ہے کہ جو شخص زمانہ حال کے جورس پروڈنس Jurisprudence پر ایک تنقیدی نگاہ ڈال کر احکام قرآنیہ کی ابدیت کو ثابت کرے گا وہی اسلام کا مجدد ہوگا۔ اور بنی نوع انسان کا سب سے بڑا خادم بھی وہی شخص ہوگا۔

5) اسلامی تحقیقات کی ضرورت واہمیت:

i) مفہوم:

یہ ایک بنیادی سوال اٹھتا ہے کہ اسلامی تحقیقات سے کیا مراد ہے؟ اسلام میں اتنی صدیاں گزر جانے کے بعد اب کیا تحقیق ہوگی اس سوال کا جواب دینے کے لئے ضروری ہے کہ اس بات کو سمجھ لیا جائے کہ انسانی زندگی آگے کی طرف رواں دواں ہے۔ نت نئی مشکلات اور ایجادات سامنے آ رہی ہیں۔ تہذیبوں کے میل جول اور ٹکراؤ سے نئے نئے مسائل اور رسم و رواج جنم لے رہے ہیں۔ ان تغیرات کے بارے میں اسلام کا نقطہ نظر کیا ہونا چاہئے۔ حالات وواقعات کے نتیجے میں اسلامی قوانین کی کیا شکل ہونی چاہئے۔ اس کے لئے ہمیں اسلامی تحقیقات کی ضرورت پیش آتی ہے۔

Marfat.com

ii) سائنسی اور طبی انکشافات:

آج سائنس اور میڈیکل سائنس نے بہت ترقی کر لی ہے۔ انسان خلائی اسٹیشن تعمیر کر چکا ہے۔ چاند پر ڈیرے ڈال کر مریخ جانے کی تیاری کر رہا ہے۔ ایک آسٹریلیا کی کمپنی نے تو مریخ پر پلاٹ بیچنے کا اعلان کر دیا ہے۔ امریکہ کے صدر بش نے چاند اور مریخ پر دوبارہ مشن بھیجنے کا اعلان کیا ہے۔ اور ہندوستان کے صدر کہتے ہیں ہم بھی ایسا کر سکتے ہیں۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ایک انسان خلا میں چکر لگا رہا ہے یا وہ چاند پر موجود ہے ایسے میں نماز کی ادائیگی کا کیا طریقہ کار ہونا چاہئے۔ ایک پائلٹ ہوائی جہاز اڑا رہا ہے وہ کیسے نماز ادا کرے اور قبلہ کا رخ کس طرح متعین کرے۔ اعضاء کی پیوند کاری اور خون کی تبدیلی کا مسئلہ ہے۔ آنکھیں لگانے کا مسئلہ ہے وغیرہ وغیرہ۔ ان پر کیا فقہی نقطۂ نظر ہونا چاہئے۔ ان پر اجتہادی نظر ضروری ہے۔ کلوننگ کا مسئلہ آج سرفہرست ہے۔ ٹیسٹ ٹیوب بے بی سے پیدائشی عمل کا جائزہ وغیرہ۔

iii) ملکی قوانین:

پاکستان ایک اسلامی ملک ہے۔ ہر ایک چیز کو اسلامی ڈھانچے میں ڈالنا ضروری ہے مثلاً سود کیا ہے اس کی آج کل جو شکلیں رائج ہیں وہ کون سے سود کے زمرے میں آتی ہیں۔ قومی بچت کی سکیموں میں پیسہ لگانا جائز ہے یا نہیں۔ انشورنس کیا ہے۔ سٹاک ایکسچینج کا مسئلہ ہے، Shares ہیں۔ ان پر اسلامی حوالے سے ایک رائے ہونی چاہئے تا کہ لوگ یکسوئی سے کام کر سکیں۔ یہاں تک کہ صحیح پردہ کیا ہے کوئی متفقہ رائے نہیں۔

نیز شادی بیاہ، تجہیز و تکفین کے موقع پر جو رسومات ادا کی جاتی ہیں وہ کتنی اخلاقی ہیں اور کتنی غیر اخلاقی ہیں۔ اسی طرح تصوف کے ایک حد تک خاص اثرات کی وجہ سے مسلمانوں میں بہت سی بدعات پیدا ہو گئی ہیں کیا ان کو جاری رکھا جائے یا ان میں تبدیلی، ترمیم اور تنسیخ کی ضرورت ہے۔

Marfat.com

iv) مختلف الفاظ کے مفاہیم:

بیشتر الفاظ کے مفاہیم پر غور کرنے کی ضرورت ہے۔ مثلاً عبادت، توکل، تقدیر، تدبیر، شکر، صبر اور تصوف وغیرہ۔

توہم پرستی کی وجہ سے بے شمار عقائد پیدا ہوتے ہیں ان کا خاتمہ بھی ضروری ہے۔ مسلم علماء اور سائنسدانوں کی بدولت جو ترقی ہوئی ہے اس کو اجاگر کرنا ضروری ہے۔ موجودہ دور میں ٹی وی، انٹرنیٹ، سیٹلائٹ اور موبائل سے جو مسائل جنم لے رہے ہیں اور بے حیائی پیدا ہو رہی ہے۔ اس کے متعلق اسلامی نقطہ نظر کو واضح کرنا چاہئے۔ تصویر، مجسمہ سازی، اخباری تصاویر کس حد تک جائز ہو سکتی ہیں۔ اہل نظر کو اس پر بھی غور کرنا ہوگا اور اجماعی فیصلہ کرنا ہوگا ورنہ ذہن انسانی کشمکش میں مبتلا ہی رہے گا۔

v) مستشرقین کی کوششیں:

مستشرقین سے مراد وہ یورپی اور امریکی سکالرز ہیں جو مشرق اور اسلام سے متعلق پڑھتے اور لکھتے ہیں۔ انہوں نے شروع ہی سے اسلام اور اسلامی تعلیمات کو ہدف تنقید بنایا ہے۔ قرآن مجید کو محمد عربیؐ کا کلام ظاہر کرنے کی کوشش کی ہے۔ احادیث نبویہ کو وقت کی پیداوار قرار دیا گیا ہے۔ سیرت النبیؐ میں تعدد ازدواج کا الزام ہے۔ اسلامی تاریخ کو جنگ وجدل کی تاریخ قرار دیا ہے۔ عورت کی آدھی گواہی اور آدھی وراثت کا واویلا ہے۔ انسانی حقوق کی پامالی پر شور مچا ہوا ہے۔ اسلامی سزاؤں کو وحشیانہ سزائیں قرار دیا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ سزائے موت کا قانون بھی منظور ہوا چاہتا ہے کہ اسے ختم کر دیا جائے۔ ان اسلام دشمن تحریروں کا جواب کون دے گا۔ یقیناً ایک اسلامیات وعربی کا طالب علم ہی ان جوابات کے فریضہ سے عہدہ برا ہو سکتا ہے آج انٹرنیٹ وغیرہ کو بھی مستشرقین کی طرف سے اسلام دشمنی کے لئے استعمال کیا جا رہا ہے۔ لہٰذا زبانوں خصوصاً انگریزی پر بھی طلباء کو توجہ دینی چاہئے۔ اسے کافروں کی زبان سمجھ کر پڑھنے سے انکار پرانی بات ہو چکی ہے۔

آئین نو سے ڈرنا طرز کہن پہ اڑنا
منزل یہی کٹھن ہے قوموں کی زندگی میں

Marfat.com

vii) مغربی تہذیب کی برتری کا جواب:

آج کل مغربی تہذیب کی برتری کا ڈھنڈورا پیٹا جاتا ہے مسلمانوں کو ترقی سے عاری قوم سمجھا جاتا ہے۔ اسلام کی تعلیمات کو مسلمانوں کی پستی بدعملی اور کمزوری کا ذمہ دار ٹھہرایا جاتا ہے اسلام کو عربی، رومی، فارسی، ہندوستانی اور یہودی تہذیبوں کا امیزہ قرار دیا جاتا ہے۔ عورت کی آزادی کے نام پر انسانی مساوات کا نعرہ بلند کیا جاتا ہے ایسے میں راہ حق کوسوں دور نظر آ رہا ہے ہمارا فرض ہے کہ ہم دنیا کو تحقیق کا راستہ بتائیں اور سچ کو واضح کریں۔ اسلام کی ایک بہترین تعبیر کر کے دنیا کے سامنے رکھ دیں۔

اسلامی تحقیق کی بدولت ہی یہ سب کچھ ممکن ہے، مسلمانوں میں روح حریت اور جذبہ تحقیق پیدا کرنا ضروری ہے۔ ڈاکٹر رفیع الدین لکھتے ہیں۔ ''ہمارے لئے ضروری ہے کہ ان سوالوں کا ایسا جواب تلاش کریں جو نہ صرف اسلام کی بنیادی تعلیمات کے مطابق ہو بلکہ پوری طرح سے مدلل، معقول اور سائنٹیفک ہو۔''

viii) اسلام کا پیغام:

اندازِ بیاں گرچہ کچھ شوخ نہیں ہے
شاید کہ تیرے دل میں اُتر جائے میری بات

یہ ایک حقیقت ہے کہ اسلام کا پیغام غیر مسلموں تک صحیح نہیں پہنچا۔ اس کام کے لئے ریڈیو، ٹیلی ویژن، پریس اور مبلغین کو کام میں لایا جاسکتا ہے۔ بے شمار موضوعات ایسے اسلامی سکالرز کے منتظر ہیں جو ان پر عمیق نظر ڈال سکیں۔

اسلام امن کا پیغام ہے۔ اسلام اصولوں کا دین ہے۔ اسلام کلام الٰہی ہے۔ اسلام اِس دنیا اور دوسری دنیا میں نوع انسانی کے لئے نجات دہندہ بن کر آیا ہے۔ اسلام کائنات کی گتھیاں سلجھانے آیا ہے۔ اسلام خلا کی تسخیر کرنے آیا ہے۔ اسلام لوگوں کو شیر وشکر کرنے آیا ہے۔ اسلام باہم اعتماد کا مظہر ہے۔

Marfat.com

یہ پیغام دنیا پر واضح کرنا ضروری ہے۔ یہ اسی صورت میں ممکن ہے جب ہم اپنے اسلاف کے نقش قدم پر چل کر تحقیق کا راستہ اپنائیں۔اوران کی تحقیق سے فائدہ اٹھائیں۔

اِسلامی تحقیقی ذوق پیدا کرنے کے لئے ابوالحسن اشعریؒ، امام غزالیؒ، الفارابیؒ، ابن رشدؒ، ابن تیمیہؒ، مجدد الف ثانیؒ، شاہ ولی اللہؒ، علامہ اقبالؒ اور ابوالحسن ندویؒ جیسے راسخ العقیدہ مسلمانوں کی تحریروں کو شامل نصاب کیا جائے۔

Marfat.com

باب اول..............حوالہ جاتی کتب

-1 ڈاکٹر گیان چند، تحقیق کا فن، مقتدرہ قومی زبان، اسلام آباد، 1994

-2 ڈاکٹر ایم سلطانہ بخش، اردو میں اصول تحقیق، مقتدرہ قومی زبان اسلام آباد، 1986

-3 ڈاکٹر محمود احمد غازی، ادب القاضی، (ادارہ تحقیقات اسلامی) بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد، 1993

-4 ڈاکٹر سعید اللہ قاضی، اصول تحقیق، ادارہ تعلیمی تحقیق تنظیم اساتذہ پاکستان، 2002ء

-5 ڈاکٹر رفیع الدین، اسلامی تحقیق، مفہوم، مدعا اور طریق کار، مرکزی انجمن خدام القران، لاہور 1986ء

-6 فکر ونظر، ادارہ تحقیقات اسلامی: 1976

Marfat.com

باب دوم:

تحقیق کی اقسام

-1 بیانیہ تحقیق

-2 خالص تحقیق

-3 اطلاقی یا تجرباتی تحقیق

-4 وضاحتی تحقیق یا سروے

i) سماجی یا معاشرتی سروے
ii) سروے کا آغاز کب ہوا
iii) رائے عامہ معلوم کرنے کیلئے سروے
iv) لائبریریوں کے سروے
v) سروے کے مقاصد اور رہنمائی کیلئے اشارات
vi) نمونہ بندی
vii) سروے کے فوائد اور خامیاں

-5 تاریخ اور دیگر علوم میں تحقیق

i) دستاویزی تحقیق
ii) تاریخی تحقیق کا طریقہ کار
iii) دستاویزی تحقیق کی اقسام
iv) اداروں اور تنظیموں کی تاریخ
v) نظریات کی تاریخ
vi) حقائق کی وضاحت

-6 ابلاغیات میں تحقیق کا طریقہ کار

-7 حوالہ جاتی کتب

Marfat.com

Marfat.com

باب دوم:

تحقیق کی اقسام

Kinds of Research

تحقیق کی کئی اقسام ہیں تاہم یہاں پر چند کی طرف رہنمائی کی جاتی ہے۔

1) بیانیہ تحقیق:

معاشرتی علوم (Social siences) میں تحقیق یہ ہے کہ حقائق کو بیان کیا جائے یہ حقائق ارتقائی (تاریخی) شکل میں بھی بیان ہوسکتے ہیں، اور تقابلی انداز میں بھی۔ مثلاً اسلامیات میں اگر آپ کسی علم کی ارتقائی شکل بیان کرنا چاہتے ہیں تو آپ اس علم کو صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے لے کر موجودہ دور تک اس کی ارتقائی کیفیت بیان کریں گے اور موجودہ دور میں اس سے کس حد تک فائدہ اٹھایا جاسکتا ہے اس کا تذکرہ کریں گے۔

مثلاً علم الناسخ والمنسوخ کا ارتقاء آپ بیان کرنا چاہتے ہیں۔ آپ دیکھیں گے کہ صحابہؓ نے اس کا کیا مفہوم بتایا ہے۔ اس کے بعد اس موضوع پر کون کونسی کتابیں لکھی گئیں اور مصنفین نے اس کے کیا معنی اختیار کیے۔ مختلف مفسرین، فقہاء یا محدثین نے کن آیات کو منسوخ قرار دیا۔ وہ کونسے مفسرین یا فقہاء تھے جنہوں نے اس فن کو تسلیم نہیں کیا۔ یہ ساری بحث ارتقائی سفر کا حصہ بنے گی یہاں تک کہ موجودہ دور میں اس کی حیثیت، اہمیت، افادیت کا تعین کیا جائے گا۔ کسی بھی تحقیق میں اس بات کی کوشش ضروری شامل حال رہنی چاہئے کہ آپ کوئی نئی چیز یا نیا نتیجہ مرتب کریں۔ تاکہ ایک محقق کو اپنی تحقیق پر فخر ہو۔ اور دوسرے بھی اس تحقیق کو تسلیم کریں۔

Marfat.com

بیانیہ تحقیق میں دوسرا طریقہ تقابلی انداز میں مطالعہ ہوتا ہے۔اور اس کے بعد نتائج اخذ کئے جاتے ہیں۔

اسلامیات کے مضمون میں آپ قرآن مجید کا تقابل دیگر مذہبی کتب سے کر سکتے ہیں بانیان مذاہب میں حضورؐ کا مقام ومرتبہ دیگر ہادیان عالم کے مقابلہ میں بیان کر سکتے ہیں۔ کسی تفسیر کا دوسری تفسیر سے تقابل کر سکتے ہیں۔ مذہب میں نجات کے تصور، عبادات کے تصور، اللہ کے تصور، آخرت کے تصور کا تقابل کیا جا سکتا ہے۔اگر کسی حدیث کی کتاب کی مختلف شرحیں وجود میں آ گئی ہیں ان کا تقابل کیا جا سکتا ہے۔

آپ پولیٹیکل سائنس، تاریخ، اکنامکس میں بھی مختلف نظریات کا تقابل کر سکتے ہیں۔

عربی زبان وادب میں لغت کا ارتقاء اور مختلف لغات کا تقابل کر کے ریسرچ کو آگے بڑھایا جا سکتا ہے۔

عربی ادب میں مخطوطوں کی تصحیح (Edition) بھی ریسرچ کی ایک قسم ہے جس کی بدولت دنیائے یورپ اور دنیائے اسلام میں ایک علمی انقلاب برپا ہوا، موجودہ دور میں مخطوطوں کی تصحیح کو نظر انداز کیا جا رہا ہے اور اس قسم کی ریسرچ کو اہمیت نہیں دی جاتی۔ حالانکہ یورپ میں جب جہالت کے بادل چھٹے اور علمیت کا آغاز ہوا۔آکسفورڈ، کیمبرج اور سار بون میں یونیورسٹیاں کھلیں تو سب سے پہلے عربی واسلامیات پر کام شروع ہوا۔ وہ کام کیا تھا؟ مخطوطوں کی تحقیق وتدوین جن کی بدولت آج علم کی شمعیں روشن ہیں۔

ڈاکٹر اسلم ادیب اپنی کتاب ''تحقیق کی بنیادیں'' میں لکھتے ہیں ''بیانیہ تحقیق کا تعلق حال اور موجودہ مسائل سے ہے۔ بیانیہ تحقیق بذات خود کوئی تحقیقی طریقہ کار نہیں بلکہ یہ کئی طریقہ ہارئے تحقیق کا مجموعہ ہے اور اس کی کئی اقسام ہیں۔جن میں مختلف طریقہ ہائے تحقیق استعمال ہوئے ہیں۔ چونکہ اس کا تعلق زمانہ حال سے ہے اور اس کے دائرہ کار میں آنے والی ہر تحقیق کو بیان ہونا ہوتا ہے۔اس لئے اسے بیانیہ تحقیق کہتے ہیں۔''(ص۔40)

Marfat.com

2) خالص تحقیق (Pure Research)

تحقیق کی اصل قسم یہی ہے۔ انسان اس دنیا میں جب ہوش سنبھالتا ہے تو اس کے سامنے مختلف سوالات جنم لیتے ہیں۔ وہ کون ہے؟ وہ کیوں پیدا ہوا؟ اسے کس نے پیدا کیا ہے، وہ یونہی پیدا ہوا یا اس کے پیدا ہونے کا کوئی مقصد ہے۔ یہ کائنات کیا ہے، یہ خود بخود وجود میں آ گئی ہے یا اس کا کوئی صانع ہے، یہ قائم رہنے کے لئے ہے یا اس نے بھی ایک دن فنا ہونا ہے۔ انسان کا اس کائنات سے کیا تعلق ہے۔ یہ اور اس قسم کے سوالات اس کے ذہن میں ہر وقت گردش کرتے رہتے ہیں، ان سوالات کو عملی جامہ پہنانا ایک محقق کا کام ہوتا ہے۔ حقائق کو معلوم کرنا ''معلوم حقائق سے غیر معلوم حقائق کی جانب سفر کرنا خالص تحقیق کے زمرے میں آتا ہے'' خالص تحقیق کا مقصد معلومات کا دائرہ وسیع کرنا ہوتا ہے۔ مختلف موضوعات سے متعلق گوشوں کو بے نقاب کرنا ہوتا ہے۔ خالص تحقیق ہی بنیادی تحقیق ہوتی ہے اور تعلیمی تحقیق بھی خالص تحقیق کے زمرے میں آتی ہے۔

کائنات کی وسعتوں اور گہرائیوں کا علم خالص تحقیق کی بدولت عمل میں آتا ہے۔ سائنسی بنیادوں پر تحقیق کرنا، نظریات قائم کرنا خالص تحقیق کے زمرے میں آتا ہے۔ لیکن جب اس تحقیق کو عملی شکل دی جائے تو وہ اطلاقی یا تجرباتی تحقیق کہلاتی ہے۔

3) اطلاقی/تجرباتی تحقیق:

(Applied or Experimental Research)

تجرباتی تحقیق میں دو یا دو سے زیادہ اشیاء کو باہم ملا کر یہ جاننے کی کوشش کی جاتی ہے کہ دونوں اشیاء پر ایک دوسرے کا اثر کیوں اور کیسے ہوا کسی تحقیق کو عملی شکل دینا اطلاقی کہلاتا ہے۔ ایک سائنس دان جو کہ علم الطبیعات یا علم الکیمیا کا ماہر ہے اس کی تحقیق نظری بھی ہو سکتی ہے اور عملی بھی۔

اگر وہ کوئی نظریہ قائم کرتا ہے تو یہ نظری یا نظریاتی (Theoratical) تحقیق ہوگی اس کے برعکس اگر وہ لیبارٹری میں کام کرتا ہے اور کوئی محلول تیار کرتا ہے جو کہ

Marfat.com

ریسرچ کی ابتدائی شکل ہے مختلف چیزوں کو Test کر کے کوئی تجزیہ کرتا ہے تو یہ اطلاقی یا عملی تحقیق کہلاتی ہے۔

عملی زندگی میں اگر ایک شخص کوئی کارخانہ لگانا چاہتا ہے تو جس علاقے میں وہ کارخانہ لگائے گا وہاں کے اردگرد کے حالات، آب و ہوا، موسم کا جائزہ لے گا جس چیز کا کارخانہ لگا رہا ہے اس کی وہاں موجودگی کا جائزہ لے گا پھر اس کو جو Output ہو اس کی Market value معلوم کرے گا۔ مثلاً پٹ سن کا کارخانہ بہاولپور یا لودھراں میں لگانا حماقت ہوگی لیکن آم کے جوس کی فیکٹری ملتان اور انار کے جوس کا کارخانہ علی پور میں لگانا درست ہوگا۔

ایجوکیشن میں عملی تحقیق یہ ہوسکتی ہے کہ آپ کسی کا انٹرویو لیں۔ سوالنامہ تیار کر کے بہاولنگر کے کوئی سے دس سکولوں کی عملی، تدریسی کیفیت معلوم کریں۔

سوالنامہ کے ذریعے آپ کسی یونیورسٹی کی طالبات کی سوچ پر اور ان کی مشکلات پر ایک ریسرچ رپورٹ تیار کر سکتے ہیں مثلاً مخلوط تعلیم کے بارے وہ کیا کہتی ہیں، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی فاصلاتی تدریس کے ذریعہ آپ مختلف جگہوں کے معیار تعلیم کا جائزہ لے سکتے ہیں۔

انگریزی، عربی، اردو اور اسلامیات میں خالص تحقیق کا عمل دخل ہوتا ہے جو کہ خالصتاً لائبریری ریسرچ کہلاتی ہے۔ لائبریری میں کتب کے علاوہ اخبارات، جرائد، مائیکروفلم ریسرچ جرنلز بھی میسر آتے ہیں تاہم عملی طور پر بھی آپ تحقیق کر سکتے ہیں مثلاً شاہ اسماعیل شہیدؒ کی اگر جہادی تحریک کے کسی پہلو کو دیکھنا ہے تو آپ بالاکوٹ جا کر وہاں ان کے مزار کے اردگرد کے باسیوں سے ملاقات کریں وہاں کے سرکردہ لوگوں سے چلی ہوئی روایات کو لے کر اپنی ریسرچ کے پیش لفظ کے طور پر استعمال کریں اس سے آپ کے کام میں Attraction پیدا ہوگی۔

حج کے مناسک ادا کر کے آپ عملیت کا اظہار کر سکتے ہیں۔ جہاد میں بھی عملی تربیت ہوتی ہے۔

Marfat.com

بیشتر ایسی باتیں ہیں جو عملی طور پر سامنے آ سکتی ہیں۔ دراصل تحقیق ایک مشغلہ ہے جو بے شمار مسائل کو حل کرنے میں معاون ثابت ہوتا ہے۔ اوپر ذکر کیا گیا ہے کہ تحقیق انسانی علوم میں اضافے کا باعث بنتی ہے اور اس سے جہالت کی حدوں کو دور کیا جاتا ہے۔ موجودہ دور میں کوئی ذی شعور اور ذی عقل اس کی اہمیت سے انکار نہیں کر سکتا۔ تجرباتی تحقیق کی مثال یہ ہے کہ ایک استاد اپنے شاگردوں کے بارے میں پتہ چلائے کہ وہ کونسا طریقہ تدریس پسند کرتے ہیں۔ لیکچر یا پروجیکٹ۔ وہ دونوں طریقوں سے ان کی صلاحیتوں اور کارکردگی کا جائزہ لے کر نتیجہ مرتب کرے گا۔ تجرباتی تحقیق میں سائنسی تجربے بھی شامل ہوتے ہیں۔

4) سروے، وضاحتی تحقیق (Survical Research)

محقق کئی مسائل کے حل میں سروے کا سہارا لیتا ہے۔ سروے وسیع بھی ہو سکتے ہیں اور محدود بھی یہ بہت سے ممالک اور اقوام پر بھی محیط ہو سکتے ہیں اور بعض اوقات کسی ایک قوم شہر یا علاقے اور ادارے تک بھی محدود ہو سکتے ہیں۔

سروے کسی موجودہ صورتحال کے بارے میں حقائق اور اعداد و شمار حاصل کرنے کا بہترین ذریعہ ہیں۔ مثلاً مردم شماری، کسی ملک میں کتنے لوگ رہتے ہیں کتنے مرد ہیں، کتنی عورتیں ہیں، کتنے بچے ہیں؟ کن کن علاقوں میں رہتے ہیں۔ اس طریقہ کار کو کسی صورتحال کا جائزہ لینا، یا معیاری جائزہ لینا بھی کہہ سکتے ہیں۔ اس سروے کا دوسرا نام وضاحتی تحقیق بھی ہے۔ اس میں زیادہ تر مواد سوالناموں اور انٹرویوز کی بدولت جمع ہوتا ہے۔ سروے صرف حقائق معلوم کرنے کا نام نہیں ہے بلکہ اس طریقہ کار سے بعض علمی اصول بھی مرتب کئے جاتے ہیں۔ اور دنیا کے بیشتر مسائل حل کئے جاتے ہیں۔ معاشی منصوبہ بندی کے لئے بھی یہ طریقہ بہت کارآمد ہوتا ہے۔ تعلیم کے شعبے میں سکولوں کی منصوبہ بندی اور ان کا سروے کیا جا سکتا ہے۔ کسی سکول کا سروے اس کے معیار تعلیم اور دیگر ضروریات کا جائزہ لینے کے لئے کیا جا سکتا ہے۔ اس میں ماہرین کی خدمات بھی حاصل کی جاتی ہیں۔

سکول کے اخراجات، حسابات، کمرہ جماعت کا سامان، آلات تدریس، گھر اور معاشرے پر سکول کے اثرات کا جائزہ لیا جا سکتا ہے۔

Marfat.com

تعلیم وتدریس سے متعلق اشخاص کے اوصاف۔ان کا تعلیمی پس منظر،ان کی ذمہ داریاں،اساتذہ کے باہم تعلقات،انتظامیہ سے ان کا تعلق،ان کی عمر،ان کی صحت،ان کی معاشی صورتحال،ان کی آمدنی کے ذرائع،طلبہ کے ساتھ ان کا تعلق،طلبہ کا آپس میں تعلق،ان کی ذہانت،ان کے میلانات،ان کی صحت،کام کرنے کا طریقہ کار،مطالعہ کی عادت،ان کی تفریحی سرگرمیاں،ان کے نتائج،نصاب سے دلچسپی یا عدم دلچسپی،ان کو فراہم کرنے والی سہولیات کا جائزہ سروے سے کیا جاتا ہے۔

i) سماجی یا معاشرتی سروے:

معاشرتی سروے میں ہر وہ چیز شامل ہے جو معاشرے سے متعلق ہے کہتے ہیں کہ اٹھارہویں صدی عیسوی کے آخر اور انیسویں صدی کے اوائل میں ایک انگریز مخیر جان ہاورڈ (J.Haward) نے بیڈفورڈ (Bedford) کی جیل کے حالات کا سروے کرنے کی کوشش کی۔لیکن اس کی اصلاحات کی مخالفت کی گئی بعدازاں اس نے اپنے طور پر انگلستان میں جیلوں کے حالات کا مشاہدہ کیا۔اس میں قیدیوں کی تعداد ان کے نام،ان کے جرم کی نوعیت، ان کی قید کی مدت،ناظم جیل خانہ،حوالات کا قیدیوں سے تعلق،قیدیوں کی بیماری،ان کی شکایت اور دیگر معلومات کو اکٹھا کیا۔اس کے نتیجے میں جیلوں میں اصلاحات کا بل پاس ہو گیا۔ اب جیلوں کی باقاعدہ صفائی،سفیدی اور معائنہ ضروری قرار دیا گیا۔بیمار قیدیوں کو طبی سہولتیں دی جانے لگیں۔اصلاح احوال کی موثر تجاویز سامنے آنے سے مسائل کے حل میں مدد ملی۔ ایسے سروے پاکستان جیسے ملک میں ہوتے رہنے چاہیں۔

ii) سروے کا باقاعدہ آغاز:

فرانسیسی مصلح Le Play نے ایشیائی اور یورپی ممالک کے غریب لوگوں کی زندگی کے تفصیلی مشاہدات کیئے۔فرانس کے اقتصادی اور معاشرتی حالات کا جائزہ شروع ہوا۔ معاشرتی سروے میں صحت،ملازمت،بے راہروی،رہائش کے مسائل،نشہ کی عادت،حکومت اور قوانین،لوگوں کی معاشرتی حالت،آبادی کے مسائل وغیرہ پر سروے کر کے مسائل کے حل کی نشاندہی ہو جاتی ہے پھر ان مسائل کو حل کرنے میں آسانی ہوتی ہے۔

Marfat.com

سروے میں ایک تجزیہ کار کو ماہرین، انتظامیہ اور دستاویزات کا سہارا بھی لینا پڑتا ہے۔
ایک سروے کرنے والا مختلف خامیوں اور کمزوریوں کی نشاندہی کرتا ہے۔
وہ مختلف معیاروں کا جائزہ لے کر ان کی نشاندہی کرتا ہے۔ بعض معیار جو ملازمت کے حصول کے لئے ضروری ہوتے ہیں ان کا تذکرہ کرتا ہے۔
تنخواہوں اور کام کی کارکردگی کا جائزہ اور تقابل کرتا ہے۔
بہت سے مسائل میں عوام کی رائے بھی سروے میں شامل ہوتی ہے۔
افراد کی غربت، محرومی، تکلیف کو شماریاتی گوشواروں میں بھی ظاہر کیا جاسکتا ہے نادار، پیرانہ سالی کے شکار افراد کی اصلاح کیلئے بیشتر اقدامات کی وکالت کی جاتی ہے۔
سروے یا وضاحتی تحقیق نے بیسویں صدی تک اتنی ترقی کی کہ بے شمار ادارے وجود میں آ گئے مثلاً امریکہ میں 1906ء میں The experimental Bureau of principal research کی تنظیم کی گئی۔
پہلی اور دوسری جنگ عظیم کے درمیان بے شمار سروے کئے گئے۔ یورپ اور امریکہ کے مختلف کالجوں اور یونیورسٹیوں کے ذریعے تحقیق کو بے حد پسند کیا جانے لگا۔ سینکڑوں پی ایچ ڈی کی سطح تک مقالے لکھے گئے۔ مسلسل سروے اور عام تحقیق کی بدولت امریکہ کے سکولوں میں بے شمار تبدیلیاں آئیں۔

iii) رائے عامہ معلوم کرنے کیلئے سروے:

رائے عامہ معلوم کرنے کے لئے سروے کا طریقہ موزوں طریقہ ہے۔ مثلاً پاکستان اور دیگر ملکوں میں الیکشن کے دنوں سے قبل یہ اندازہ لگایا جاتا ہے کہ کون سی پارٹی اقتدار میں آئے گی۔ عوام کیا کہتے ہیں۔ سروے کے نتائج عام طور پر 100% درست ہوتے ہیں۔ 1976ء کے الیکشن میں جمی کارٹر کے ووٹ جتنے بتائے گئے ان کے اتنے ہی نکلے (51%) مارکیٹ ریسرچ میں یہ طریقہ بہت استعمال ہوتا ہے۔ آج کل مختلف اشیاء کو Sale کرنے کے لئے سروے کرائے جاتے ہیں اور مصنوعات میں تبدیلیاں کی جاتی ہیں۔

Marfat.com

رائے عامہ سے مختلف اقتصادی، سیاسی اور معاشرتی مسائل حل کرنے میں مدد ملتی ہے۔مختلف بیماریوں کے علاج کے لئے بہترین طریقہ تحقیق شمار کیا جارہا ہے۔تجارتی اداروں کے لئے بھی بڑا موزوں ہے۔

iv) لائبریریوں کے سروے:

مختلف کتب خانوں کا سروے کرنے کے لئے بھی یہ طریقہ کار استعمال ہوتا ہے مثلاً پاکستان میں مرد کیا پڑھتے ہیں۔عورتیں کس قسم کا لٹریچر پسند کرتی ہیں۔لائبریریوں میں آمدنی وخرچ، ذخیرۂ کتب، سازوسامان، نظم ونسق، خاموشی کا معیار، سروسز جو فراہم کی گئی ہیں۔کتابوں کا معیار، نئی و پرانی کتابوں میں مناسبت، گزشتہ دو سالوں میں خریدی ہوئی کتب ان کے موضوعات، مختلف ریکارڈ وغیرہ اس سروے کا حصہ ہیں۔

v) سروے کے مقاصد اور رہنمائی کیلئے اشارات:

سروے سماجی اور معاشرتی علوم کو جاننے کا بہت پرانا طریقہ ہے۔اس سے انسان مختلف چیزوں کی منصوبہ بندی کرتا ہے۔مثلاً پانی کے نظام، سکولوں کے نظام، طبی پروگرام وغیرہ کی منصوبہ بندی۔سروے سے بہت سی چیزوں کو improve کرنے میں مدد ملتی ہے۔بہت سی شکایات کا جواب دینے اور پیش بندی کرنے میں ان کا بہت فائدہ ہے۔سروے کی صحیح منصوبہ بندی کے لئے ایک محقق کو چاہئے کہ جس سوال یا فرضیہ کا جواب تلاش کرنا ہے اور اس پر تحقیق کرنی ہے واضح ہو۔سوالنامے کے سوالات ایسے ہوں جن کا جواب ہاں، نہیں یا اور کوئی معقول طریقے سے دیا جاسکے۔ان کی تعلیم کا طریقہ درست ہو۔

سروے سے متعلق پورے لٹریچر کا جائزہ لیا جائے۔تاکہ معلوم ہوسکے کہ اس موضوع پر پہلے کونسی تحقیق ہوچکی ہے۔

تحقیقی سوالوں کی ایک ابتدائی فہرست مرتب کر لینی چاہئے۔

سوالنامہ تقسیم کرتے وقت محقق کا رویہ پر جوش اور محبت آمیز ہونا چاہئے پیشہ وارانہ اخلاق ومعیار ہاتھ سے نہ جانے پائے۔

Marfat.com

اگر سوالنامہ کہیں دور جا رہا ہے تو ایک موزوں مراسلہ ساتھ ہو۔ واپسی ٹکٹ چسپاں ہو اندازاً تاریخ واپسی متعین کر کے بھیجیں تا کہ جواب دینے والے کو آسانی ہو۔ ایسے سوالات نہ پوچھیں جو تعصب پر مبنی ہوں۔ ڈاکٹر آصف ملک شعبہ ایجوکیشن پنجاب یونیورسٹی لاہور کے پی۔ایچ۔ڈی Ph.D کا مقالہ اس سلسلے میں بے شمار معلومات کا حامل ہے۔

vi) نمونہ بندی:

اگر سروے کا جائزہ بہت وسیع ہے تو کچھ لوگوں کا انتخاب کر لیا جائے مثلاً پاکستان کی یونیورسٹیوں کے اساتذہ سے موجودہ نظام تعلیم یا نصاب کے بارے رائے معلوم کرنا ہے تو بہت مشکل ہو جائے گا کہ سب سے رابطہ قائم کیا جائے۔ اس رکاوٹ کو دور کرنے کے لئے ایک خاص Subject کے اساتذہ کا انتخاب عمل میں لایا جائے یا ایک صوبے کی جامعات لے لی جائیں تا کہ قابل اعتماد نتائج برآمد ہوں۔ اس عمل کو نمونہ بندی کہتے ہیں، نمونہ بندی میں گروپس کے سائز کا خیال ضرور رکھنا چاہئے کیونکہ اس پر نتائج کا انحصار ہوتا ہے اور نتائج کی قدر و قیمت اس سائز پر انحصار کرتی ہے۔

بعض اوقات آبادی یا نمائندگی والے افراد میں قرعہ اندازی سے انتخاب عمل میں آتا ہے اسے Random Sampling کہتے ہیں۔

vii) سروے کے فوائد اور خامیاں:

مختصر وقت میں زیادہ سے زیادہ مواد حاصل کیا جا سکتا ہے، اس طرح اس کا فوری تجزیہ بھی ممکن ہے اور لامحالہ فوری نتائج بھی مرتب ہو سکیں گے، تاہم اس کے عملی مسائل بھی ہیں۔ لوگ خوف کی وجہ سے اپنی رائے دینے سے گریز کرتے ہیں۔ محقق کی تذلیل ہوتی ہے وہ کچھ سیکھنے کی بجائے مارا مارا پھرتا ہے اور لوگوں پر انحصار کرتا ہے۔

سروے کی اقسام میں رائے عامہ سروے، ٹیسٹ سروے، تعلیمی سروے، سکول سروے وغیرہ زیادہ اہمیت کے حامل ہیں۔

Marfat.com

5) تاریخ اور دیگر علوم میں تحقیق

i) دستاویزی تحقیق:

عربی محاورہ ہے ''ارخت الکتاب وورختہ'' میں نے کتابت کا وقت درج کر دیا۔ یعنی وقت کی نشاندہی کر دی، اس طرح تاریخ کا مفہوم یہ ٹھہرا کہ کسی وقت کے احوال بیان و متعین کرنا۔

تاریخ وہ فن ہے جس میں کسی زمانے کے واقعات سے بحث کی جاتی ہے اور وقت کا تعین کیا جاتا ہے۔

تاریخ قرآن حکیم کی طرح انسان اور زمانے سے بحث کرتی ہے۔

تاریخی تحقیق کو دستاویزی تحقیق اس لئے کہا جاتا ہے کہ اس طریقہ تحقیق میں دستاویزات اور ریکارڈ کا استعمال کیا جاتا ہے، دستاویزات، تاریخی، ادب، زبان، انسانی علوم اور اسلامی علوم میں استعمال کرتے ہیں لہٰذا اہمیت کی حامل ہیں، شعبہ ایجوکیشن میں بھی اس تحقیق کا بڑا عمل دخل ہے۔ مثلاً تعلیمی مسائل کا تاریخی پس منظر معلوم کرنا کتاب اور دستاویزات کی تاریخ معلوم کرنا، کسی بھی مذہب، تہذیب اور کلچر کے تعلیمی نظام کا جائزہ لینا، ان کے افکار وخیالات کا جائزہ لینا وغیرہ۔ یہ طریقہ کار زبان وادب میں بھی معاون ثابت ہوتا ہے۔

ii) تاریخی تحقیق کا طریقہ کار:

اگرچہ اس تحقیق کا طریقہ بھی دوسری قسم کی تحقیق جیسا ہی ہوتا ہے لیکن کچھ مسائل علیحدہ نوعیت کے بھی ہوتے ہیں ان کو اختیار کرنے کے مدارج حسب ذیل ہیں۔ سب سے پہلے مسئلے کی تشکیل ہوتی ہے، دوسرے نمبر پر مصادر و مراجع کو جمع کیا جاتا ہے۔ پھر ان مصادر کی جانچ پڑتال کا مرحلہ آتا ہے اس جانچ پڑتال کے بعد ایک مفروضہ (Hypothesis) قائم کیا جاتا ہے۔ پھر اس پر حقائق جمع کر کے نتائج مرتب کئے جاتے ہیں۔

Marfat.com

iii) دستاویزی تحقیق کی اقسام:

Kinds of Documentary research

دستاویزی یا تاریخی تحقیق کی مختلف اقسام ہو سکتی ہیں۔

1سوانح حیات معلوم کرنا	Life achievements
2اداروں اور تنظیموں کی تاریخ	History of institutions and organizations
3نظریات کی تاریخ معلوم کرنا	Development of Ideas
4 تحقیق کرنا	Editing Text
5 کتابیات	Bibliography

کسی معروف شخصیت کے علم وفن اور اس کی خدمات کو اجاگر کرنا۔ اس کے کردار اور کارناموں کا ذکر کرنا سوانح ریسرچ کہلاتا ہے۔ ایسا عام طور پر لسانی اور ادبی مضامین میں بھی ہوتا ہے۔ ایجوکیشن میں کسی ماہر تعلیم کی حیات وخدمات پر تبصرہ ہو سکتا ہے۔ سائنس میں کسی سائنس دان کے Contribution پر کام ہو سکتا ہے۔ لائبریری سائنس میں کسی معروف لائبریرین کی خدمات کا تذکرہ کیا جا سکتا ہے۔ اسلامیات میں کسی مجتہد، محدث، مورخ، مفسر کا ذکر اس کی کتاب کی خصوصیات، مصنف کے علمی وادبی پہلوؤں پر تذکرہ اس فن میں شامل ہے۔

iv) اداروں اور تنظیموں کی تاریخ

- جامعات کی تاریخ، کتب خانوں کی تاریخ، مختلف فلاحی اداروں کا تذکرہ کسی ادارے کی 100 سالہ تقریبات کی رپورٹ اس تحقیق کا موضوع ہو سکتے ہیں۔

مثلاً ڈاکٹر غلام حسین ذوالفقار نے 1962ء میں تاریخ اورنٹیل کالج لکھی۔ گیرٹ (Garret) نے گورنمنٹ کالج لاہور کی تاریخ لکھی، جو آج کل یونیورسٹی کا درجہ حاصل کر چکا ہے۔

نقوش نے رسول نمبر لکھا۔

سیارہ ڈائجسٹ نے قرآن نمبر شائع کیا۔

Marfat.com

محمد صدیق نے اسلامیہ کالج لاہور کی تاریخ لکھی۔

کسی ادارہ میں اسلامیات یا تاریخ یا عربی میں لکھے جانے والے مقالات کی ترتیب وتدوین اس زمرہ میں آتے ہیں۔

۷) نظریات کی تاریخ:

دنیا نظریات کے سہارے قائم ہے۔ یہ نظریات ہی ہیں جن کی وجہ سے تاریخ انسانی مرتب ہوتی ہے۔فلسفیانہ اور سائنسی نظریات کی توجیہات پیش کرنا۔مختلف نظریات کا ارتقائی سفر معلوم کرنا، ہندو فلاسفی اور مسلم فلاسفی کا تقابل کرنا۔حیاتیاتی ارتقاء کا جائزہ پیش کرنا، الہامی وغیر الہامی نظریات کی ترویج اور اشاعت کے ماخذ معلوم کرنا نظریہ پاکستان اور دیگر نظریات کی تاریخ کا ذکر کرنا اس میں شامل ہیں۔

کتابیات اگرچہ کسی بھی موضوع پر تحقیق کا حصہ ہوتی ہیں لیکن مستقل ریسرچ کا درجہ بھی حاصل کرسکتی ہیں۔مثلاً رفیع الدین ہاشمی کی کتاب ''کتابیات اقبال'' بہاؤالدین زکریا یونیورسٹی سے شائع ہوئی، زکریا یونیورسٹی میں موجود کتب کا تحقیقات زکریا کے نام سے موجود ہونا علمی کارنامہ ہے مستشرقین پر بے شمار تحریریں وجود میں آچکی ہیں ان کا ذکر ایک مصری مصنف کی تحقیق میں ملتا ہے۔

سرائیکی میں شائع شدہ ذخیرہ کتب یا پنجابی میں موجود شہباز ملک کا مقالہ ''پنجابی کتابیں'' تحریری طور پر موجود ہیں۔

اس طرح بے شمار موضوعات مثلاً علم الفقہ پر موجود ذخیرہ کتب، اصول الفقہ پر موجود کتب، اصول تفسیر پر کتابیات، علم الحدیث میں کتب پر کام کیا جاسکتا ہے اس کی اہمیت و افادیت سے چنداں انکار نہیں کیا جاسکتا اس سے نئے محققین کا کافی وقت ضائع ہونے سے بچایا جاتا ہے کیونکہ اسے کسی موضوع پر موجود تمام کتب کا ذخیرہ مل سکتا ہے۔

علامہ راغب الطباخ کی کتاب تاریخ افکار علوم اسلامی اس فن کی عمدہ کتاب ہے اسلامیات میں طبقات، وفیات، تذکرہ، اسماء الرجال وغیرہ کتب وافر مقدار میں موجود ہیں۔ آج کل تو انٹرنیٹ نے اس مسئلہ کو کافی حد تک حل کردیا ہے۔

Marfat.com

vi) حقائق کی وضاحت:

جب محقق حقائق اور شہادات کو جمع کر لیتا ہے تو کچھ نتائج مرتب کرتا ہے وہ اپنی ریسرچ رپورٹ یا مقدمہ بحث تیار کرتا ہے اس سلسلہ میں محقق کو چاہئے کہ موزوں معلومات کا تجزیہ کر کے مختلف شہادات کی روشنی میں نتائج یا سفارشات کا اعلان کرے۔

یہاں محقق کی دوراندیشی، ذہانت قوت متخیلہ، قوت ممیزہ کام آتی ہے کہ وہ کس طرح ربط و تسلسل کے ساتھ اپنے کام کا اختتام کرتا ہے ایک محقق کے مخاطب کئی قسم کے افراد ہوتے ہیں وہ اپنی رپورٹ میں ان سب کا خیال رکھے۔ محقق کو چاہئے کہ وہ تعصب کا مظاہرہ نہ کرے بلکہ تحقیق آزاد اور غیر جانبدارانہ طریقے سے کرے۔ اپنا تخمینہ اور اندازہ درست پیش کرے کیونکہ آئندہ آنے والے محققین اس کی تحقیق سے آگے چلتے ہیں۔ مثلاً گولڈ زیہر کی تحقیق کو شاخت نے آگے بڑھایا اور برٹن نے دعویٰ کیا کہ ان کی تحقیق بھی محقق کو شاخت سے آگے لے جائے گی۔

6) ابلاغیات میں تحقیق کا طریقہ کار:

ابلاغیات میں بھی وہی طریقہ تحقیق استعمال ہوتا ہے جو دیگر مضامین کی تحقیق میں مشتمل ہے تاہم بہتر اور Scientific تحقیق کے لئے مندرجہ ذیل مراحل درکار ہوتے ہیں۔

1- مشاہدہ کی مدد یا پہلے سے موجود تحقیق و تصانیف سے موضوع یا مسئلہ کی تلاش۔

2- طے کردہ یا تلاش شدہ موضوع سے متعلق موجود تحقیق یا نظریات کا جائزہ۔

3- Review of existing literatre on the topic

آزاد متغیرات (Independent variables) اور طابع متغیرات (Dependent Variable) کی تلاش کے بعد انہیں ایک مفروضے (Hypothesis) کی صورت میں بیان کرنا، مثلاً ٹیلی ویژن کا استعمال، بچوں میں ذہانت (Dependent Variables) کو فروغ دے رہا ہے۔ دوسرے الفاظ میں ٹیلی ویژن دیکھنے اور بچوں کی ذہانت میں علت و معلول (Cause and Effect) کا تعلق موجود ہے۔

Marfat.com

4- متغیرات کی عملی وضاحتیں کرنا: Operationalization variables یہاں یہ وضاحت یا عملی تشریح کرنا ہوگی کہ "ٹیلی ویژن کے استعمال سے کیا مراد ہے۔ ٹیلی ویژن کا کوئی خاص پروگرام یا عمومی استعمال، دیکھنے کی مقدار، مثلاً روزانہ یا ہفتہ میں چار گھنٹے۔

اسی طرح ذہانت کی تعریف کرنا ہوگی۔ ذہانت، پیائش (معلوم) کرنے کا طریقہ بتانا ہوگا۔ مثلاً سوالنامے کی مدد سے ذہانت کو ناپا جاسکتا ہے۔

5- تحقیق ڈیزائن کا انتخاب: (Data Collection Devices) اس مرحلے پر یہ فیصلہ کرنا ہوتا ہے کہ مفروضے کی صحت کو پرکھنے کیلئے مختلف تحقیقی ڈیزائنوں میں سے کونسا ڈیزائن موزوں ہوگا۔

تحقیقی ڈیزائن، سروے، سوالنامے، انٹرویو (بالمشافہ ٹیلی فون انٹرویو) پر انحصار کیا جاسکتا ہے۔

7- تجزیہ ابلاغی مواد: (Content Analysis) تجربہ گاہیں، تحقیق، مشاہدہ، میدان عمل (Field observation) اس کے عناصر ہیں۔

8- معلوماتی مواد کا حصول اور اس کا تجزیہ (Data collection and data analysis) آپ دس دن کے نوائے وقت یا جنگ اخبار سامنے رکھنے میں نمونہ بندی (Sampling) کا طریقہ اختیار کر کے مطالعہ اور پیائش کی مدد سے سیاسی پارٹیوں کی نمائندگی کے بارے میں معلومات حاصل کر سکتے ہیں۔

مثلاً سیاسی پارٹیوں کی خبروں کے لئے کل 500 کالم انچ مقرر ہیں۔

-1	مسلم لیگ کی خبریں	200 کالم انچ
-2	پی پی پی	100 کالم انچ
-3	جماعت اسلامی	100 کالم انچ
-4	دیگر جماعتیں	100 کالم انچ

یہ معلوماتی مواد آپ کو حاصل ہو جائے تو آپ بتا سکتے ہیں کہ ان جماعتوں کی ملک میں کیا اہمیت ہے۔ ان کے ووٹروں کی تعداد کتنی ہے۔

Marfat.com

کیا نوائے وقت یا جنگ، پارٹی کی قوت اور اہمیت کے مطابق انہیں جگہ دے رہا ہے یا اس کا رجحان کس پارٹی کی طرف زیادہ ہے۔

شاید آپ اس نتیجہ پر پہنچیں کہ اخبار جماعت اسلامی کی سیاسی اہمیت یا قوت کے برعکس اسے زیادہ پذیرائی دے رہا ہے۔

اور یہ کہ اخبار دیگر جماعتوں کی نسبت جماعت اسلامی کی طرف مثبت رجحان رکھتا ہے۔

9- **نتائج کو پیش کرنا:** مقالے، مضمون یا کتاب کی صورت میں جس میں تحقیق کے تمام مراحل اور حوالہ جات موجود ہوں۔

Marfat.com

باب دوم..............حوالہ جاتی کتب

1- پروفیسر خورشید احمد، اسلامی نظریہ حیات، شعبہ تصنیف و تالیف، کراچی یونیورسٹی، کراچی، 1982

2- ڈاکٹر اسلم ادیب، تحقیق کی بنیادیں۔ بیکن بکس قذافی مارکیٹ لاہور/ گلگشت ملتان 2003

3- ڈاکٹر گیان چند۔ تحقیق کا فن، مقتدرہ قومی زبان (اسلام آباد) 1994ء

4- ڈاکٹر ایم سلطانہ بخش۔ اردو میں تحقیق، مقتدرہ قومی زبان (اسلام آباد) 1986ء

5- خالد رشید، تعلیمی تحقیق، کبیر سٹریٹ اردو بازار لاہور۔

6- مرزا محمد احمد، معاشرتی تحقیق، رضا مہدی پروگریسو پبلشرز، لاہور، 1989ء

7- Mass Media Research by wimmer and Dominih.

8- Contemporary communication Research by Marry John Smith.

Marfat.com

باب سوم:

مخطوطہ اور متن کی تحقیق

1- مخطوطہ کسے کہتے ہیں
2- متن کی تعریف
3- مخطوطات/قلمی نسخے
4- املائی متن/تقلیدی متن
5- تحقیق متن
6- تصحیح متن
7- متن پر تاریخ کا درج نہ ہونا
8- حوالہ جاتی کتب

Marfat.com

Marfat.com

باب سوم:

مخطوطہ اور متن کی تحقیق

Editing of Manuscript

مخطوطہ کسے کہتے ہیں:

مخطوطہ ہاتھ کی لکھی ہوئی تحریر کو کہتے ہیں ابراہیم مصطفی نے مخطوطے کی یہ تعریف لکھی ہے۔

وجمعہ مخطوطات والمخطوطہ ھی النسخۃ مکتوبۃ بالید.

S.Glossary نے the Librarian میں مخطوطہ کی تعریف یوں کی ہے۔

Script form: a document of any kind which is written by hand.

Encyclopedia International میں مخطوطہ کے بارے میں لکھا ہے کہ:

Anything written by hand is manuscript.

2) متن کی تعریف:

متن یا Text ایسی عبارت کو کہتے ہیں جس کی قرأت اور معنوی مفہوم ممکن ہو۔

By text we understand a document written in a language known more or less to the inquirer and assumed to have a meaning which has been or can be ascertained.

Marfat.com

مشہور محقق اور ماہر لسانیات ایس ایم کالرے نے ''پوسٹ گیٹ'' سے لے کر متن کی تعریف کچھ یوں کی ہے:

''کسی ایسی زبان میں لکھی گئی تحریر یا دستاویز جس سے محقق واقف ہے اور جس میں ایسے معانی ہیں جو دریافت کئے جاسکتے ہیں''

متن یاText کسی ایسی عبارت یا تحریر کو کہتے ہیں جس کی قرأت یا معنوی تفہیم ممکن ہو۔

1) جو تحریر مصنف کے اصل الفاظ یا کتاب کی اصل عبارت پر مشتمل ہو۔

2) قرآن مجید یا انجیل کی آیات اس کا متن ہیں۔

3) حدیث مبارکہ میں ایک سند ہوتی ہے دوسرا متن۔ راویوں کی روایت والا حصہ سند کہلاتا ہے۔ اور دوسرا حصہ جس میں اصل موضوع ہے وہ متن ہے۔

4) کسی کتاب میں جو مضمون لکھا ہوا ہے وہ اس کا متن ہے۔

متن اصل بھی ہوتا ہے اضافی بھی۔ بعض تصانیف میں متن کے ساتھ تشریحی اور توضیحی انداز کی عبارتیں شامل ہوتی ہیں۔ اصل عبارت متن مصنف کی ہوتی ہیں۔ جو صاحب متن کہلاتا ہے۔ توضیحی عبارتیں بعد کے اضافی نگارشات کا درجہ رکھتی ہیں اور اپنی اضافی حیثیت کے باوجود کبھی کبھی متن کا جزو لاینفک بن جاتی ہیں۔

3) مخطوطات/قلمی نسخے:

بعض مخطوطے یا نسخے ایک ہی روایت (script) پر مبنی ہوتے ہیں بعض کے متعدد قلمی نسخے ملتے ہیں بعض متون کے قلمی نسخے مختلف خطوط (scripts) میں ملتے ہیں۔ مثلاً کچھ نسخے خط نستعلیق اور کچھ خط نسخ میں ملتے ہیں۔

وہ قلمی نسخہ اہمیت کا حامل ہوتا ہے جو مؤلف کے اپنے ہاتھ کا لکھا ہوا ہو۔ اس کے بارے کافی شہادت ملے کہ یہ مصنف کے اپنے ہاتھ کا لکھا ہوا ہے ورنہ نسخہ مشکوک ہو جاتا ہے۔

ایسے نسخے اساسی متن کے حامل کہلاتے ہیں۔

قلمی نسخہ اگر مؤلف کے اپنے ہاتھ کا نہ ہو تو کم از کم اس کی نظر سے وہ ضرور ہی گزر چکا ہو۔ اس امر کی شہادت میں احتیاط کی ضرورت ہے کہ وہ نسخہ مؤلف کی نظر سے گزرا ہے یا نہیں۔

Marfat.com

قیاس کیا جاتا ہے کہ اگر وہ نسخہ مؤلف کے کسی قریبی دوست یا قریبی شاگرد کا تحریر کردہ ہے وہ ضروری طور پر اس کی نظر سے گزرا ہوگا۔

قلمی نسخوں کے علاوہ مطبوعہ نسخے بھی ہوتے ہیں۔ اگر ان کی پروف ریڈنگ مصنف نے خود کی ہے تو ان کی اہمیت بڑھ جاتی ہے۔

4) املائی متن/تقلیدی متن:

جب تک چھاپہ خانہ ایجاد نہ ہوا تھا متن املائی ہی ہوتے تھے۔ ایک استاد بولتا تھا اس کا شاگرد لکھتا تھا۔ جو کچھ سن رہا تھا وہ لکھ رہا تھا یہ املائی متن کہلائے گا۔ تقلیدی متن استنادی متن بھی کہلاتے ہیں شاگرد جو کچھ سن رہا ہے اگر وہ وہی لکھ رہا ہے بغیر سوچے سمجھے تو یہ تقلیدی متن ہے اگر وہ اس میں اپنی عقل وخرد سے کچھ کمی بیشی بھی کرتا جارہا ہے تو یہ نیم تقلیدی متن کہلائے گا۔ مولانا ابوالکلام آزاد کی کتاب India wins freedom اسی نوعیت کی کتاب کہلاتی ہے اسے پروفیسر ہمایوں کبیر نے ترتیب دیا۔

سماعی متن:

کچھ متن سماعی یعنی سنے ہوئے کہلاتے ہیں وہ کئی کئی سالوں تک سینہ بہ سینہ اور زبان بہ زبان چلے آتے ہیں بعد میں جا کر تحریری شکل اختیار کرتے ہیں۔ یہ متن معلوم بھی ہوتے ہیں اور نامعلوم بھی یعنی وہ روایات جو چلی آرہی ہیں ان کے مؤلفین یا ان کے خالق نامعلوم ہوتے ہیں اور یہ روایات سینہ بہ سینہ قرنوں سے چلی آتی ہیں Folk literature عام طور پر اس نوعیت کا ہوتا ہے۔

ہندوؤں کی مذہبی کتابیں ویدسنی سنائی ہیں ان کو ہندورشیوں نے کہیں سے سن لیا تھا لیکن ان کا Author نامعلوم ہے۔ تاہم ہندو انہیں شرتی (الہامی) قرار دیتے ہیں۔

ایسے متون کی ایک خامی یہ ہے کہ ان میں وقت کے ساتھ ساتھ اضافہ وترمیم ہوتا رہتا ہے۔

Marfat.com

5) تحقیق متن:

ایک مصنف اپنی عبارت میں کئی مرتبہ تصحیح وتسوید کا عمل کرتا ہے وہ الفاظ کو بڑھاتا بھی ہے اور کم بھی کرتا ہے نئی معلومات کی روشنی میں مسودہ کی تکمیل ہوتی رہتی ہے یہاں تک کہ عبارت میں تبدیلی پیدا ہوجاتی ہے اگر کئی سالوں بعد تبدیلی آئے تو اس سے قلم اور سیاہی کی تبدیلی بھی ممکن ہوتی ہے خط میں بھی فرق آجاتا ہے اس طرح Original Script اپنی اصلی حالت برقرار نہیں رکھ سکتی۔

بعض اوقات مصنف اضطراری یا غیر ارادی طور پر کچھ سے کچھ لکھ جاتا ہے پھر تصحیح کی نوبت آتی ہے۔ یا نظر ثانی کی نوبت آتی ہے۔ اس طرح جو تبدیلیاں غیر محسوس طریقے سے وقوع پذیر ہوتی ہیں اس سے بھی متن کی افادیت اور اہمیت میں کمی بیشی آتی ہے ان متون میں جو تبدیلیاں آتی ہیں ان کو مندرجہ ذیل اصطلاحات میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔

1- ترمیم: کوئی بھی تبدیلی ہو، لغزش قلم بھی اس میں شامل ہے۔
2- تعبیر: کوئی وضاحت ہو، مبہم الفاظ کی وضاحت کیلئے الفاظ کو بڑھایا گیا ہو۔
3- تنسیخ: کوئی حرف متن یا اجزائے متن کو کاٹ دیا گیا ہو۔
4- تصحیح: کوئی حرف درست کر دیا گیا ہو، صاحب متن کی اپنی خواہش کے مطابق تبدیلی ہو۔
5- تصحیف: کسی دوسرے شخص نے متن میں تبدیلی کر دی ہو۔

6) تصحیح متن:

تحقیق متن کیلئے گہری چھان بین، تقابلی مطالعہ، زبان سے واقفیت اور مختلف علوم سے واقفیت ضروری ہے۔

تصحیح متن کا مفہوم یہ ہے کہ عبارت کی قرأت کا صحیح تعین کیا جائے۔

ایک نسخہ کی تصحیح عام طور پر مشکل سمجھی جاتی ہے اگر کئی نسخے موجود ہوں تو ان کا تقابل کر کے غلطیوں کی اصلاح بالعموم آسان ہوتی ہے ایسی صورت میں زمانی اعتبار سے جو نسخہ قدیم ہو اس کو اصل بنایا جاتا ہے باقی نسخوں کو ان کے تقابل کے لئے استعمال کیا جاتا ہے زمانہ تحریر کے لئے داخلی و خارجی شہادتوں سے مدد لی جائے۔

Marfat.com

ایسے کام کیلئے ذہنی تربیت کی ضرورت ہوتی ہے جو لوگ مسلسل محنت کے عادی نہ ہوں یا ایسے کام میں دلچسپی کا اظہار نہ کرتے ہوں وہ اس کام کو ہاتھ نہ لگائیں متن کی تصحیح کرتے ہوئے نسخے کی اہمیت، اس کی حقیقت، اس کی سطور، تعداد اوراق، خالی ورق اگر ہوں، کاغذ کی نوعیت، قلم، روشنائی، رسم کتابت، تزئین، مہر، نسخے کے پہلے صفحہ کے الفاظ، آخری الفاظ جیسے امور پر گفتگو کی جاتی ہے۔

جس طریقہ سے کوئی نسخہ حاصل کیا گیا ہو اس کا ذکر بھی ضروری ہے مثلاً ایک نسخہ مصر کے دارالکتب میں موجود ہے۔ دوسرا نسخہ آئرلینڈ میں Chester Beaty کے مقام پر ہے۔ ان کو کیسے حاصل کیا گیا اس کی کہانی بیان کرنا، جذباتی یا غیر جذباتی لب ولہجہ اختیار کرنا اس ضمن میں آسکتا ہے۔

اس نسخے کا نمبر کیٹلاگ، اس کیٹلاگ کا مقام اشاعت، سال اشاعت، غرض جو بھی معلومات آپ تک پہنچیں ان کا ذکر کر دیا جائے ورنہ حق ادا نہ ہوگا۔

متن کی تصحیح کرتے ہوئے غلطیوں کی نشاندہی علیحدہ سے کی جاتی ہے۔ حواشی پر جو کچھ لکھا ہوتا ہے اس کا ذکر کیا جاتا ہے اشعار اگر ہوں تو ان کا ماخذ تلاش کیا جاتا ہے زمانہ تالیف تاریخ کتابت، نسخوں کا تعارف شامل ہیں۔

متن میں مذکور بہت سی عبارتوں کی شہادت دوسرے ماخذ سے تلاش کی جاتی ہے متون کیلئے مصادر کی تلاش بھی ایک فن ہے اس پر خصوصی توجہ دی جائے۔

مصنف کے بارے میں معلومات فراہم کرنا بھی ضروری ہے اس کی سوانح عمری اس کا کردار و سیرت اس کا علمی مقام و مرتبہ جیسے امور پر بھی زیر بحث لائے جاتے ہیں۔

کسی متن پر تنقید کرتے ہوئے بعض اوقات سوانحی مواد نہیں ملتا اور تفصیل سے گفتگو کرنا ممکن نہیں ہوتا۔ اس سلسلہ میں جو کچھ معلومات درکار ہوں یا مل سکتی ہوں ان پہلوؤں کو پیش کر دیا جائے۔ بعض اوقات مصنف و مؤلف کی زندگی کے کئی علمی رخ ہوتے ہیں اس کی خدمات ہوتی ہیں لہٰذا ان کو بیان کر دیا جائے۔ کسی تصنیف میں اس عہد کی اگر تہذیبی جھلکیاں ملتی ہوں تو ان کو بھی بیان کر دینا چاہیے۔

Marfat.com

7) متن پر تاریخ کا درج نہ ہونا:

بعض متون پر سن اور تاریخ کا اندراج نہیں ہوتا۔ ایسے متون کے بارے میں یہ معلوم کرنا کہ یہ نسخہ کس دور کا ہے۔ ایک مشکل اور دشوار مرحلہ ہوتا ہے۔ لیکن کچھ طریق کار کی بدولت اس کے شواہد دریافت کئے جاسکتے ہیں مثلاً مصنف کوئی واقعہ بیان کرے جو کسی دور سے متعلق ہو۔ اس متن کی سیاہی، متن کے کاغذ، متن کے خط سے بھی یہ پتہ چلایا جاسکتا ہے کہ نسخہ کس دور کا ہے بعض اوقات کسی نسخے کے آخر میں آخری دنوں یعنی نسخے کے ختم ہونے کی تاریخ درج ہوتی ہے اس سے بھی نسخے کے آغاز کا پتہ چلایا جاسکتا ہے۔ ایسا اس لئے بھی ضروری ہے کہ مصنف کے اصل خیالات کا علم ہوجائے۔ بعض کتابوں کے ذکر سے یہ معلوم کرنا آسان ہوتا ہے کہ نسخہ کس دور کا تحریر کردہ ہے۔

تصحیح متن کے لئے ضروری امور:

1- ضرو ری ہے کہ متن کے دور کی دیگر تحریروں کو پڑھا جائے۔
2- ضروری ہے کہ مصنف کے زمانے کے رسم الخط سے آگاہی حاصل کی جائے۔
3- ضروری ہے کہ اس زمانے کی لغات سے حسب ضرورت استفادہ کیا جائے۔
4- ضروری ہے کہ گہری چھان بین اور تقابلی انداز اختیار کر کے کسی نتیجہ تک پہنچا جائے۔
5- ضروری ہے کہ رسم الخط کی خصوصیات سے آگاہی حاصل کی جائے۔
6- ضروری ہے کہ نسخہ کی دوسری کاپی حاصل کرنے کی کوشش کی جائے۔
7- ضروری ہے کہ غلطیوں کو واضح انداز میں بیان کیا جائے۔
8- ضروری ہے کہ تحریر کو صاف اور شفاف بنادیا جائے۔

Marfat.com

باب سوم..........حوالہ جاتی کتب

1- انسائیکلو پیڈیا انٹرنیشنل/انسائیکلو پیڈیا امریکانا

2. S.M.Katre, Introduction to Indian textual criticism, Poona, 1941

3- ایم سلطانہ بخش، اردو میں اصول تحقیق، مقتدرہ قومی زبان، اسلام آباد

4- رابعہ اقبال، اردو میں تحقیقی اصول، مجلہ تحقیق، سندھ یونیورسٹی 1990ء

5- ڈاکٹر نذیر احمد، تحقیق و تصحیح متن کے مسائل، نقوش شمارہ 97، مارچ 1963ء

6- ڈاکٹر صلاح الدین، المنجد اور تحقیق متن کے اصول، مترجم فضل الرحمن ندوی، فکر ونظر، علی گڑھ (مبادیات تحقیق)

7- مخطوطات، تلاش، قرأت، ترتیب، رسالہ آج کل، تحقیق نمبر 1967

8- قاضی عبدالودود، صحت متن، انجمن ترقی اردو

9- ڈاکٹر نذیر احمد ''متون کی تصحیح و تنقید میں تخریج و تعلیقات کی اہمیت، غالب نامہ، دلی 1987ء

10- ڈاکٹر گیان چند، تحقیق کا فن، مقتدرہ قومی زبان اسلام آباد

11- ڈاکٹر شیر محمد زمان، پاکستان میں تحقیق مخطوطات کا مسئلہ اور چند تجاویز، فکر ونظر، خصوصی اشاعت 1990

12- ناصر الدین اسد، مصادر الشعر الجاہلی، بیروت، 1998ء

Marfat.com

Marfat.com

باب چہارم:

اصول تحقیق اور حدیث

فن روایت

1- اصول روایت کی شرائط

(i) اتصال سند (ii) راوی صاحب عدالت وضبط ہوں

(iii) عدم شذوذ (iv) حدیث معلل نہ ہو

2- روایت کے مراتب

فن درایت

1- درایت حدیث کے اصول وضوابط

2- درایت کی ابتداء کب ہوئی

جرح وتعدیل

1- فن کے امام

2- اسماء الرجال، طبقات، تاریخ

Marfat.com

-3 اسماء الرجال پر کتب

(i) اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابہ

(ii) الاصابۃ فی تمیز الصحابۃ

(iii) طبقات ابن سعد

(iv) تذکرۃ الحفاظ

(v) التاریخ الکبیر

(vi) الجرح والتعدیل

(vii) تہذیب التہذیب

(viii) الکمال فی اسماء الرجال

(ix) تہذیب الکمال فی اسماء الرجال

(x) تقریب التہذیب

تخریج

(i) طریقہ

(ii) تخریج کے فوائد

حوالہ جاتی کتب

Marfat.com

باب چہارم:

اُصولِ تحقیق اور حدیث

Science of Narration in Islam

فن روایت:

روایت سے مراد راویوں کی اسناد کا ناقدانہ جائزہ لینا ہے حضرت عبداللہ بن مبارک فرمایا کرتے تھے:

الاسناد من الدین ولولا الاسناد لقال من شاء ماشاء فانظروا عن من تأخذوہ۔

''اسناد دین کا حصہ ہیں اگر اسناد نہ ہوتو جو چاہے جو مرضی کہہ لے، جن سے تم روایت کرتے ہو ان لوگوں کی اچھی طرح تحقیق کرلیا کرو۔''

ابن مہدی کا قول ہے:

لایکون اماماً ابداً رجل یحدث عن کل احد۔

''وہ شخص کبھی امامت کا اہل نہیں ہوسکتا جو تحقیق کے بغیر ہر شخص سے روایت لے کر آگے بیان کرے۔''

روایت یا اسناد کے علم کو ''فن اسماء الرجال'' کہتے ہیں۔

راوی کے بارے یہ معلوم کرنا کہ اس کی عدالت کیسی ہے اس میں ضبط کتنا ہے اس کا

Marfat.com

کردار کیسا ہے، وہ ثقہ ہے یا نہیں، روایت کا علم کہلاتا ہے اسپرنگر (Springer) کے حوالے سے مولانا شبلی نعمانی لکھتے ہیں:

''نہ کوئی قوم ایسی دنیا میں گزری ہے اور نہ آج موجود ہے جس نے مسلمانوں کی طرح اسماء الرجال کا عظیم الشان فن ایجاد کیا ہو جس کی بدولت آج پانچ لاکھ اشخاص کا حال معلوم ہو سکتا ہے۔''

اصول روایت کا ماخذ قرآن مجید کی یہ آیت ہے:

''اے ایمان والو! اگر تمہارے پاس کوئی فاسق (غیر ذمہ دار) کوئی خبر لے کر آئے تو اس کی خوب تحقیق کر لیا کرو، ایسا نہ ہو کہ تم کسی قوم پر لاعلمی سے حملہ کر دو اور اپنے کئے پر پریشان ہو جاؤ۔''

1) اصول روایت کی شرائط:

اصول روایت کیلئے مندرجہ ذیل شرائط ہیں۔

i-اتصال سند:

سند میں از ابتداء تا انتہاء ہر راوی اپنے شیخ سے براہ راست روایت کرے اور اس میں سند متصل ہو، کوئی راوی ساقط نہ ہو۔

ii-راوی صاحب عدالت وضبط ہوں:

حدیث کی سند کے تمام راوی صاحب عدالت وضبط ہوں۔ اگر کسی ایک راوی میں عدالت کا وصف مفقود ہوگا وہ حدیث صحیح نہ ہوگی دو افراد راوی کی عدالت کی تصدیق کریں یا راوی کی عدالت معروف ومشہور ہو اور اخلاقی لحاظ سے بھی وہ ''کریم'' مشہور ہو۔

ضبط سے مراد یہ ہے کہ سوء حفظ کا مالک نہ ہو، غافل اور کثیر الوھم نہ ہو، ضبط قلبی یہ ہے کہ حدیث کو یاد رکھے، ضبط کتابی یہ ہے کہ اسے لکھ لے۔

Marfat.com

iii-عدم شذوذ:

کوئی روایت شاذ نہ ہو، شاذ ایسی روایت کو کہتے ہیں جس میں ایک راوی اپنے سے زیادہ ثقہ راوی کی مخالفت کرتا ہے امام ابو یوسف کہا کرتے تھے، ''ایاکم والشاذ'' شاذ احادیث سے بچا کرو۔

iv-حدیث معلل نہ ہو:

کوئی کمی حدیث کو معلل بنا دیتی ہے اگر راوی پر کوئی شک ہو یا اس سے کوئی افعال قادحہ کا ارتکاب ہوا ہو ایسی حدیث معلل کہلاتی ہے۔ کسی معلل روایت کو پہچاننے کا طریقہ یہ ہے کہ حدیث کی تمام اسانید جمع کی جائیں راویوں کے اختلاف کو مدنظر رکھا جائے ان کے زہد و تقویٰ اور قوت حافظہ کا موازنہ کیا جائے اور پھر روایت پر معلول ہونے کا حکم صادر کیا جائے۔

v-روایت کے مراتب:

1- اعلیٰ اور صحیح ترین روایت وہ ہے جو علماء حدیث کے نزدیک صحیح ترین قرار دی گئی ہو۔ مالک عن نافع عن ابن عمرؓ کی سند اعلیٰ سند شمار کی گئی ہے۔

2- ایسی روایت جو سابق رواۃ سے کم درجہ پر انحصار کرتی ہو حماد بن سلمہ عن ثابت عن انسؓ کی سند اس کی مثال ہے۔

3- تیسرا مرتبہ اس روایت کا ہے جو ایسے رواۃ نے نقل کی ہو جن پر صفت ثقاہت کا درجہ صادق آتا ہو۔

سہل عن ابن صالح عن ابی ہریرۃؓ کی سند اس مثال کے زمرے میں آتی ہے اس روایت کے مزید سات مراتب ہیں۔

i) جس روایت کو شیخین نے نقل کیا ہو۔ (بخاری اور مسلم)

ii) جس روایت کو صرف امام بخاری نے نقل کیا ہو۔ (بخاری)

iii) جس روایت کو صرف امام مسلم نے نقل کیا ہو اور تخریج کیا ہو۔ (مسلم)

iv) وہ روایات جو شرائط بخاری و مسلم دونوں پر ہوں مگر انہوں نے تخریج نہ کیا ہو۔

Marfat.com

v) وہ روایات جو بخاری کی شرط پر ہوں مگر انہوں نے تخریج نہ کیا ہو۔

vi) وہ احادیث جو شرائط مسلم کے مطابق ہوں لیکن امام مسلم نے انہیں ترک کر دیا ہو۔

vii) وہ روایات جو شیخین کے معیار پر پوری نہ اترتی ہوں لیکن ان کے علاوہ دوسرے آئمہ مثلاً ابن حبان، ابن خزیمہ نے انہیں صحیح قرار دیا ہو۔

فن درایت:

متن حدیث میں الفاظ کا ناقدانہ جائزہ فن درایت کہلاتا ہے۔ اسے داخلی نقد یا نقد متن بھی کہتے ہیں۔

لغت میں درایت کے معنی معرفت کے ہیں۔ بقول الاصفہانی: الدرایۃ معرفۃ حدیث کی صحیح معرفت اسی صورت میں ممکن ہے جبکہ راوی (حدیث نقل کرنے والا) اور مروی (حدیث) دونوں سے متعلق پوری معلومات ہوں۔ یعنی اس بات کا علم کہ حدیث کے الفاظ و جملے میں کسی قسم کی خامی وکمزوری یا مقررہ قواعد کی خلاف ورزی تو نہیں پائی جاتی۔

درایت حدیث وہ علم ہے جس میں الفاظ حدیث سے جو معنی مراد لیا جاتا ہے اس سے بحث ہوتی ہے۔ ابن جماعۃ کے نزدیک درایت سے متن کے احوال کی معرفت ہوتی ہے۔

درایت متن حدیث کی معرفت کا نام ہے چنانچہ ایسی بہت سی حدیثیں وضعی قرار پائیں جن کی سندیں اگرچہ درست تھیں لیکن ان کے متن میں خرابیاں پائی جاتی تھیں۔

1. درایت حدیث کے اصول وضوابط:

رسول اللہؐ کی طرف منسوب حدیث میں اگر اوٹ پٹانگ اور بے ڈھنگی باتیں بتائی جائیں تو روایت موضوع ہوئی، مثلاً یہ کہا جائے کہ ''لا الہ الا اللہ'' کہنے سے ایک پرندہ پیدا ہوگا جس کی ستر ہزار زبانیں ہوں گی، ہر زبان کی ستر ہزار لغات ہوں گی اور وہ استغفار کریں گی۔ (ایسی احادیث فضائل میں قبول عام رکھتی ہیں)

-2 رسول اکرمؐ کی طرف منسوب حدیث محسوس، عام مشاہدہ اور عادت کے خلاف ہو، مثلاً مسواک سے فصاحت میں زیادتی ہوتی ہے یا جب بات کے وقت آدمی چھینکے

Marfat.com

تو وہ سچا ہوتا ہے یا جو شخص گناہ کرتا ہے اس کی عقل اس سے جدا ہو جاتی ہے اور پھر نہیں لوٹتی۔ (بعض افراد کے اقوال تو ہو سکتے ہیں احادیث ہرگز نہیں)

-3 رسول اللہؐ کی طرف منسوب حدیث عقل عام کے خلاف ہو، اور عام طور پر لوگ اسے قبول کرنے کے لئے تیار نہ ہوں۔ ابن جوزی کا قول ہے۔ ہر وہ حدیث جو عقل کے مخالف ہو سمجھ لو وہ موضوع ہے۔ اس کا اعتبار نہ کیا جائے گا۔ مثلاً حضرت نوحؑ کی کشتی نے بیت اللہ کا طواف کیا اور مقام ابراہیم کے پاس دو رکعت نماز پڑھی۔

-4 ایسی حدیث جس میں تمسخر، کم عقلی اور بیوقوفی کی بات پائی جائے، جس سے ذمہ دار لوگ پرہیز کرتے ہیں۔ مثلاً چاول اگر مرد ہوتا تو وہ بردبار ہوتا جو بھوکا بھی اس کو کھاتا شکم سیر ہو جاتا، اسی طرح نمک کو لازم پکڑلو کیونکہ اس میں ستر بیماریوں کی شفاء ہے۔

-5 ایسی حدیث جو سنت صریحہ کے مخالف ہو مثلاً جو میرے نام پر محمد یا احمد نام رکھے گا وہ دوزخ میں داخل نہ ہوگا۔ (واللہ اعلم بالصواب)

-6 رسول اللہؐ کی طرف منسوب حدیث فی نفسہ باطل ہو۔ ایسا کلام جو خود بخود یہ دلالت کرے کہ یہ اللہ کے رسول کا کلام نہیں ہو سکتا۔ مثلاً اے عائشہؓ! سورج کے گرم پانی سے غسل نہ کیا کرو اس سے برص پیدا ہوتا ہے؟

-7 ایسا کلام جو انبیاء کے کلام سے عدم مشابہت رکھتا ہو مثلاً جب حضرت آدمؑ سے غلطی ہوئی تو انہوں نے عرض کیا کہ اے اللہ! میں آپ کو محمدؐ کا واسطہ دیتا ہوں کہ آپ میری خطا معاف فرمادیں۔ (یہ حدیث بہت مشہور ہے۔ اس پر کلام ہو سکتا ہے)

-8 ایسی پیشن گوئی جو ماہ اور سال کے ساتھ مخصوص ہو، مثلاً جب محرم میں چاند گرہن ہو تو گرانی ہوگی، قتل و قتال ہوگا اور بادشاہ پریشان رہے گا۔

-9 حدیث قواعد طب کے خلاف ہو، مثلاً بینگن ہر بیماری کی دوا ہے۔

-10 احادیث، قرآنی نصوص کے خلاف ہوں مثلاً ولد الزنا اور اس کی سات پشت سے کوئی شخص جنت میں نہ جائے گا یہ ''لاتزر وازرۃ وزر اخریٰ'' کے خلاف ہے۔

Marfat.com

-11 ایسی روایت جو سننے والے کو ناگوار گزرے مثلاً سفید مرغ میرا دوست ہے۔یہ میرے دوست کا دوست ہے اور دشمن کا دشمن ہے۔مثلاً کدو کو ذبح کئے بغیر نہ کھاؤ۔

-12 رسول اللہؐ کی حدیث میں کسی خاندان،قوم یا شہر کی برائی کا ذکر ہو مثلاً حبشہ اور سوڈان کی برائیوں کا ذکر ملتا ہے۔یا زیدیوں کو اس امت کے مجوس کہا گیا ہے۔ اگر وہ بیمار ہوں تو ان کی عیادت نہ کرو۔اگر مرجائیں تو ان کے جنازہ میں نہ جاؤ۔ (کیا زیدی حضورؐ کے دور میں موجود تھے؟)

-13 کوئی حدیث حکمت یا اخلاقی اصولوں کے خلاف ہو۔یا بقول ابن جوزی کسی اصول کو توڑنے والی ہو۔مثلاً خوبصورت عورت کی طرف دیکھنے سے بصارت بڑھتی ہے۔

-14 حضورؐ کی طرف منسوب حدیث چھوٹے کام پر بھاری منفعت کی بشارت دیتی ہو یا چھوٹی غلطی پر بھاری وعید سناتی ہو۔(فضائل میں ایسی احادیث ملتی ہیں)

2) درایت کی ابتداء کب ہوئی:

قرآن مجید میں واقعہ افک اس کی ابتداء کی نشاندہی کرتا ہے۔

جب حضرت عائشہؓ پر تہمت لگی۔قرآن مجید نے کہا تم نے سنتے ہی کیوں نہ کہہ دیا کہ ہمیں ایسی بات کرنا زیب نہیں دیتا۔

وَلَوْلَآ اِذْ سَمِعْتُمُوْهُ قُلْتُمْ مَّا يَكُوْنُ لَنَآ اَنْ نَّتَكَلَّمَ بِهٰذَا ۖ سُبْحٰنَكَ هٰذَا بُهْتَانٌ عَظِيْمٌ ﴿١٦﴾ (سورۃ النور، آیت:۱۶)

مطلب یہ ہے کہ جو واقعہ خلاف قیاس ہو وہ درست نہیں ہوگا۔

ایک روایت ابو ہریرہ نے حضرت ابن عباسؓ کے دور میں ان سے کہی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منسوب کیا کہ آگ پر پکی ہوئی چیز کھانے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے عبداللہ بن عباسؓ نے کہا کہ اس طرح تو اس پانی سے بھی وضو ٹوٹ جائے گا جس کو آگ پر گرم کیا جائے گا انہوں نے اس روایت کو درایت کے خلاف قرار دیا اور تسلیم نہ کیا، ابن جوزی نے اصول درایت میں جو اضافے کئے ہیں ان میں ایک یہ ہے کہ مثلاً راوی ایسا

Marfat.com

واقعہ بیان کرے جو اور کوئی جانتا نہ ہو۔ حالانکہ اس سے متعلق دوسروں کا علم ضروری تھا۔ اس بات کو خطیب بغدادی نے یوں لکھا ہے کہ کوئی عظیم الشان واقعہ بیان کیا جائے اس سے صرف راوی خبر دار ہو۔ مثلاً یہ کہا جائے کہ کعبہ پر حملہ کر دیا گیا اور حاجیوں کو حج کرنے سے روک دیا گیا۔ (معاذ اللہ) اتنی اہم خبر اور کسی کو معلوم نہ ہو؟

جرح وتعدیل:

جرح کے معنی ہیں تنقید کرنا اور عیب نکالنا۔

جرح راوی کی عدالت یا ضبط پر ایسی تنقید کا نام ہے جس سے اس کی حیثیت داغدار اور مجروح ہو جائے۔

تعدیل کے معنی ہیں صادق اور قابل اعتبار ثابت کرنا۔

علم حدیث میں اس کے معنی راویان حدیث کے ثقہ یا غیر ثقہ ہونے کی تحقیق کرنا ہے علم فقہ میں اس کے معنی گواہوں کے قابل اعتبار یا نا قابل اعتبار ہونے کی چھان بین کرنا ہے۔

راویوں کی چھان بین تو شروع ہی سے تھی لیکن اسے فن کا درجہ بعد میں ملا بدترین جرح یہ ہے کہ راوی کو اکذب الناس کہا جائے، ھو رکن الکذب، منبع الکذب، معدن الکذب، کے القاب دیئے جائیں۔

دوسرا درجہ یہ ہے کہ اسے کہا جائے کہ فلاں، حدیث کے گھڑنے والا ہے۔

تیسرا درجہ یہ ہے کہ اسے کہا جائے ''یسرقی الحدیث'' متروک الحدیث، ہالک الحدیث، ذاھب الحدیث۔

چوتھا درجہ یہ ہے کہ اسے کہا جائے ضعیف جداً، مطروح الحدیث۔

تعدیل کے الفاظ یہ ہیں پہلا درجہ اوثق الناس، اضبط الناس، لا اعرف لہ نظیراً فی الدنیا، دوسرا درجہ صاحب حدیث، حجۃ فی الحدیث، مامون، ثقہ، تیسرا درجہ صدوق، چوتھا درجہ صالح الحدیث۔

علمائے حدیث نے اسناد کے ناقدانہ مطالعے کی خاطر مکمل تحقیقات کی ہیں انہوں نے راویوں کے حالات زندگی معلوم کئے ہیں کہ وہ کہاں رہتے تھے، کس زمانے میں رہتے تھے۔

Marfat.com

ان کی قوت حافظہ، صداقت اور ثقاہت کا کیا معیار تھا۔ رجال کی یہ تنقید ''الجرح والتعدیل'' کہلاتی ہے۔

رواۃ کسی حدیث کی صحت وعدم صحت کی پہچان میں پہلی سیڑھی کی حیثیت رکھتے ہیں راویوں کی شرائط اوپر گزر چکی ہیں ان میں عدالت، ضبط کا ہونا بہت ضروری ہے عدالت کیلئے ضروری ہے کہ دو عادل افراد کسی راوی کی عدالت ثابت کریں یا وہ راوی بذات خود اتنا مشہور ہو کہ کسی عادل کی گواہی ضروری نہ ہو، مثلاً فقہ وحدیث کے آئمہ۔

ابن عبدالبر کے نزدیک کسی راوی کی عدالت کیلئے یہ کافی ہے وہ اپنے دور میں کریم (Generous) مشہور ہو۔

ثبوت ضبط سے مراد کسی راوی کے حافظہ کی قوت کا معلوم کرنا ہے اگر کسی نے فسق سے توبہ کرلی ہے تو اس کی روایت قبول ہوگی تاہم اگر اس نے حدیث نقل کرنے میں کذب سے کام لیا تھا تو اس کی روایت قبول نہ ہوگی۔

اگر کوئی راوی روایت حدیث پر اجرت لیتا ہو تو امام احمد اور ابو حاتم کے نزدیک اس کی روایت نا قابل قبول ہے ابو اسحاق شیرازی کے نزدیک اگر وہ بطور پیشہ مشغول ہے تو قبول کی جائے گی۔

اگر راوی نسیان کا شکار رہتا ہے یا بوقت سماع سو جاتا ہے یا بلا تحقیق روایت کرتا ہے تو ایسی روایت نہ لینی چاہیے۔

1) فن کے امام:

ابن عباسؓ، انس بن مالکؓ، شعبیؒ، ابن سیرینؒ، الاعمشؒ، امام مالکؒ، ابن المبارکؒ، عبدالرحمن بن مہدیؒ، ابن عیینہؒ، یحییٰ بن معینؒ فن کے امام کہلائے۔

2) اسماء الرجال، طبقات، تاریخ

علامہ سخاوی نے علم تاریخ اور اسماء الرجال (طبقات) کے بارے لکھا ہے کہ میرے نزدیک دونوں میں عام اور خاص کی نسبت ہے۔ راویوں کے حالات بیان کرنا دونوں کا وظیفہ ہے۔ صرف حوادث اور واقعات سے بحث کرنا تاریخ کا کام ہے۔

Marfat.com

تاریخ کا موضوع انسان اور زمان ہے، زمانے کی نسبت انسان کے احوال کی معرفت طبقات یعنی اسماء الرجال میں آ جاتی ہے۔

تاریخ میں ابتدائے آفرینش سے انبیاء کے حالات وواقعات، قوموں کی سرگزشت، مصائب وآفات، آئمہ کے حالات، خلفاء ووزراء کے تذکرے، جنگیں، رفاہ عامہ، مختلف طبقات کے حالات، وفات، حفظ وضبط، اسفار وغیرہ کے تذکرے شامل ہوتے ہیں۔

ڈاکٹر طفیل ہاشمی نے طبقات کو مختلف اقسام میں تقسیم کر کے دکھایا ہے۔

نسلوں کے اعتبار سے طبقات کی تقسیم، جیسا کہ طبقات ابن سعد ہے۔

صدیوں کے اعتبار سے طبقات کی تقسیم، جیسا کہ محمد بن حسین السلمی (412ھ) کی طبقات الصوفیاء ہے۔

بیس بیس سالوں سے طبقات کی تقسیم، تقی الدین بن قاضی شہید (م851ھ) کی طبقات الشافعیہ۔

3) اسماء الرجال پر کتب

(i) الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب:

علامہ ابن عبدالبر القرطبی (م461ھ) کی تالیف ہے۔ مفید کتاب ہے، خیال یہ بتایا گیا ہے کہ تمام صحابہؓ کو اس میں شامل کیا گیا ہے۔

صحابہؓ کی تعداد 3500 ہے، حروف تہجی کے اعتبار سے ہے، پہلے نام سے پھر کنیت میں حروف تہجی کا اعتبار کیا گیا ہے پھر صحابیاتؓ کے نام ذکر ہیں۔ آخر میں کنیت سے مشہور صحابیاتؓ کا ذکر ہے۔

(ii) اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ:

ابن الاثیر الجزری (م635ھ) کی تصنیف ہے۔ 7554 اصحاب پر مشتمل ہے۔ ترتیب میں پہلے دوسرے اور تیسرے لفظ کا اعتبار کیا گیا ہے۔ پھر کنیتوں کا ذکر ہے پھر صحابیاتؓ کا ذکر ہے۔ اس کتاب کی خصوصیت یہ ہے کہ اس نے اپنے سے پہلے طبقات کی

Marfat.com

کتب میں جس صحابی کا ذکر آیا ہے اس کا ذکر کر دیا ہے۔ مثلاً ابن مندہ، ابوعبداللہ محمد بن یحیٰی (م 395ھ) ابی نعیم، احمد بن عبداللہ، الاصفہانی (م 430ھ)، ابن عبدالبر القرطبی (م413ھ)، المدینی (851م)

(iii) الاصابہ فی تمیز الصحابۃ:

حافظ ابن حجر العسقلانی (852ھ) کی تصنیف ہے۔ سب سے جامع کتاب ہے۔ پہلے سے لکھی گئی ہر کتاب کا مطالعہ کر کے اس کو مرتب کیا گیا۔ مشکوک ناموں سے اجتناب کیا گیا ہے۔ حروف تہجی کا اعتبار ہے، پہلے صحابہ کرام کا ذکر ہے، پھر صحابیات کا ذکر ہے۔

پہلے وہ صحابہؓ جنہوں نے حضورؐ سے حدیث روایت کی۔

وہ صحابہؓ کے بیٹے جو حضورؐ کی عمر میں پیدا ہوئے مگر سن شعور بعد میں حاصل کیا۔

وہ صحابہؓ جنہوں نے دور جاہلیت اور رسول اکرمؐ کے زمانہ کو دیکھا مگر حضورؐ سے ملاقات کا یقینی علم نہیں وہ لوگ جن کو غلطی سے صحابہؓ سمجھ کر پہلی کتب میں شامل کیا گیا۔ کل 12 ہزار دو سو ترسٹھ افراد کا ذکر ہے۔

(iv) طبقات ابن سعد:

ابوعبداللہ بن سعد (230ھ) کی صحابہ کرامؓ، تابعین اور مؤلف کے دور کے افراد کے حالات زندگی پر مشتمل ہے، پہلی دو جلدیں حضورؐ کی سیرت پر مشتمل ہیں پہلی جلد پیدائش سے فتح مکہ تک، دوسری جلد میں غزوات، مرض اور وفات کا ذکر ہے۔ تدوین قرآن میں شامل افراد کا ذکر، تیسری جلد غزوہ بدر میں شامل افراد کا ذکر۔ چوتھی جلد جو غزوہ بدر میں شریک نہ ہو سکے۔ پانچویں جلد تابعین، مدینہ کا ذکر، چھٹی جلد ایسے صحابہؓ جو کوفہ میں رہے۔ ساتویں جلد تابعین، تبع تابعین اور دیگر شہروں میں مقیم، آٹھویں جلد صحابیات کیلئے خاص ہے۔

(v) تذکرۃ الحفاظ:

ابوعبداللہ محمد بن احمد بن عثمان الذہبی (488ھ) کی تالیف ہے۔

صحابہ کرامؓ کے دور سے لے کر ذہبی کے اپنے دور تک حفاظ حدیث کا ذکر، اکیس

Marfat.com

طبقات پر تقسیم یہ کتاب ایک ہزار ایک سو چھہتر (1176) اصحاب علم وفضل کا تذکرہ کرتی ہے
اس پر حاشیے تحریر ہوئے ہیں۔

1) الحسینی (765ھ)

2) ابن فہد مکی (871ھ)

3) جلال الدین السیوطی (911ھ)

(vi) التاریخ الکبیر: امام محمد بن اسماعیل بخاری (256ھ)

12315 آدمیوں کے حالات زندگی حروف تہجی کے اعتبار سے۔

کتاب کی ابتداء ان ناموں سے کی جن کا نام محمدؐ سے شروع ہوا۔ وہ جس راوی پر کوئی ضعف کا شک ہو اس کی نشاندہی بھی کردیتے ہیں بعض افراد کیلئے خاموشی اختیار کرتے ہیں اس سے مراد ان کی توثیق ہوئی۔

(vii) الجرح والتعدیل:

تالیف ابن ابی حاتم الرزی (327ھ)

التاریخ الکبیر کی طرز پر یہ کتاب تحریر ہوئی ہے۔

راویوں کی جرح وتعدیل کی گئی ہے دیگر حالات کو چھوڑا گیا ہے بخاری کی کتاب کا خلاصہ بھی کہہ سکتے ہیں ایک فقرے سے پانچ فقروں تک حالات کو قید کردیا گیا ہے آٹھ ضخیم جلدوں میں طبع ہو چکی ہے۔

یہ کتاب بھی حروف تہجی کا اعتبار کرتی ہے۔ راوی کے اساتذہ اور تلامذہ کا بھی ذکر ہے راوی کے اسفار اور ان شہروں کا ذکر جہاں اس نے سکونت اختیار کی ہو۔ راوی کی تصنیفات، دیگر مصروفیات سن وفات کا ذکر بھی ملتا ہے۔

(viii) تہذیب التہذیب: حافظ ابن حجر عسقلانی (۸۵۲ھ)

راویوں پر جرح وتعدیل کرنے کے بارے مفید معلومات درج کی ہیں۔

راویوں کے اسناد کو ترک کردیا ہے اور تمام اساتذہ کو ترک کرکے صرف مشہور

Marfat.com

اساتذہ کا ذکر کیا ہے۔ اگر کسی راوی کے حالات پہلے ہی سے مختصر تھے تو اس کو رہنے دیا۔ حروف تہجی کی ترتیب چھوڑ کر عمر کا لحاظ رکھا گیا ہے۔ اکثر راویوں کے حالات کی کانٹ چھانٹ کر دی گئی ہے کیونکہ اس طرح توثیق و تخریج طوالت میں گم ہو کر رہ گئی تھی۔

بعض راویوں کے بارے اگر کوئی خاص بات دوسری کتب میں موجود تھی اس کا تذکرہ کر دیا گیا ابن حجر نے اپنے الفاظ کے ساتھ اضافے بھی کئے ہیں اور اختصار بھی کیا ہے سن وفات کے اختلاف میں مصلحتاً کوئی اضافہ یا حذف نہیں کیا۔

بعض راویوں کو اگر مزی نے اپنی شرط پر تحریر کیا اس کا تذکرہ بھی کر دیا گیا۔ اضافے کرتے ہوئے لفظ قلت لکھا ہے۔ تاکہ واضح معلوم ہو سکے کہ ابن حجر کی تحریر ہے۔

صحاح ستہ کے رجال پر لکھی جانے والی کتب:

(ix) الکمال فی اسماء الرجال:

حافظ عبدالغنی بن عبدالواحد المقدسی الحنبلی (600ھ)

یہ قدیم ترین کتاب صحاح ستہ کے راویوں کو بیان کرتی ہے اور بعد میں آنے والی کتب کیلئے بنیادی مصدر ہے ابن حجر عسقلانی کے نزدیک بہت اہم کتاب ہے اور اس فن کے ماہرین نے اس کی عظمت کا برملا اظہار کیا ہے۔

(x) تہذیب الکمال فی اسماء الرجال:

یہ حافظ ابوالحجاج یوسف بن زکی المزی (742ھ) کی تالیف ہے یہ کتاب پہلے والی کتاب کی تکمیل کرتی ہے اور اضافے کرتی ہے نہایت عمدہ کتاب ہے تاج الدین سبکی لکھتے ہیں کہ اس جیسی کتاب نہ پہلے لکھی گئی اور نہ لکھی جائے گی۔

(xi) اکمال تہذیب الکمال: حافظ علاؤ الدین مغلطائی (762ھ):

مغلطائی نے مزی کی کتاب کو مکمل کیا، یہ بھی اس فن کا شاہکار ہے۔

Marfat.com

تہذیب الکمال میں حافظ مزی کا طریقہ کار:

ہر راوی کے حالات بیان کرتے وقت اساتذہ اور شیوخ کا تذکرہ شامل ہے اسی طرح شاگردوں کا ذکر بھی آجاتا ہے اساتذہ اور شاگردوں میں حروف تہجی کو مدنظر رکھا گیا ہے ہر آدمی کا سن وفات بھی درج کیا گیا ہے اگر اختلاف ہے تو اس کا بھی ذکر کر دیا گیا ہے کچھ راویوں کی تفصیلات معلوم نہیں تھیں ان کو ویسے ہی چھوڑ دیا گیا کیونکہ ہر راوی کے بارے میں معلومات حاصل کرنا اتنا بھی آسان کام نہیں ہوتا ہے۔ بعض راویوں کی احادیث کو مع سند بھی تحریر کر دیا گیا ہے اس طرح کتاب کی طوالت میں اضافہ ہو گیا ہے۔

حروف تہجی کا اعتبار کرتے ہوئے صحابہؓ اور غیر صحابہ میں امتیاز روا نہیں رکھا گیا ہے۔ بعض راویوں کی کنیت درج کر دی گئی ہے اگر دو راویوں کی کنیت ایک دوسرے سے ملتی جلتی تھی تو تنبیہ کر دی گئی۔ آخر میں ان راویوں کا ذکر ہے جو باپ یا ماں کے ناموں سے مشہور ہیں یا کوئی اپنے قبیلے اور شہر کے نام سے موسوم ہے۔ اگر کسی کا علم نہیں تھا تو اس کے بارے تنبیہ کر دی گئی کیونکہ بعض سند یوں ہوتی ہے عن ابیہ، عن جدہ، او عن عمہ، او عن امہ۔

(xi) تقریب التہذیب:

یہ کتاب ابن حجر عسقلانی کی کتاب تہذیب التہذیب کا اختصار ہے ابن حجر کہتے ہیں کہ جب میں تہذیب التہذیب سے فارغ ہوا تو میرے دوستوں نے مجھ سے درخواست کی کہ اس کا خلاصہ لکھ دوں۔ میں سوچ بچار میں پڑ گیا کہ ابھی تو اتنی تفصیل سے کتاب لکھی ہے اب اس کا خلاصہ بیان کروں لیکن خیال آیا کہ طلباء کی ہمتیں جواب دے رہی ہیں اور وہ بڑی بڑی کتب سے استفادہ ناممکن اور مشکل سمجھ رہے ہیں۔ چنانچہ اختصار میں فائدہ سمجھتے ہوئے تہذیب التہذیب کا خلاصہ لکھ دیا، جس میں راوی کے دو لائنوں میں حالات جس میں اساتذہ اور شاگردوں کے نام اور جرح و تعدیل میں سے جس صفت پر بھی وہ متصف ہو ذکر کر دیا، ان تمام راویوں کے نام تاہم لکھ دیئے جن کا ذکر پہلی کتاب میں تھا اور ترتیب بھی وہی ملحوظ رکھی۔

مثال: زید بن طبیان الکوفی، عن ابی ذر وعنہ ربعی بن خراش۔

Marfat.com

1- راوی کا نام زید بن طبیان ہے۔

2- کوفہ کا رہنے والا ہے۔

3- اس نے ابوذر سے حدیث پڑھی ہے۔

4- ربعی بن خراش نے اس سے حدیث روایت کی، یعنی ربعی زید کا شاگرد ہے۔

تخریج

(i) طریقہ:

تخریج کا مادہ خرج ہے جس کے معنی نکلنا یا نکل کر سامنے آنا ہے۔ یہ لفظ حدیث کے ساتھ مخصوص ہے جب کسی روایت کو اس کی تمام اسانید اور تمام متون کے ساتھ اکٹھا کر لیا جائے اور یہ بتایا جائے کہ وہ حدیث کہاں کہاں سے نقل کی گئی ہے اور پھر اس کی تمام روایات کو سامنے رکھ کر اصل راوی کا نام وغیرہ اور متن میں اگر کچھ مفقود ہو اس کا پتہ چلا لیا جائے تو یہ عمل تخریج کہلاتا ہے تخریج احادیث کے بنیادی ماخذ تک پہنچنے کا ایک طریقہ ہے اس کے ذریعے تمام اسانید جو مختلف مقامات پر ہوتی ہیں سامنے آ جاتی ہیں۔ اس طرح حدیث کی اگر کسی سند میں نقص ہو تو دوسری سند سے معلوم ہو جاتا ہے کہ یہ نقص غلط ہے۔ یعنی راوی کی وضاحت ہو جاتی ہے مثلاً سند میں رجل، فلاں اور عن جیسے الفاظ ملیں گے تو یہاں تخریج کے ذریعے معلوم ہو جاتا ہے کہ راوی کون ہے۔ اسی طرح راوی کے عادل یا ضابط یا ضعیف ہونے کا علم بھی ہو جاتا ہے۔

تخریج کے ذریعے جس طرح راوی کی وضاحت ہوتی ہے اسی طرح متن کے الفاظ کی بھی وضاحت ہوتی ہے اس طرح صحیح مفہوم تک پہنچنے میں آسانی ہوتی ہے تخریج کا فن اتنا آسان نہیں ہے اس میں ایک کامل استاد اور مشق کی ضرورت ہوتی ہے۔

Marfat.com

(ii) تخریج کے فوائد:

تخریج کے فوائد بے شمار ہیں تاہم چند درج ذیل ہیں۔

1 حدیث کی مختلف اسانید کی پہچان ہو جاتی ہے۔

2 اسناد کا تقابل کیا جا سکتا ہے۔

3 حدیث کا درجہ استناد معلوم کیا جا سکتا ہے۔

4 راوی کے متعلق وضاحت ہو جاتی ہے یعنی اس کی تعین ہو جاتی ہے۔

5 معنعن سند کی وضاحت ہو جاتی ہے۔

6 مشکل الفاظ کی وضاحت ہو جاتی ہے۔

7 روایت سے معلوم ہو جاتا ہے کہ یہ روایت بالمعنی ہے یا روایت باللفظ۔

8 کتابت میں کمی بیشی کا اندازہ ہو جاتا ہے۔

9 علاقوں اور شہروں سے واقفیت ہو جاتی ہے۔

10 حدیث کی صحیح شکل وصورت سامنے آ جاتی ہے۔

تحقیقی اصولوں کی بنیاد مسلمانوں نے ڈالی:

1 روایت و درایت کی صورت میں بہترین اصول وضع ہوئے۔

2 معیار تحقیق بلند ہوا۔ مرفوع، موقوف، متواتر، حسن، مقبول احادیث کا وجود میں آنا اس بات کا ثبوت ہے۔

3 مسلمانوں نے حق کو واضح کر دیا۔ موضوع احادیث کی چھان پھٹک کے بعد کھرے کھوٹے کو الگ کر دیا گیا۔

4 یہ اصول سامنے آیا کہ اس وقت تک تحقیق کرتے رہنا چاہئے جب تک اصل واقعہ سامنے نہ آ جائے۔

5 حق معلوم کرنے کے لئے دور دراز کے سفر ضروری ہیں۔

Marfat.com

باب چہارم..................حوالہ جاتی کتب

1 الدکتور صبحی صالح، علوم الحدیث و مصطلحہ، مترجم غلام احمد حریری، تاجران کتب فیصل آباد، 1981

2 اردو دائرہ معارف اسلامی، دانش گاہ پنجاب، لاہور

3 ابن حجر عسقلانی، شرح نخبۃ الفکر، شیخ غلام علی اینڈ سنز کراچی

4 الدکتور محمود طحان، مصطلح الحدیث، دار الکتب العربیۃ، پشاور، س ن

5 ڈاکٹر عمر فاروق، تحقیق کے اصول و ضوابط، فاران کمیونی کیشنز، لاہور 1998

6 تقی امینی، حدیث کا درایتی معیار، قدیمی کتب خانہ کراچی، 1986

7 محمد جمال الدین قاسمی، قواعد التحدیث دار الکتب العلمیۃ، بیروت، 1979

8 ڈاکٹر مصطفی السباعی، السنۃ و مکانتھا فی التشریع الاسلامی، مصر، اردو ترجمہ، حدیث رسول کا تشریعی مقام، ملک سنز فیصل آباد، س ن

9 محمد سعد صدیقی، علم حدیث اور پاکستان میں اس کی ضرورت

ii) اصطلاحات حدیث، شعبہ تحقیق قائد اعظم لائبریری، باغ جناح لاہور

10 جلال الدین سیوطی، تدریب دار احیائ، السنۃ النبویۃ، بیروت، 1975

11 ابن الصلاح، علوم الحدیث، دار الفکر، دمشق 1984

Marfat.com

باب پنجم:

موضوع کا انتخاب اور خاکہ کی تیاری

1- موضوع

2- موضوع کے انتخاب کے لئے رہنما اصول

3- موضوع کیسا ہونا چاہئے؟

4- موضوع کیسا نہیں ہونا چاہئے؟

5- خاکہ کی تیاری

6- لٹریچر سروے

7- مفروضات

8- موضوع کی ابواب بندی

9- خاکہ کیسے بنایا جائے

10- فہرست مراجع ومصادر

11- اصلی اور ثانوی ماخذ کی پہچان

12- کتابیات

13- حوالہ جاتی کتب

Marfat.com

Marfat.com

باب پنجم:

موضوع کا انتخاب اور خاکہ کی تیاری

Selection of Topic & Prepartion of Synopsis

1) موضوع:

ریسرچ میں سب سے زیادہ اہمیت موضوع کے انتخاب کو دی جاتی ہے۔ یہ مرحلہ سب سے مشکل ہے۔ایک مصنف نے موضوع کے انتخاب کی پیچیدگی کو اس سوال کے ذریعے بیان کیا ہے کہ رفیق حیات کا انتخاب کرنا زیادہ مشکل ہے یا موضوع کا انتخاب؟ موضوع کسی سندی مقالہ کا بھی ہوسکتا ہے اور غیر سندی مقالہ کا بھی۔ مؤخر الذکر مقالہ یا آرٹیکل کے لئے مقالے کے بے شمار موضوعات ہوسکتے ہیں اور کام با آسانی سرانجام دیا جاسکتا ہے۔ جہاں تک سندی مقالہ کا تعلق ہے اس کے لئے کئی پاپڑ بیلنے پڑتے ہیں اور کچھ مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔جن کا ذکر ذیل میں کیا جائے گا۔

سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ محقق غیر پختہ اور ناتجربہ کار ہوتا ہے اسے ایک نگران کے تحت کام کرنا ہوتا ہے۔لہٰذا دونوں حضرات محقق اور نگران کے مابین موضوع کے سوال پر ہم آہنگی ضروری ہے۔مختلف نگران مختلف تخصص کے حامل ہوتے ہیں اس لئے محقق کو بھی وہ اپنے فیلڈ میں لانے کی کوشش کرتے ہیں۔اگر محقق کا ذہن اس طرف چلتا ہے تو موضوع کا انتخاب قدرے آسان ہوجاتا ہے۔

Marfat.com

آج کل سب سے بڑا مسئلہ موضوع کی تلاش ہے۔ نیا محقق نگران کے پیچھے پڑ جاتا ہے کہ اسے Topic دیا جائے۔ میری نظر میں جب تک ایک سکالر کچھ مطالعہ نہ کرے اور اس کے اپنے ذہن میں کوئی سوال نہ اٹھے۔ موضوع کے انتخاب کا مسئلہ حل نہیں ہوگا۔

موضوع کے انتخاب کے بعد دوسرا مسئلہ اسے ڈیپارٹمنٹ کی ڈاکٹرل کمیٹی (Doctoral Committee) اور پھر اسے بورڈ آف سٹڈیز میں پیش کرنے کا ہوتا ہے۔ وہاں تین چار پروفیسرز اس مضمون سے متعلق موجود ہوتے ہیں موضوع کے لئے ضروری ہے کہ ان کو بھی Attract کر سکے۔ لہٰذا کسی موضوع کے اندر جاذبیت کا ہونا ضروری ہے۔ موضوع یا Topic یا عنوان سنتے ہی یہ الفاظ سننے کو ملیں کہ ہاں یہ موضوع، ریسرچ کے لئے موزوں ہے۔

بورڈ آف سٹڈیز کے بعد ایک مرحلہ جو درپیش آتا ہے وہ ہے اس کی Evaluation کا۔ اس کا طریقہ یہ ہے کہ یونیورسٹیز میں ہر موضوع کے لئے کسی دوسری یونیورسٹی سے ماہر مضمون (Expert) کا انتخاب کیا جاتا ہے۔ اس کی صحیح رپورٹ آنے پر ہی موضوع کا انتخاب مکمل سمجھا جاتا ہے۔ یہ پریکٹس ہر یونیورسٹی سرانجام دیتی ہے حالانکہ یہ بات بڑی عجیب ہے کہ جس یونیورسٹی کی بورڈ آف سٹڈیز نے اس موضوع کو Pass کیا ہے وہاں ایکسپرٹ موجود ہیں اور دوسری یونیورسٹیاں ان سے پوچھتی ہیں کہ کیا ان کی یونیورسٹی میں پیش کردہ موضوع ریسرچ کے قابل ہے یا نہیں۔ میری رائے ہے کہ اس پریکٹس کو فوری طور پر بند کیا جائے تاکہ محقق کے قیمتی وقت کو بچا لیا جائے۔ امید ہے اب ڈائریکٹ داخلہ کی وجہ سے اس مشکل سے نجات مل جائے گی۔

چوتھا مرحلہ موضوع کے لئے بورڈ آف ایڈوانس سٹڈیز کا ہوتا ہے۔ یہاں ایک بار پھر Topic کو بحث کا موضوع بنایا جاتا ہے۔

ایک موضوع جو سال بھر یونیورسٹی کے چکر لگاتا رہا اب پھر مجبور و مقہور ہے۔ اس Stage پر اکثر موضوع تو شرف قبولیت حاصل کر لیتے ہیں لیکن ان میں سے کچھ ایک بار پھر شکست سے دوچار ہو کر اپنی موت آپ مر جاتے ہیں۔ اور ایک سکالر کی دو سال

Marfat.com

کی محنت چند لمحوں میں دم توڑ جاتی ہے۔ایسا صرف Ph.D کے موضوعات کے لئے ہوتا ہے ایم اے اور ایم فل کے Topic کے ساتھ ایسا سلوک نہیں ہوتا۔انہیں اکثر شرف قبولیت حاصل ہو جاتا ہے۔

بورڈ آف سٹڈیز میں نگران کا مقرر ہونا بھی ضروری ہے نگران کا انتخاب اکثر سکالر کی اپنی مرضی سے ہوتا ہے لیکن بورڈ بھی یہ فرض سرانجام دے سکتا ہے۔

موضوع کے لئے ضروری ہے کہ اس موضوع پر پہلے کوئی تحقیق نہ ہو چکی ہو اور نہ ہو رہی ہو، اگر کوئی تحقیق کر رہا ہے لامحالہ وہ پہلے مکمل کر لے گا تو محقق کی ایسی کاوش بے کار جائے گی۔ایک مصنف کا کہنا ہے کہ اکثر ریسرچ اس وجہ سے نامکمل رہ جاتی ہیں کہ دوران تحقیق معلوم ہوتا ہے کہ اس موضوع پر کوئی اور تحقیق کر چکا ہے یا کر رہا ہے۔میرے ساتھ بھی یہ مسئلہ پیش آیا کہ دوران تحقیق معلوم ہوا کہ جس Topic پر میں کام کر رہا ہوں اس پر تو کام ہو چکا ہے یہ تو اللہ کا شکر ہے کہ یہ ابتداء تھی تو میں اس بھنور سے نکل آیا ورنہ وقت ہاتھ سے نکل جاتا اور پریشانی اٹھانی پڑتی، اس مشکل سے بچنے کیلئے یہ تسلی اور اطمینان کر لیا جائے کہ یہ نیا اور اچھوتا موضوع ہے۔

اس کے لئے آج کل بے شمار ادارے معلومات فراہم کرتے ہیں مثلاً ماڈرن لینگوئج ایسوسی ایشن آف امریکہ رسالہ Research in Progress نکالتی ہے۔

سہ ماہی امریکن لٹریچر میں تحقیق مقالوں کی فہرست ہوتی ہے۔

اسلامیات کے موضوع پر امریکہ اور کینیڈا میں ہونے والے کام کو IIIT کے ریسرچ میگزین میں درج کیا جاتا ہے۔

پاکستان میں ادارہ تحقیقات اسلامی اپنا معلوماتی اخبار شائع کرتا ہے۔پاکستان کی تمام یونیورسٹی کی سطح پر تحقیقات کو بھی یکجا کیا جا چکا ہے۔مشی گن یونیورسٹی کے ادارے Patric بھی ڈاکٹریٹ کے مقالوں کے بارے معلومات فراہم کرتی ہے۔

آج کل انٹرنیٹ پر ہر یونیورسٹی کے بارے معلومات ملتی ہیں وہاں ہونے والی ریسرچ کا بھی پتہ چلانا مشکل نہیں رہا۔

اکثر یونیورسٹیاں اپنے خبرنامے شائع کرتی ہیں وہاں سے بھی یہ معلومات مل جاتی ہیں۔انڈیا میں ایسوسی ایشن آف انڈین یونیورسٹیز تمام یونیورسٹیوں کی ڈاکٹریٹ کی ڈگریوں کی فہرست دیتی ہے۔

Marfat.com

1986ء میں مقتدرہ قومی زبان اسلام آباد نے اپنے اخبار اردو میں پاکستان کے سندی مقالوں کی ایک فہرست جاری کی۔

1987ء میں حیدر آباد کے کلیم الحق قریشی کے ہاتھ سے تمام ایم فل کے مقالوں کی پاکستانی اور ہندوستانی یونیورسٹیوں کے ڈگری یافتہ مقالوں کی فہرست شائع ہوئی ہے۔

ہر موضوع پر اپنے ملک کی یونیورسٹیوں کو خط لکھ کر معلومات حاصل کی جا سکتی ہیں۔ تاہم یہ ایک مشکل امر ہے اکثر یونیورسٹی کے صاحب اقتدار افراد خط کا جواب دینا گوارہ نہیں کرتے۔ یہی وجہ ہے کہ ہمارے ملک میں تحقیق ابھی ابتدائی ترقی کے مراحل طے کر رہی ہے۔ یہی مسئلہ غیر ملکی اسلامی یونیورسٹیوں کا ہے، اگر آپ داخلہ لینے کیلئے معلومات منگوائیں جواب مشکل سے آئے گا۔ یورپ کی یونیورسٹیوں کو خط لکھیں، جواب فوراً ملے گا۔ اب آپ خود اندازہ لگالیں کہ ہم کہاں کھڑے ہیں۔

2) موضوع کے انتخاب کیلئے رہنما اصول:

اگر ایک محقق مندرجہ ذیل اصولوں کو سامنے رکھے گا تو یقیناً ایک موضوع تک پہنچنے میں آسانی ہوجائے گی۔

1 محقق کو چاہئے کہ وہ دیکھے کہ اسے ایک مضمون کے کس شعبہ سے دلچسپی ہے۔ مثلاً اسلامیات میں قرآن، تفسیر، حدیث، فقہ، تاریخ، معاشیات، سیاسیات اور کئی فیلڈ ہوتے ہیں ان میں سے ایک کا انتخاب کر کے اس پر چیدہ چیدہ کتب کا مطالعہ کیا جائے۔

2 اس موضوع پر ہونے والی تحقیق کا پتہ چلائے کہ کسی قسم کے Topic پر ریسرچ ہو چکی ہے۔ اس طرح اسے اندازہ ہوگا کہ کس موضوع پر کام کی گنجائش موجود ہے۔

3 مختلف یونیورسٹیز کے اساتذہ سے ملے ان سے مشورہ کرے، ان کی دلچسپی کے موضوع پر بحث کرے، ان کی Expertise سے فائدہ اٹھائے یہاں تک کہ کسی نتیجہ پر پہنچ جائے۔

Marfat.com

4 مختلف سکالرز جو رجسٹرڈ ہو چکے ہیں وہ یونیورسٹیوں میں کام کرتے نظر آئیں گے ان سے مشورہ کرے، ان کے تجربات سے فائدہ اٹھائے اسی طرح اس کا بہت سا وقت بچ سکتا ہے اور موضوع تک پہنچنے میں آسانی ہوسکتی ہے۔

5 اسے اپنی پسند کے موضوع پر مواد کا سروے کرنا چاہئے۔ یہاں تک کہ کسی نتیجہ تک پہنچ جائے۔

3) موضوع کیسا ہونا چاہئے:

1 سکالر کی پسند کے مطابق ہو، اسے کوئی Topic مجبوری سے نہیں لینا چاہئے اس طرح وہ کسی Stage پر اپنی دلچسپی Loose کر سکتا ہے۔

2 اسے یہ دیکھنا چاہئے کہ کسی خاص موضوع پر اس میں کتنی صلاحیت ہے کیا وہ ایسا کر سکے گا یا نہیں اس لئے اس موضوع پر اس کی علمی استعداد کا ہونا ضروری ہے۔

3 جس Topic پر وہ کام کرنا چاہتا ہے اس پر متعلقہ مواد مختلف زبانوں میں ہوسکتا ہے لہٰذا زبانوں کی استعداد ضروری ہے۔ اسلامیات کا طالب علم کوئی ایسا Topic لے جس میں مواد عربی یا انگریزی میں ہے تو اسے مہارت ہونی چاہئے۔

4 ایسا موضوع ہو جس پر مواد موجود ہو، لائبریری میں کتب موجود ہوں خصوصاً طالبات کو یہ دیکھ لینا چاہئے کیونکہ ان کے لئے Movement بہت مشکل ہوتی ہے۔

5 موضوع ایسا ہو جس سے علم میں کچھ اضافہ ہو، اگر علم کی حدود میں توسیع نہیں ہوتی تو وہ ریسرچ بے معنی اور بیکار ہے۔ ڈاکٹر گیان چند لکھتے ہیں ''اگر اب تک کے موجود مواد ہی کو ترتیب دے کر لکھ مارا اور کوئی مزید معلومات فراہم نہ کیں تو کیا تحقیق ہوئی مثلاً کوئی اردو شعراء کے معرکوں پر کام کرے اور آب حیات میں دیئے ہوئے واقعات ہی کو مجتمع کر دے تو اس سے علم میں کوئی اضافہ نہ ہوگا۔''

6 گر آپ اسلامیات میں ایم فل یا پی ایچ ڈی کرنا چاہتے ہیں تو ایسا Topic ہو جو موجودہ دور کے مطابق اہمیت کا حامل ہو، تعمیر فکر اور تطہیر فکر کے پہلو کو ہر طور نظر انداز نہیں کرنا چاہئے۔ کسی اسلامی معاشی پہلو کی وضاحت کریں تو بہتر ہے ورنہ

Marfat.com

معاشرتی اور سیاسی مسائل اور جدید فقہی مسائل پر بھی عالمانہ اور محققانہ گفتگو کی جاسکتی ہے۔ جدید دُنیا کے مسائل کو حل کرنا ضروری ہے۔

اردو ادب کے حوالے سے جن میدانوں میں تحقیقات کی ضرورت ہو ان پر غور کر لینا چاہئے بیسویں اور اکیسویں صدی کے افسانہ نگاروں مثنوی نگاروں، شعراء اور ادباء کے کسی پہلو پر بحث ہوسکتی ہے۔

سیاسیات میں بدلتے نظاموں پر تقابلی مطالعہ ہونا چاہئے، موجودہ نظاموں کے نقائص اور بدلتے رجحانات کی نشاندہی کی جاسکتی ہے۔ نئے عالمی تناظر میں مختلف ملکوں کے معاہدات اور تعلقات پر بحث کی جاسکتی ہے ابلاغیات میں اخباری رسائل اور جرائد کے کردار کو اجاگر کیا جائے۔ ان کے پیچھے محرکات، اشتہارات، ٹی وی، ریڈیو کے فنانس پروگرامنگ اور مختلف فیلڈز میں ریسرچ کے موضوعات تلاش کئے جائیں۔ بین الاقوامی اور بین القومی موضوعات اچھے ہوتے ہیں۔ آج کل بین المذاہب مکالمہ اہم موضوع ہے۔

7 محقق کو یہ بھی دیکھ لینا چاہئے کہ اس کے پاس کتنا وقت ہے وہ اپنے کام کو وقت کے مطابق تقسیم کرے بعض موضوعات زیادہ وقت مانگتے ہیں اور بعض کم اس سلسلہ میں محقق کو خصوصی توجہ دینی چاہئے اور اپنی مصروفیات کو مدنظر رکھے۔

4) موضوع کیسا نہ ہو:

1 موضوع تحقیقی اور تنقیدی ہو۔

2 موضوع پر پہلے کام نہ ہو چکا ہو اور نہ ہی ہوتا رہا ہو۔

3 موضوع زیادہ وسیع نہ ہو، اس طرح گہرائی نہیں رہتی، ہم محقق کو Jack of all and masteor of none نہیں دیکھنا چاہتے۔

4 موضوع زیادہ محدود بھی نہ ہو جس پر مواد نہ مل سکے۔

5 ایسی شخصیات یا موضوعات کی تلاش نہ کی جائے جن پر بے خوفی سے نہ لکھا جا سکے آج کل ویسے بھی شخصیات کو Discourage کیا جاتا ہے۔

6 کسی زندہ شخصیت کو موضوع بحث نہ بنایا جائے، کیونکہ خیالات بدلتے رہتے ہیں نہ جانے کب وہ اپنی رائے سے رجوع کر لے۔ خاص حالات میں ہو بھی سکتا ہے۔

Marfat.com

7 ذاتی یا جذباتی لگاؤ والے موضوع بالکل نہ ہوں۔

8 روپیہ، صحت، وقت کا بھی خیال رکھا جائے۔

9 فحاشی، آوارگی اور جنسی زندگی والے Topic سے احتراز کیا جائے۔

10 ایسا موضوع نہ ہو جو غیر اہم ہو اور جس سے تعصب جھلکتا ہو۔

5) خاکہ کی تیاری:

موضوع کے انتخاب کے بعد خاکہ کی تیاری کا مرحلہ درپیش آتا ہے نیا سکالر اس سے بالکل نابلد ہوتا ہے وہ یا تو اساتذہ سے مشورہ کرے گا یا کوئی تیار شدہ خاکہ دیکھ کر ابواب بندی کرے گا۔

عموماً خاکہ بناتے ہوئے تین چیزوں پر دھیان دینا چاہیے۔

1 عنوان کی اہمیت اور اس کا تعارف

2 ابواب بندی

3 کتابیات

6) لٹریچر سروے:

موضوع کا تعارف کرانے کے لئے ضروری ہے کہ اس پر پہلے سے موجود مواد کا سرسری جائزہ لیا جائے اور اسے بیان کیا جائے۔ جہاں تک کام ہو چکا ہے اس سے آگے کام کا آغاز کرے اس سے موضوع کی وسعت کا اندازہ ہو جاتا ہے۔ اسے سروے آف لٹریچر کہتے ہیں۔

اس تعارف میں موضوع کی اہمیت، مقاصد اور ریسرچ کا طریقہ کار بیان کیا جائے عربی اسلامیات میں عام طور پر لائبریری ریسرچ کار آمد ہوتی ہے تاہم مخطوطات کا بھی جائزہ لے لیا جائے تو بہتر ہوتا ہے۔

Marfat.com

7) مفروضات:

سکالر کسی بھی تحقیق کرنے سے پہلے ایک سوال یا مفروضہ قائم کرتا ہے جس سے اس کی ریسرچ کی راہیں کھلتی ہیں۔ اوپن یونیورسٹی اسلام آباد میں مفروضے پر خصوصی توجہ دی جاتی ہے۔ اس سے طالب علم کو پتہ چل جاتا ہے کہ اس نے کرنا کیا ہے؟

محقق اپنے تجربے اور فہم و فراست کو استعمال کرتے ہوئے نہ صرف معلومات کے حصول پہ اپنی توجہ مرکوز کرتا ہے بلکہ وہ ایسے مفروضات قائم کرتا ہے جن کو بنیاد بنا کر اپنے کام میں سلسلہ واریت (Continuity) پیدا کرنے کی کوشش کرتا ہے تا کہ کسی واقعہ کے وقوع سے متعلقہ امور کی توجیہ پیش کر سکے۔

تاریخی تحقیق میں مختلف النوع مفروضات استعمال کئے جاتے ہیں۔

جوازی مفروضہ (Casual Hypothesis)

مثلاً کسی شخص کی لکھی ہوئی کتاب میں کچھ حقائق مشکوک ہیں۔ یا یہ کسی خاص تحریر میں کسی خاص واقعے کی توجیہ درست پیش نہیں کی گئی۔ یا یہ کہ کچھ باتیں چوری کی گئی ہیں۔ آج کل یہ بیماری عام ہے۔ اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور میں ایک ایسا Thsis زیر بحث رہا۔ حالانکہ اس کو Ph.D کی ڈگری دی جا چکی تھی۔ اس سے نگران کی نگرانی مشکوک ہو جاتی ہے۔

دریافتی مفروضہ (Investigative Hypothesis)

مثلاً کسی فرد کے کردار کے حوالے سے نفسیاتی، معاشرتی، معاشی، جغرافیائی وجوہ تلاش کرنا۔

پاکستان کے باسیوں میں مذہب سے محبت اور حب الوطنی زیادہ کیوں ہے کیا ان کے آباؤ اجداد کے خون کے اثرات کی وجہ سے ہے یا کیونکر؟

معاشرہ کے بعض افراد مستقل نقل مکانی کو کیوں اپنا شعار بنائے رکھتے ہیں یا مختلف قبائل اور گروہوں میں کیوں جنگیں اور لڑائیاں جاری رہتی ہیں۔ مختلف سیاسی حالات کا معاشی یا معاشرتی زندگی پر کیا اثر مرتب ہوتا ہے۔

Marfat.com

معیاری مفروضات:

مثلاً سکول کے بچوں کی کارکردگی حساب کے نسبت دوسرے مضامین میں بہتر ہوتی ہے
کسی کالج یا یونیورسٹی کے طلباء انگریزی زبان سے دور کیوں بھاگتے ہیں۔
بعض اقوام سستی اور کاہلی کا شکار کیوں ہیں۔
بعض اقوام ریسرچ کو اپنا معیار کیوں نہیں بناتیں۔
کسی بھی ریسرچ میں مثبت اور منفی دونوں پہلوؤں کو مفروضے کی بنیاد بنایا جاتا ہے۔

موضوع کی ابواب بندی:

An outline is simply an ordery plan in writing of division and arrangement of idea. It's principal function is to indicate the relationship of ideas to each other.

ابواب میں مختلف تصورات کی تقسیم، ترتیب اور باہم تعلق قائم کیا جاتا ہے انجینئر نقشہ بنا کر کام شروع کرتا ہے وہ باریک بینی سے مشاہدہ کرتا ہے مجسمہ ساز پہلے اپنے ذہن میں تصویر قائم کرتا ہے پھر مجسمہ بناتا ہے۔

گھر میں ترتیب سامان کا پہلے اپنے ذہن میں جائزہ لیا جاتا ہے۔

مقالہ کے لئے خاکہ تیار کرنا اشد ضروری ہے۔ اس سے مقالہ کی حیثیت متعین ہوجاتی ہے، خاکہ موضوع کی مناسبت سے تیار ہوتا ہے۔

طلباء کے لئے ضروری ہے کہ وہ یونیورسٹی میں جو مقالہ جات لکھے جا چکے ہیں ان کا مطالعہ کریں ان کے خاکوں کو پیش نظر رکھیں، اس سلسلہ میں معیاری مقالات کو پیش نظر رکھنا چاہئے۔ ضروری ہے کہ اپنے ٹاپک سے ملتے جلتے مقالات دیکھیں۔

مثلاً بنکوں کے نظام زکوٰۃ کے کردار پر آپ مقالہ لکھ رہے ہیں تو بنکوں سے متعلق اور زکوٰۃ سے متعلق جو مقالہ جات لکھے گئے ہوں ان کا جائزہ لیں۔

ابواب کے ذیلی ابواب (فصول) بھی تیار کی جاتی ہیں ان سے بہتر خاکہ بن جاتا ہے خاکہ مواد کی بے ترتیبی میں ترتیب لانے کا ذہنی تصور ہے۔

Marfat.com

بعض محققین کے نزدیک مواد جمع کرنے کے بعد خاکہ ترتیب دینا چاہیے۔

بعض کے نزدیک پہلے خاکہ بنائیں پھر ابواب کے متعلق مواد جمع کر کے ترتیب دیتے رہیں۔ خاکہ میں تبدیلی آتی رہتی ہے، یہ ایک مسلسل عمل کا نام ہے۔

خاکہ بناتے وقت انسان اپنے ذہن کی صلاحیتوں پر زور دے انہیں فعال بنائے۔ ہلکی سی دھندلی سی تصویر بنائے۔ پھر مواد اکٹھا کر کے مطالعہ کرے اور اسے ترتیب دے۔ خاکہ میں ردوبدل ہوتی رہتی ہے۔ کیونکہ بعض اوقات کسی ذیلی حصہ پر کام زیادہ ہوا ہوتا ہے بعض اوقات کم اور بعض اوقات ابواب آگے پیچھے بھی کرنے پڑتے ہیں، گھبرانا نہیں چاہیے۔

اس بات کی وضاحت ضروری ہے کہ بعض جامعات میں خاکہ جو ایک دفعہ مرتب ہو کر ڈگری کے حصول کے لئے منظور ہو چکا ہے اس میں زیادتی یا کمی کی اجازت نہیں دی جاتی۔ حالانکہ تحقیق کے دوران بے شمار نئی چیزیں سامنے آتی ہیں جو تحقیق کا جزو بن سکتی ہیں اس طرح کی پابندی درست نہیں اسے فوراً ختم کیا جائے۔

خاکہ بناتے وقت اگر زمانی ترتیب کا خیال نہ رکھا جائے تو خاکہ غلط ہوگا اس کا تاثر اچھا نہ ہوگا۔

مثلاً علم الناسخ والمنسوخ کا تاریخی ارتقاء بیان کرنا ہے تو شروع سے آج تک زمانی ترتیب کا بخوبی خیال رکھنا پڑے گا۔

بعض محقق کہتے ہیں کہ:

مقالہ میں معلوم سے نامعلوم کی طرف چلیں، سادہ سے مشکل کی طرف، سوال پیش کر کے جواب دہی کا تقابلی اندازہ اختیار کریں اپنے اپنے وقت پر اور مناسبت سے یہ سب آراء قابل عمل ہیں۔

اس بحث کو ایک مثال کے ذریعے واضح کر دیں تو اچھا ہوگا۔

موضوع: اتحاد ملت اسلامیہ، اسلامی تعلیمات اور عصر حاضر کی روشنی میں۔

Marfat.com

9) خاکہ:

1 مقدمہ یا تعارف

2 ابواب بندی

باب اول: قرآن مجید میں اتحاد ملت اسلامیہ کے بارے آیات واحادیث۔

باب دوم: اتحاد ملت اسلامیہ کا تاریخی تصور واہمیت۔

باب سوم: علماء واکابر کی اتحاد ملت کے لئے کاوشیں۔

باب چہارم: اتحاد اسلام کی کاوشوں کا تنقیدی جائزہ۔

باب پنجم: عصر حاضر اور بین الاقوام (بین اسلام ازم)

خلاصہ بحث

10) فہرست مراجع ومصادر، کتابیات:

خاکہ کا تیسرا حصہ فہرست مراجع یا کتابیات کی تیاری ہے، جب تک مقالہ کے خاکہ کے ساتھ کتابیات کی فہرست جمع نہ کرائی جائے گی اس وقت تک پاکستانی یونیورسٹیوں میں مقالہ منظور نہیں ہونا چاہئے وہ مقالہ ایم اے کا ہو، ایم فل کا یا پی ایچ ڈی کا لیکن یہ مرحلہ نہایت ہی دشوار اور محنت طلب ہے۔ طالب علم اس مسئلہ پر کافی پریشانی کا شکار ہوجاتا ہے۔ وہ سمجھ نہیں پاتا کہ اسے اپنے موضوع کے لئے کہاں سے مواد دستیاب ہوگا۔ دوسری بات یہ کہ نئے محقق کو اس بات کا اندازہ نہیں ہوتا کہ وہ جس کتاب سے مواد لے گا وہ اصل Original ماخذ ہے یا ثانوی۔

ماخذ ومصادر کی تیاری کے لئے ایک خاص طریقہ کار اور ہدایت نامہ پر عمل کرلیا جائے تو آسانی ہوجاتی ہے۔ یہ فہرست تیار کرنا اس لئے بھی ضروری ہے کہ طالب علم کو اپنی حدود کا اندازہ ہوجاتا ہے اس کو معلوم ہوتا ہے کہ وہ جس موضوع پر کام کررہا ہے اس میں کتنا مواد اسے دستیاب ہے۔ اس طرح وہ ٹھوس بنیادوں پر اپنا کام کرسکتا ہے۔ طالب علم کو فہرست تیار کرنے کے لئے دائرہ معارف اسلامیہ یا انسائیکلو پیڈیا آف اسلام کا مطالعہ ضرور کرنا چاہئے اس سے ابتدائی طور پر فہرست مرتب کرنا آسان ہوجاتا ہے کیونکہ متعلقہ موضوع کے ساتھ اسے مراجع کی ایک فہرست مل جائے گی انہیں وہ مطالعہ کا موضوع بنا سکتا ہے۔

Marfat.com

موضوع سے متعلق جو جدید کتاب ملے اسے بھی ضرور پڑھیں، کیونکہ اس کے آخر میں بھی کتب کی فہرست موجود ہوتی ہے۔

طالب علم کو چاہئے کہ ایسے پروفیسرز، سکالرز اور محققین سے رابطہ کرے جو اس موضوع سے متعلق کچھ جانتے ہوں، وہ کسی نہ کسی کتاب کی طرف رہنمائی کر سکتے ہیں۔

محققین کو چاہئے کہ وہ لائبریری میں موضوعی کیٹلاگ سے رجوع کریں وہ موضوع سے متعلق کتب کا جائزہ وہاں سے لے سکتے ہیں۔ لائبریری کے عملہ سے بھی تعاون حاصل کیا جاسکتا ہے۔

آج کل تمام یونیورسٹیاں ریسرچ پر زور دے رہی ہیں وہ اکثر موضوعات پر بھی کام کروا چکی ہیں اس سلسلہ میں متعلقہ موضوع یا موضوع سے متعلق مقالہ جات کی چھان بین کی جائے وہاں سے کتابیات کی تیاری میں مدد ملے گی۔

اپنے موضوع سے متعلق ریسرچ جرنلز میں علمی و تحقیقی مضامین کا اگر مطالعہ ہو جائے تو یہ مسئلہ بالکل حل ہو جاتا ہے کیونکہ وہ مضامین قریباً موضوع سے متعلق موجود مواد کی نشاندہی کر دیتے ہیں۔ بشرطیکہ محنت سے تیار کئے گئے ہوں۔

اس طرح مراجع کی ایک اچھی خاصی فہرست تیار ہو جائے گی۔

مراجع عام طور پر آپ کے کسی باب سے متعلق بھی ہوتے ہیں اور خاص طور پر مجموعی طور پر مقالے سے متعلق بھی ہوتے ہیں۔

نیز مقالہ کی تیاری کے دوران بھی آپ کو کچھ کتب کی نشاندہی ہو سکتی ہے۔

اس سلسلہ میں ایک کارڈ سسٹم پر زور دیا جاتا ہے جس پر کتاب سے متعلق مکمل معلومات لکھ لی جاتی ہیں مثلاً کتاب کا نام، مؤلف کا نام۔ اشاعت کی جگہ۔ سال، آپ کے مقالہ کے کامیاب ہونے کا دارومدار کتابیات پر ہے۔ اگر فہرست مراجع میں مذکورہ کتب اہمیت کی حامل ہیں تو قدرے اطمینان ہو جاتا ہے۔ اکثر ممتحنین مراجع و مصادر سے اندازہ لگا لیتے ہیں کہ کام کس نوعیت کا ہوا ہے۔

Marfat.com

11) اصلی اور ثانوی ماخذ کی پہچان:

مراجع اصلیہ میں مخطوطات، وثیقہ جات، قائدین اور اہم شخصیات کے نوٹس۔ اہم بیانات، ڈائریاں ذاتی مشاہدے اور ایسی کتابیں جن کے مؤلفین کسی واقعہ کے ذاتی گواہ یا قریبی زمانہ سے تعلق رکھتے ہو۔

مؤلفین کے ذاتی رجحانات، سیاسی اور اقتصادی افکار، دینی اور مذہبی میلانات کو جاننا بھی ضروری ہوتا ہے اس سے ملنے والے کے ذاتی خیالات پر طبع آزمائی آسان ہوجاتی ہے تاریخی مآخذ میں ابتدائی کتابیں Original قرار پاتی ہیں اس طرح فقہی مآخذ میں ابتدائی آئمہ کی کتابیں اصل source ہوں گی علی ہذا القیاس، حدیث کیلئے صحاح ستہ، ثانوی کام میں دائرہ معارف اسلامیہ کے مقالات اور دیگر کتابیں جو گائیڈ کی طرح کی ہوں جس میں محققین نکتہ نظر کم اور نقالی زیادہ کرتے ہیں۔

اب آپ دس کتب کی فہرست بنا کر کتابیات کی تیاری کے متعلق عملی طور پر اپنی محنت کو آزما سکتے ہیں۔

تحقیق و تدوین میں کتابیات کو خاص اہمیت حاصل ہے کتابیات سے کسی بھی محقق کے کام کی نوعیت اہمیت اور افادیت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔نقالی سے پرہیز لازم ہے۔

کتابیات میں وہ کتابیں شامل ہوتی ہیں جن سے براہ راست استفادہ کیا گیا ہو ان کتابوں سے استفادہ نہیں کیا گیا انہیں شامل نہیں کرنا چاہئے۔

کتابیات میں مخطوطے، مطبوعہ کتابیں، مقالات، اخبارات، رسائل، میگزین شامل ہوتے ہیں ان کتب کو کتابیات، فہرست مآخذ، مراجع و مصادر کے نام سے عنوان دیا جاتا ہے۔

کتابیات کی ترتیب مصنف کے مشہور نام (Sur-Name) کے حروف تہجی کے اعتبار سے تیار کی جاتی ہے۔کتابیات میں کسی بھی کتاب کی مکمل تفصیل فراہم کی جاتی ہے مصنف کا نام، کتاب کا نام، ناشر، مقام اشاعت، سال اشاعت، یہاں کتاب کا صفحہ نمبر درج نہیں کیا جاتا۔اسلامیات کے طالب علم سال اشاعت عیسوی اور ہجری دونوں میں لکھیں تو بہتر ہے۔

Marfat.com

بعض اوقات کتابوں میں کئی سن ایڈیشن کی شکل میں ملتے ہیں۔آپ سن اشاعت کو ترجیح دیں مخطوطے کا سال کتابت درج کیا جاتا ہے جو بعض اوقات شروع صفحہ اور اکثر آخر میں ہوتا ہے۔اگر ایک مصنف کی زیادہ کتابوں کا اندراج کرنا ہے تو انہیں ترتیب سے سن وار درج کیا جائے۔

12) کتابیات ایک فن:

موجودہ دور میں کتابیات کا فن مستقل حیثیت اختیار کرتا جارہا ہے چنانچہ مختلف موضوعات پر مختلف انداز سے کتابیات کی فہرست مرتب ہو چکی ہے۔

کتابیات سے مراد عام طور پر فن یا موضوع پر ایک جگہ کتابوں کو اکٹھا کرنا ہے آج کل کئی عملی صورتیں سامنے آئی ہیں مثلاً کسی شخصیت پر لکھی جانے والی تمام کتابوں کی فہرست اس میں مصنف کی کتابیں، تراجم اس کی شخصیت پر لکھی جانے والی دیگر کتب جو مصنف کے علمی کام کو نمایاں کرتی ہیں۔مصنف کے لکھے ہوئے مقالات، اخباری مضامین، انٹرویوز وغیرہ...... قائداعظم، علامہ اقبال، ابوالحسن ندوی، مولانا مودودی وغیرہ پر کافی کام ہوا ہے۔

آج کل کتب خانے اپنی شائع شدہ کتب کی فہرست کی ایک کیٹلاگ شائع کرتے ہیں اس سے معلوم ہوتا ہے کہ کون سی کتب کس کتب خانہ میں موجود ہیں۔لائبریریز اپنی موجودہ کتب کی ایک فہرست شائع کرتی ہیں بعض یونیورسٹیاں اپنے ہاں لکھے ہوئے مقالات کی فہرست شائع کرتی ہیں اور آج کل تو یہ رواج عام ہو گیا ہے۔بہاء الدین زکریا یونیورسٹی ملتان نے تحقیقات زکریا کے نام سے کتاب شائع کی ہے کراچی یونیورسٹی نے دراسات اسلامیہ کے نام سے چھ کتب خانوں کی مشترک کتابیات شائع کی ہیں۔اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور کے شعبہ اسلامیات نے اپنے ہاں لکھے جانے والے مقالات کی فہرست مع نگران شائع کی ہے۔انٹرنیشنل یونیورسٹی کا اخبار تحقیق دنیا میں اسلامی علوم پر لکھے جانے والے مقالات کی فہرست شائع کرتا رہتا ہے۔اس طرح کسی موضوع پر کتابیات کی فہرست یا متعلقہ موضوع پر مواد کے لئے کتب کا ملنا مشکل امر نہیں رہا۔اسی امر کی پرانی کتب میں کشف الظنون بہتر کتاب ہے۔

Marfat.com

علامہ طباخ نے تاریخ افکار علوم اسلامیہ لکھ کر موجودہ دور میں کافی مسئلہ حل کر دیا ہے۔ ایسی کتابوں کا محقق کو بہت فائدہ پہنچتا ہے وہ مواد کی حصولیابی کے لئے اپنا کافی وقت بچا لیتا ہے۔ کتابیات کے حوالہ سے مقتدرہ قومی زبان نے بھی اہم کردار ادا کیا ہے۔

یہ خبر خوش کن ہے کہ قانون، قواعد، لغات، تعلیم، عربی اصطلاحات تراجم اور بچوں کے ادب پر بے شمار کتب شائع ہوتی ہیں۔

یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ کتابیات کی تدوین ایک مشکل ترین عمل ہے مختلف زبانوں کی وجہ سے کسی خاص حروف تہجی کی ترتیب ممکن نہیں علاوہ ازیں ابھی تک کوئی ایسا پیمانہ مقرر نہیں کیا گیا جس سے اس مسئلہ کا حل سامنے آیا ہو۔ ان مشکلات کے باوجود کتابیات کے حوالے سے عالمی سطح پر جو تجربات اور پیش رفت ہو رہی ہے اس سے انسانی مسائل کا حل نکل آئے گا۔

آج کے دور میں عالمی کتابیات کی طرف بھی توجہ دی جا رہی ہے۔ یہ کام قدرے مشکل اور دشوار ہے تاہم یہ خواب ضرور پورا ہوگا۔

internet کی دریافت نے تو سارا مسئلہ حل کر دیا ہے تمام لائبریریز کی جملہ کتب، آرٹیکلز، اخبارات وغیرہ دستیاب ہیں۔

کتابیات کی تفصیل کے لئے عبدالستار دھلوی کی کتاب ادبی اور لسانی تحقیق اور عبدالرزاق قریشی کی مبادیات تحقیق کا مطالعہ مفید ہوگا۔

Marfat.com

باب پنجم......حوالہ جاتی کتب

1 احمد شلبی: کیف تکتب بحثا اور سالۃ، دار الفکر بیروت

2 A.J Roth, The research paper, californiya, printing press, Aug, 1987

3 کلب عابد، مولانا، عمادالتحقیق

4 Linda Roy and Porter(ed) The Writers Mannual

5 ڈاکٹر گیان چند، اردو میں اصول تحقیق، مقتدرہ قومی زبان، اسلام آباد

6 ڈاکٹر سلیم آغا: اردو و اسلامی طریقہ ہائے تحقیق، ادارہ اسلامیات لاہور

7 یونس اگاسکر، تحقیق کے مدارج، ورڈ ویژن پبلشرز، اسلام آباد

8 ڈاکٹر عندلیب شادانی، تحقیق اور اس کا طریقہ کار مشمولہ ادبی و لسانی تحقیق، اسلام آباد

9 ڈاکٹر احسان اللہ، تعلیمی تحقیق اور اس کے اصول، نگارشات، لاہور، 1991

10 ڈاکٹر تبسم کاشمیری، ادبی تحقیق کے اصول، مقتدرہ قومی زبان، اسلام آباد

11 ڈاکٹر محمد اسحاق قریشی، اسلام میں تحقیق کا تصور، ماہنامہ ضیاء حرم، اگست 1992

Marfat.com

باب ششم:

تحقیقی مقالہ کیسے لکھا جائے

1- مقالہ کیا ہوتا ہے۔

2- معیاری مقالے کے عناصر

3- مقالہ کی ہیئت اور اجزاء

(i) سرورق
(ii) اظہار تشکر
(iii) فہرست اشارات اور ابواب بندی
(iv) موضوع کا تعارف
(v) ابواب کی بحث
(vi) خلاصہ بحث/نتائج/سفارشات
(vii) تلخیص

4- کتابیات

5- حوالہ جاتی کتب

Marfat.com

Marfat.com

باب ششم:

تحقیقی مقالہ کیسے لکھا جائے

How To Write a Thesis

1) مقالہ کیا ہوتا ہے؟

سب سے قبل محقق کو یہ معلوم ہونا چاہئے کہ مقالہ ہوتا کیا ہے؟ ریسرچ سکالرز کے ہاں مقالہ کی تعریف میں کافی تنوع پایا جاتا ہے۔

احمد شلبی مقالہ کی تعریف یوں کرتے ہیں:

تقرير واف يقدم باحث عن عمل تعهده واتمه على ان
يشمل التقرير كل مراحل الدراسة منذ كانت فكرة حتى
صارت نتائج مدونة، مرتبة، مويدة بالحجج والاسانيد

تحقیقی مقالہ اس مکمل رپورٹ کو کہتے ہیں جو کوئی محقق اپنے تحقیقی کام کی کامیاب تکمیل کے بعد پیش کرتا ہے، یہ رپورٹ مطالعہ کے تمام مراحل کا احاطہ کرتی ہے یعنی موضوع کے متعلق ابتدائی سوچ سے لے کر تحقیق کے نتیجے میں حاصل ہونے والے نتائج تک کو دلائل و براہین کی روشنی میں مرتب و مدون کر کے پیش کیا جاتا ہے۔

اے۔جے۔راتھ (A.J. Roth) کے نزدیک کسی موضوع پر محقق کی دریافتوں کا مجموعہ مقالہ کہلاتا ہے۔

Marfat.com

مولانا کلب عابد نے تحقیق مقالہ کی تعریف ان الفاظ میں کی ہے:

''زیر بحث مسئلہ کے متعلق ریسرچ سکالر کی سعی وکوشش کے وہ مدونہ نتائج جن کو تمام ضروری مالہ و ماعلیہ اسناد اور دلیلوں کے ساتھ پیش کیا گیا ہو۔''

تحقیقی مقالہ وہ تحریر ہے جس میں زیر تحقیق موضوع کے متعلق جملہ مواد کو پیش کیا جاتا ہے، پرکھا جاتا ہے اور اس کے بعد مناسب نتائج اخذ کئے جاتے ہیں۔

جب محقق اپنا مطالعہ مکمل کر لیتا ہے نوٹس اکٹھے کر لیتا ہے، تمام موجودہ مواد پر نظر ڈال لیتا ہے تو اس کے اندر خود بخود ایک خواہش موجزن ہوتی ہے۔ ایک تڑپ اُٹھتی ہے کہ وہ کچھ لکھے۔ اس طرح مقالہ لکھنے کا آغاز ہوتا ہے۔ اس طرح ہم کہہ سکتے ہیں کہ مطالعے کا اظہار مقالہ میں کیا جاتا ہے، وہ اپنے مطالعہ کا نچوڑ پیش کرنا چاہتا ہے۔ اس طرح وہ ترتیب سے اپنے خیالات اور اکٹھی کی ہوئی معلومات بیان کرتا ہے۔ محقق کو اس موقع پر چاہئے کہ وہ اپنے خیالات میں نظم رکھے۔ اس کی تحریر میں ربط ہونا چاہئے درمیان میں اگر link ٹوٹ جائے تو یہ تحریر کی سب سے بڑی خامی ہوتی ہے۔ تحریر کو بہر طور سنجیدہ، عام فہم اور پر کشش رکھنا چاہئے۔ محقق اپنے نتائج، سفارشات اور تجاویز سے ضرور آگاہ کرے۔

مقالہ نگاری کے اصولوں میں پہلی بات تو یہ ہے کہ محقق جو بات کرنا چاہتا ہے وہ ریسرچ سے متعلق ہو۔ ادھر ادھر کا مواد نہ ہو، بعض لوگوں کی عادت ہوتی ہے کہ وہ مقالہ کا حجم بڑھانے میں لگے رہتے ہیں۔ رطب و یابس اکٹھا کر دیتے ہیں یہ بات ریسرچ اور مقالہ نگاری کے خلاف ہے۔

مقالہ نگار خاکہ کی ترتیب کو پہلے ہی مکمل کر چکا ہوتا ہے۔ اس خاکہ میں مواد کو تحریر کرنا ہوتا ہے۔ دوسرے لفظوں میں موتیوں کو پرونا ہوتا ہے۔ اپنے دلائل کو ایک مضبوط انداز میں پیش کرنا ہوتا ہے۔ تسبیح کے دانوں میں دھاگہ ڈالنا ہوتا ہے۔

مقالہ لکھنے والا یہ بات ذہن میں رکھے کہ وہ جو کچھ لکھ رہا ہے اسے کسی نے پڑھنا ہے اس کے مطابق تحریر کا انداز ہونا چاہئے۔ یقیناً یہ مقالہ علمی طور پر مضبوط افراد نے پڑھنا ہوتا ہے لہٰذا ضروری ہے کہ معلومات First hand ہوں اور درست ہوں۔ حوالے بھی

Marfat.com

درست ہوں۔قاری کسی چیز کا مطالعہ باریک بینی سے کرتا ہے۔محقق کوشش کرے کہ اپنی تحریر سے شبہات نہ پیدا ہونے دے بلکہ صاف اور واضح خیالات پیش کرے۔ ہر بات کی دلیل پیش کرے۔شواہد سے بات کرے وہ اپنے موضوع کی صحیح وضاحت کرے۔ابہام نہ رہنے دے۔اپنی رائے کا استعمال بھی کرے۔تاہم اس رائے کی کوئی بنیاد ضرور ہو۔مناظرانہ طرز استدلال درست تصور نہیں کیا جاتا۔تعصب نزدیک نہ آنے دے۔

2) معیاری مقالے کے عناصر

1۔وسعت مطالعہ:

معیاری مقالہ لکھتے ہوئے مطالعہ وسیع ہو،کوئی قوم اس وقت ترقی کی منازل طے نہیں کرسکتی ہے جب تک وہ علم کی گہرائی تک نہ جائے۔ برصغیر پاک وہند اور دنیا کے دیگر خطوں پر یورپین حضرات نے جو تصرف کیا وہ محض علم اور تحقیق کی بدولت تھا۔آج امریکہ اپنی مکمل طاقت کے ساتھ کیوں میدان میں ہے اس لئے کہ اس نے علم اور تحقیق کی آخری حدوں کو چھو لیا ہے۔

2۔مواد کی چھان بین:

تحقیق اس وقت تک مکمل نہیں ہوتی جب تک کسی عنوان پر موجود مواد کی مکمل چھان بین نہ کرلی جائے،ایک مقالہ نگار اگر کسی چیز کو Touch نہیں کرتا تو دوران امتحان اسے مشکل پیش آسکتی ہے۔محقق کو دوسرے محققین اور مؤلفین کی آراء کو نقل کرنے کی غلطی نہیں کرنی چاہئے۔اس طرح سرقہ کا الزام لگ سکتا ہے۔علوم اسلامیہ کے طلباء عربی کتب سے معلومات حاصل کرتے ہیں،اکثر ان کی عربی کمزور ہوتی ہے اس لئے انہیں احتیاط کی ضرورت ہوتی ہے کسی مفکر کی طرف غلط بات یوں ہی منسوب نہیں کردینی چاہئے۔

3۔ناقدانہ انداز:

محقق کا انداز ناقدانہ رہے۔یہ ضروری نہیں کہ کوئی بات کسی کتاب میں لکھی ہے تو وہ درست ہے۔اکثر باتوں کے پیچھے تعصب،تنگ نظری چھپی ہوتی ہے،ایسی باتوں کو مسلمہ حقیقت کے طور پر تسلیم کرلینا درست نہیں۔

Marfat.com

4۔ جدت وندرت:

محقق کا مقالہ جدت وندرت کا نمونہ ہونا چاہیے۔ گھسی پٹی معلومات مقالے کی اہمیت کم کر دیتی ہیں۔ ہمیشہ مقالہ میں کچھ نہ کچھ نیا کام ضرور ہو سائنسی تحقیق میں تو ایسا ضروری ہوتا ہے کوئی نیا فارمولا یا ایجاد سامنے آتی ہے۔ ایک ممتحن کو یہ بات پوچھنی چاہیے کہ مقالے میں نئی بات کیا ہے۔

5۔ نئی چیز:

احمد شلبی لکھتا ہے:

محقق شہد کی مکھی کی طرح ہوتا ہے وہ ان پھولوں سے رس چوستی ہے جسے وہ شہد میں تبدیل کر سکے۔ محقق جو کچھ پڑھے اسے نئی چیز میں بدلنے کی صلاحیت رکھے اگر ایسا ہے تو تحقیق کے میدان میں قدم رکھے ورنہ محقق بننے کی کوشش نہ کرے۔ دوسرے کا مواد چوری نہ کرے Plagiarism سے اجتناب کرے۔

3) مقالہ کی ہیئت اور اجزاء:

مقالہ کے مندرجہ ذیل اجزاء ہوتے ہیں۔

(i) سرورق:

مقالے کی ابتداء سرورق سے ہوتی ہے۔ سب سے پہلے اوپر عنوان تحریر کیا جاتا ہے۔ عنوان کے نیچے دائیں ہاتھ پر محقق کا نام اور رولنمبر اور بائیں طرف نگران کا نام اور اس کا عہدہ اور ادارہ تحریر کیا جاتا ہے۔ نیچے سیدھی لائن میں وہ یونیورسٹی جس میں مقالہ پیش کیا گیا ہے اس کا ذکر کیا جاتا ہے۔ یہ ایک Standard طریقہ ہے۔ کمی بیشی بھی ممکن ہے۔

اندر والے صفحے پر اسی طرح سرورق تحریر کیا جاتا ہے اور نیچے یہ تحریر لکھی جاتی ہے کہ اس مقالہ کو بورڈ آف سٹڈیز کی فلاں دن کی کارروائی میں لکھنے کی اجازت دی گئی۔

Marfat.com

مثال:

مشکلات القرآن

نگران	مقالہ نگار
ڈاکٹر محمد اکرم رانا	منزہ حیات
شعبہ اسلامیات	ایم فل اسلامیات

بہاء الدین زکریا یونیورسٹی ملتان

(اس مقالہ کی منظوری شعبہ ہذا کی بورڈ آف سٹڈیز منعقدہ 14 اپریل 2000ء میں دی گئی)

سرٹیفکیٹ:

اگلے صفحہ پر بسم اللہ الرحمن الرحیم لکھ کر اس امر کا سرٹیفکیٹ درج کیا جاتا ہے کہ یہ مقالہ اس سے قبل کسی یونیورسٹی میں پیش نہیں کیا گیا۔

انتساب:

پھر اس مقالہ کا انتساب اللہ اور رسولؐ یا کسی شخصیت کے نام منسوب کیا جاتا ہے۔

(ii) اظہار تشکر:

اس صفحہ پر محقق اظہار تشکر کرتا ہے۔ سب سے پہلے اسے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا چاہئے کہ اس نے محقق کو اس قابل بنایا کہ وہ مقالہ تحریر کر سکا اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنے کے بعد اسے اپنے نگران کے حق میں چند توصیفی کلمات لکھنے چاہئیں۔ پھر تمام اساتذہ جو اس ادارے میں کام کرتے ہیں کیونکہ محقق یقیناً وقتاً فوقتاً ان سے مدد لیتا رہتا ہے۔

بعد ازاں اپنے والدین کا شکریہ ادا کرے کیونکہ انہوں نے اسے ایسا کرنے کا موقع فراہم کیا، پھر اپنے دوستوں اور خیر خواہوں کا ذکر کرے۔ شادی شدہ ہو تو زوج کا شکریہ ادا کرے۔

تمام لائبریریز کے سٹاف کا اور جس کسی نے مقالہ ٹائپ یا کمپوز کیا ہو ان کا شکریہ ادا کرے۔

Marfat.com

(iii) فہرست اشارات اور ابواب بندی:

محقق اپنے مقالہ میں چند نشانات، اشارات، محفف الفاظ یا علامات استعمال کرتا ہے، انہیں لکھ دینا چاہئے تاکہ قاری کو مقالہ پڑھنے میں آسانی رہے اس کے بعد ابواب کی فہرست مع صفحہ نمبر درج کرے۔ اس سے قاری کو یہ فائدہ ہوتا ہے کہ وہ مقالہ کے جس صفحہ کو پڑھنا چاہتا ہے اسے آسانی سے پلٹ سکتا ہے۔

(iv) تعارف یا مقدمہ:

کسی بھی مقالے کا یہ اہم ترین حصہ ہے اس میں محقق کو اپنی ریسرچ کی کہانی سنانی ہوتی ہے، شروع سے لے کر آخر تک اسے جن جن مرحلوں سے گزرنا پڑا اس کا بیان ہوتا ہے، یہ کہانی موضوع کے انتخاب سے لے کر مقالہ کی ٹائپنگ تک چلتی ہے اور یہی دلچسپ ہوتی ہے۔

اس میں موضوع کی اہمیت، ریسرچ کا طریقہ اور مشکلات کا ذکر کیا جاتا ہے۔ موضوع کی اہمیت کی وضاحت ضروری ہوتی ہے تاکہ کسی بھی کام کا مقام متعین کیا جا سکے۔ قاری یا ممتحن اس مقدمہ کی بنیاد پر محقق کی اہلیت کا پتہ چلا لیتا ہے عنوان کی وضاحت اس لئے کی جاتی ہے کہ قاری کے ذہن میں شبہ باقی نہ رہے۔

Abstract

اگر مقالہ اردو میں ہو تو اس کا Abstract انگریزی میں ہونا چاہئے۔ ریسرچ کرنے کا طریقہ اور ریسرچ کے مقاصد کی وضاحت بھی اس مقدمہ کا حصہ ہے آخر میں محقق اپنی تحقیق کو پیش کرنے کا ذکر کرتا ہے اور کہتا ہے کہ میں نے اپنی Utmost کوشش کی ہے۔ جہاں کوئی کمی رہ گئی ہو اس پر معذرت خواہانہ رویہ اختیار کرتا ہے۔ یہ ایک Formality ہے۔

(v) ابواب کی بحث (Discussion)

یہ حصہ مقالہ کی Body کہلاتی ہے اوپر جو حصہ تھا وہ سر آنکھیں اور بازو تھے۔ باڈی میں مقالہ کی خاطر حاصل کردہ معلومات کو پیش کیا جاتا ہے۔

Marfat.com

مقالہ کا یہ حصہ مختلف ابواب میں منقسم ہوتا ہے۔جن ابواب کے درمیان ایک ربط رہنا چاہئے۔ایک بات جس بات پر ختم ہو اسی بات کو لے کر آگے چلایا جائے۔ ابواب کی ترتیب کا تعین موضوع کے مطابق ہوتا ہے ابواب کی ترتیب یوں کی جاتی ہے کہ دلائل میں بھی ایک منطقی ربط ہوتا ہے ابواب کی صحیح ترتیب پر ہی مقالے کی جامعیت اور کاملیت کا انحصار ہوتا ہے۔

دوران مطالعہ جن معلومات کو اکٹھا کیا گیا ہوتا ہے انہیں تحریر کرنے کی باری مقالے کے اس حصے میں آتی ہے۔مقالے کی ترتیب اور ربط کا اندازہ لگانا ہے تو میری کتاب محمد رسول اللہؐ پڑھیں۔بعض ابواب ذیلی عنوانات یا فصول پر مشتمل ہوتے ہیں۔ان میں بھی محقق ایک ربط قائم کرتا ہے۔

اس باب میں دراصل مواد کو ترتیب دیا جاتا ہے جس طرح نوٹس لیتے وقت باقاعدگی اور احتیاط سے کام لیا گیا تھا اسی طرح انہیں ترتیب دیتے ہوئے بھی اس بات کو ملحوظ رکھا جائے۔

مقالہ کی اہم ترین خصوصیت اس کا ایجاز ہے، اس سے وقت ضائع ہونے سے بچ جاتا ہے۔بے مقصد بات لکھنے کا فائدہ ہی نہیں، ویسے بھی ایجاز سے جملے معنی خیز ہوجاتے ہیں۔

مقالہ نگار کو مقالہ پیش کرتے وقت کم سے کم الفاظ میں زیادہ سے زیادہ موضوع کا حق ادا کرنا چاہئے۔ جملے پر مغز ہوں، آسان اور سادہ ہوں، تاہم مربوط ہوں۔تکرار سے پرہیز کرنا چاہئے،طنز و تشنیع سے اجتناب کرنا چاہئے۔جو لفظ لکھیں سوچ سمجھ کر لکھیں۔

(vi) خلاصہ بحث/نتائج/سفارشات:

بعض مقالات کے آخر میں خلاصہ تحریر کیا جاتا ہے،بعض مقالات نتائج کے حامل ہوتے ہیں اور بعض میں نتائج اور سفارشات درج کی جاتی ہیں۔ یہ باتیں موضوع پر انحصار کرتی ہیں۔

Marfat.com

(vii) تلخیص:

بعض سندی مقالوں کی تلخیص بھی جمع کرائی جاتی ہے۔ ایسا پاکستانی یونیورسٹیوں میں اکثر ہوتا ہے۔ اس حصہ میں موضوع سے متعلق کچھ تحریر ہوتا ہے عام طور پر انگریزی یا عربی زبان میں اگر Thesis ہوں تو ان کا مقدمہ اردو میں لکھ دیا جاتا ہے یا جو Thesis اردو میں ہوں ان کی تلخیص انگریزی میں لکھی جاتی ہے تاکہ بیرونی ممتحن کے پاس بھیجی جا سکے۔

تلخیص کے لئے ضروری ہے کہ وہ:

1 بہترین اختصار ہو۔

2 دوسروں کے خیالات تنقید کے بغیر درج نہ ہوں۔

3 محض اقتباسات یعنی Patching work نہ ہو۔

4 بغیر حوالہ کوئی بات نہ ہو۔

5 تلخیص میں کوئی اہم بات نہ رہ جائے۔

(Viii) اشاریہ: Index

ہر مقام کا اشاریہ تیار کیا جائے۔ اشاریہ میں قرآنی آیات کو ترتیب سے لکھا جائے، احادیث کی فہرست صفحہ کے مطابق تحریر ہو، تیسرے نمبر پر شخصیات کی فہرست اور چوتھے نمبر پر اماکن تحریر کی جائیں۔ یہ ضروری حصہ ہے۔

4) کتابیات:

تحقیق کے عمل میں جو کتب، رسائل، مضامین یا مواد کے حصول کے لئے جو دستاویزی معلومات سے فائدہ اٹھایا گیا انہیں کتابیات کی صورت میں اس کے آخری حصہ میں پیش کیا جاتا ہے بعض اوقات کتابیات کی جگہ حوالہ جات کا لفظ استعمال ہوتا ہے اور بعض جگہ فہرست مصادر و مراجع کی اصطلاح استعمال کی جاتی ہے۔ وہاں عام طور پر وہ سارے حوالے شامل کر دیئے جاتے ہیں جس سے تحقیقی مقالہ کی تحریر میں فائدہ اٹھایا گیا جن میں اس موضوع پر مواد موجود ہے اور پڑھنے والا اگر چاہے تو مزید تحقیق کے لئے ان سے فائدہ اٹھا سکے۔

Marfat.com

ایک حوالہ لکھتے ہوئے عام طور پر مندرجہ ذیل کوائف اس ترتیب سے لکھے جاتے ہیں:

1 مصنف کا نام

2 کتاب کا نام

3 کتاب کے چھپنے کی جگہ

4 شائع کرنے والی کمپنی

5 سال اشاعت

6 جلد نمبر اور صفحہ نمبر

مثلاً ندوی، ابوالحسن، اسلامی فقہ کی تاریخ، ادارہ تعلیمات اسلامیہ، لاہور 1926، ص 17

کتابیات میں ص نمبر اور جلد نمبر درج نہیں کیا جاتا۔

زبانی امتحان (Viva Voce) زبانی امتحان سے قبل ایک ریسرچ آرٹیکل کا شائع ہونا ضروری قرار دیا گیا ہے:

مقالے کی آخری منزل زبانی امتحان ہوتی ہے۔ مقالہ چیئرمین، کنٹرولر، وائس چانسلر سے ہوتا ہوا خارجی ممتحن کے پاس جاتا ہے۔ وہ مقالہ کا جائزہ لے کر رپورٹ دیتا ہے۔ اگر رپورٹ مثبت ہو تو امتحان ہوتا ہے اس موقع پر نگران بھی موجود ہوتا ہے۔ طالب علم اپنا دفاع کرتا ہے۔ سامعین سوال جواب کرتے ہیں۔ اگر دفاع درست ہو تو آخر میں ممتحن اُسے مبارک باد پیش کر دیتا ہے اور وہ کامیاب قرار پاتا ہے۔

اس طرح سکالر ڈاکٹر کہلانے کا حقدار قرار پاتا ہے۔

Marfat.com

باب ششم..................حوالہ جاتی کتب

1- LInda Hungerfold, How to write term papers, thesis and dissertations, The writers manuel publications, california, 1973

2 ڈاکٹر عبدالستار دھلوی، مقالہ کی پیش کش (اردو میں اصول تحقیق)

3 George Watson, The literary Thesis, London, 1970

4 Parson, Thesis and Project work

5 ڈاکٹر سلطانہ بخش، اردو میں اصول تحقیق، مقتدرہ قومی زبان، اسلام آباد

6 ڈاکٹر گیان چند، تحقیق کا فن، مقتدرہ قومی زبان اسلام آباد

7 قاضی سعید اللہ، اصول تحقیق، پشاور یونیورسٹی پشاور

8 احمد شلبی، کیف تکتب بحثا أو رسالۃ، مکتبۃ النھضۃ المصریۃ، بالقاھرۃ، 1990

9 ہاشمی، ڈاکٹر محمد طفیل، تحقیق نگاری، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد

10 عبدالرزاق قریشی مقالہ کی تسوید (اردو میں اصول تحقیق)

Marfat.com

باب ہفتم:

محقق اور نگران کے اوصاف

1 محقق کے اوصاف

2 نگران/سپروائزر کے اوصاف

3 محقق اور نگرانوں سے متعلق عملی مسائل

لغت دیکھنے کے طریقے

(i) لغت کی تعریف (ii) لغت کی تاریخ کی ابتداء

(iii) واضع لغت کون ہے؟ (iv) مختلف زبانیں کب اور کیسے پیدا ہوئیں

(v) سب سے پہلی زبان کونسی تھی (vi) عربی زبان کی خصوصیات وفضائل

(vii) عربی زبان کی وسعت (viii) عربی لغات و معاجم کی فہرست

(ix) لغات دیکھنے کے طریقے

حوالہ جاتی کتب

Marfat.com

Marfat.com

باب ہفتم

محقق اور نگران کے اوصاف

Qualities of a Researcher and a Supervisor

محقق کے لیے ہدایات۔

1 اپنے تحقیقی کام کے لئے جس مخطوطے یا مطبوعہ ایڈیشن کو استعمال کر رہا ہے اس کی صراحت کرے۔ وہ جس کتاب کو پڑھیں اور اس کے متعدد ایڈیشن شائع ہو چکے ہوں یا مختلف اداروں نے کتاب شائع کی ہو تو اپنے زیر استعمال ایڈیشن اور مطبع و ناشر کا حوالہ ضرور دیں۔

2 کتاب، مقالہ، تحریری مواد کے ساتھ اس کے مصنف کا نام لازمی درج کریں اور اگر آپ کے زیر استعمال نسخہ مترجم ہے یا محقق تو مترجم اور محقق کا نام بھی درج کریں۔

3 تحریر کو دلکش اور جاذب نظر بنائیں۔

4 اپنی فہرست عنوانات اور کتابیات ہر طرح سے جامع اور مکمل بنائیں۔

5 اپنے مآخذ کا صراحت سے ذکر کریں اور جہاں کسی مصنف، مؤلف، ناشر یا ادارے کے اعتراف یا شکریہ کی ضرورت ہو تو اس میں کوتاہی نہ کریں۔

6 حاشیہ نگاری اور حواشی میں اقتباسات کے معاملے میں احتیاط ملحوظ رکھیں اور یہ خیال رکھیں کہ قاری کو حواشی کے ماخذ کے بارے میں بھی کسی قسم کا اشتباہ نہ پڑے۔

Marfat.com

7 کوئی بات بغیر حوالہ درج نہ کریں اور مکمل حوالہ جات دیں۔

8 مقالہ ٹائپ کی غلطیوں سے بالکل پاک ہونا چاہئے۔

9 طباعت کے لئے مکمل اشاریے تیار کریں۔

10 مقالے کا خاکہ منطقی ترتیب پر تیار کریں۔

11 مقالے میں تکرار سے پرہیز کریں، اگر کسی بات کو دہرانے کی ضرورت پیش آئے تو اس کی طرف اشارہ کر کے پچھلے صفحات کا حوالہ دے دیں۔

12 غیر ضروری اطناب اور فہم میں ایجاز سے پرہیز کریں۔

13 زبان صاف ستھری، معیاری اور بامحاورہ استعمال کریں۔

14 مکمل تحقیق کے بغیر کسی کی طرف کوئی بات منسوب نہ کریں۔

15 علوم اسلامیہ کے تحت لکھے گئے مقالات میں بالخصوص عیسوی (سنہ ء) اور ہجری (سنہ ھ) دونوں درج کریں۔

16 زیر بحث موضوع پر جدید ترین معلومات فراہم کریں۔ ورنہ بحث ادھوری سمجھی جائے گی۔

17 عنوان اور بیان میں مطابقت کا خیال رکھیں۔ تحریر میں ربط نہ چھوڑیں۔

محقق کے اوصاف:

یوں تو محقق ہر وصف پر پورا اترنا چاہئے تاہم تحقیق کے حوالے سے ضروری ہے کہ وہ کچھ اوصاف سے متصف ہو۔

ضروری ہے کہ محقق حق گوئی و بے باکی پر عمل کرتا ہو، محقق کو تحریر میں سچ کو معیار بنانا ہوگا۔ جھوٹ، فریب، دغا، کتمان تحقیقی مزاج کے خلاف ہیں۔ خصوصاً سرقہ سے پرہیز کرنا ہوگا۔

ضروری ہے کہ محقق تعصب سے پاک ہو، وہ غیر جانبدارانہ مطالعہ کرنے کا عادی ہو، خصوصاً تقابل ادیان کے موضوعات یا فقہی مسالک کے حوالے سے وہ دلائل و براہین کی روشنی میں نتیجہ نکالے، ریسرچ کرتے ہوئے وطنیت، نسلیت، قومیت، جیسے امتیازات سے

Marfat.com

بالا ہو، اگر وہ کسی شخصیت کا گرویدہ ہو تو اول تو ایسے موضوع پر قلم نہ اٹھائے اگر اٹھائے تو تحقیق کا حق ادا کرے۔

ضروری ہے کہ محقق محنت کرنے کا عادی ہو، وہ کام سے جی نہ چرائے۔ اس پر کام کرنے کا ہر وقت بھوت سوار ہو، محقق ہو اور کتابیں ہوں، ایک محقق کی تصویر کشی یوں کی گئی ہے:

''گرمی کا موسم ہے، دوپہر کا وقت ہے ایک محقق بغیر پنکھے کے ایک جگہ بیٹھا ہے۔ کتابیں اردگرد بکھری ہیں، دنیا و مافیہا سے بے نیاز اپنے کام میں مشغول ہے۔''

ضروری ہے کہ محقق کا ذہن استفہامی ہو، وہ سوالات کرنے کا عادی ہو، ان سوالوں کے جواب دینے کی اہلیت رکھتا ہو۔ مواد کو منظم کرنے کی صلاحیت رکھتا ہو، شہادتوں کو پرکھ سکتا ہو، نامعلوم کو معلوم کرنے کی کرید کرتا ہو۔ سکون کے ساتھ ذہن کو کام پر مرکوز رکھتا ہو۔

ضروری ہے کہ محقق کا حافظہ اچھا ہو، بھولنے والا سکالر اچھا محقق نہیں بن سکتا، ذہن میں یاد رکھنے کے علاوہ اپنے ہاں لکھ کر بھی محفوظ کرے۔ اس کو فن حدیث میں ضبط قلبی اور ضبط کتابی کہتے ہیں۔

ضروری ہے کہ متعدد علوم سے واقفیت رکھے، ایک اردو دان عربی اور فارسی کا علم بھی رکھے، ایک اسلامیات کے محقق کے لئے کم از کم عربی اور انگریزی پر عبور رکھنا ضروری ہے۔ مستشرقین کا سارا علمی سرمایہ انگریزی زبان میں تحریر کیا ہوا ہے اگر محقق انگریزی نہیں جانتا تو اس قسم کی تعلیمی سرگرمی سے وہ کوسوں دور ہوگا۔ وہ کیا علم کی منزل پائے گا؟ ایم اے کی حد تک تو شاید انگریزی کے بغیر کام چلایا جاسکتا ہے لیکن ایڈوانس ڈگری والے کو سوچ لینا چاہئے کہ وہ زبانوں کے جانے بغیر تحقیق سے انصاف نہیں کرسکتا اس کے علاوہ تاریخی، سماجی، سیاسی اور معاشی علوم کا جاننا محقق کی تحقیق کو جاندار بنا دیتا ہے۔

ضروری ہے کہ اس کی تحریر میں ادبی رنگ ہو، ادبی تحریر اپنی افادیت کے لحاظ سے مقابلتاً بہتر ہوتی ہے۔ ان خوبیوں میں ایک محقق جتنی زیادہ استطاعت رکھے گا اتنی زیادہ تحقیق مفید اور معیاری ہوگی۔ ایم، اے کیلئے یونیورسٹی میں داخلہ لینے والے طلباء و طالبات علمی طور پر

Marfat.com

نسبتاً کمزور ہوتے ہیں انہیں تحقیق بطور مضمون پڑھا کر اس قابل بنا دیا جاتا ہے کہ وہ اس منزل کے لئے قدم اٹھائیں اور بہتر محقق کہلائیں۔ M.Phil اور Ph.D کے لئے اب طلباء کو ریگولر ایک سال کے لئے تعلیم دی جاتی ہے، پھر ان کی رجسٹریشن کی جاتی ہے تا کہ وہ علم اور صاحب علم لوگوں سے واقفیت بڑھا کر کام میں دلچسپی لیں۔ اب یونیورسٹیوں نے اس بات کو محسوس کرلیا ہے اور ph.D میں داخلہ کے لئے پہلے M.Phil کرنا ضروری قرار دے دیا ہے۔ یہ احسن اقدام ہے اس کی جتنی تعریف کی جائے کم ہے۔ ایک سکالر کو موضوع دیتے ہوئے اس سے پوچھ لینا چاہئے کہ وہ اپنے موضوع کے حوالے سے کتنی معلومات رکھتا ہے اور وہ مزید کیا اضافہ کرنا چاہتا ہے لیکن اکثر ایسا نہیں ہوتا بعض افراد محض الاؤنس کے لالچ میں یہ ڈگری حاصل کرتے ہیں جو تحقیق اور علم سے مذاق ہے۔ معاشی پہلو اپنی جگہ لیکن محقق کو معیار برقرار رکھنا چاہئے۔ اسے چاہئے کہ دولت، انعام، ترقی عہدہ اس کی تحقیق کے لئے مقصود اصلی نہ ہوں۔ محض پروفیسر بننے کے لالچ میں تحقیق کرنا پیشے کی توہین ہے۔ انعام کے لالچ میں آج کل سیرۃ پر کتب لکھی جاتی ہیں ان میں جو مواد یا تحقیق ہوتی ہے ان سے ہم سب باخبر ہیں ایسا کرنا اچھا شیوہ نہیں، ایسے لوگوں کی حوصلہ شکنی کرنی چاہئے۔

نگران/سپروائزر کے اوصاف:

سپروائزر انگریزی کا لفظ ہے اسے گائیڈ اور ایڈوائزر بھی کہتے ہیں تحقیق کے لئے نگران کی ضرورت سے کون انکار کرسکتا ہے۔ ہر ڈگری کے حصول کے لئے ایک نگران مقرر ہوتا ہے نگران کا مسئلہ اکثر طالب علم کی خواہش پر موقوف ہوتا ہے نگران کی ذات میں وہ تمام اوصاف ہونے چاہیں جو ایک عمدہ محقق میں ہوسکتے ہیں۔

ضروری ہے کہ سپروائزر یا نگران کا مزاج بھی تحقیقی ہو، اسے مسلسل کام کرنے اور کروانے کا عادی ہونا چاہئے۔ یہ مقولہ اسے یاد ہو'' کام نہ کرنا سکالر کی موت ہے'' جب کوئی اس سے پوچھے کہ آج کل آپ کیا کام کررہے ہیں تو اس کے جواب میں وہ کوئی تحقیقی کام جو جاری ہو اس کی نشاندہی کرے۔ جو استاد پی ایچ ڈی کرنے کے باوجود کوئی کتاب تک شائع نہ کرسکا وہ کیونکر نگران اعلیٰ کے عہدے پر فائز ہوسکتا ہے۔

Marfat.com

ضروری ہے کہ نگران کے پاس کچھ فرصت کے لمحات بھی ہوں وہ اپنے قیمتی وقت میں سے طلباء کی صحیح رہنمائی کر سکے، اکثر طالب علم ریسرچ سے اس لئے بددل ہو جاتے ہیں کہ نگران انہیں وقت نہیں دیتے نگران کی مصروفیت محقق کے لئے انتہائی تکلیف کا باعث ہوتی ہے وہ اپنی تحقیق میں رہنمائی کا طلب گار ہوتا ہے لہٰذا اس کی رہنمائی ضروری ہے آج کل نگرانوں کے پاس اتنے طلباء ہوتے ہیں کہ وہ صحیح رہنمائی نہیں کر سکتے جو صحیح رہنمائی کا دعویٰ کرتے ہیں وہ شاید جھوٹ بولتے ہیں۔

ضروری ہے کہ نگران جس موضوع پر کام کروانے جا رہا ہے اس پر اس کا اپنا مطالعہ وسیع ہو، ورنہ تحقیق کا حق ادا نہ ہوگا، تحقیق کے ہزاروں میدان ہیں اس لئے ایک نگران کو وسیع المطالعہ ہونا چاہئے۔

ضروری ہے کہ نگران فیاض (Generous) ہو، وہ مشفقانہ رویہ کا حامل ہو، سکالر اس سے ملتے ہوئے گھبرائے نہیں بلکہ اپنا حق محسوس کرے۔

ضروری ہے کہ نگران کو جو کچھ آتا ہو وہ محقق کو بتائے، کوئی چیز چھپا کر نہ رکھے نیز وہ سکالر کو خود سے اختلاف کی آزادی دے ورنہ ایک محقق آزادنہ ریسرچ نہ کر سکے گا۔

بعض ماہرین تحقیق لکھتے ہیں کہ نگران، طالب علم کو خاکہ بنا کر دے، میں اس بات سے Agree نہیں کرتا، رہنمائی ہر ممکن فراہم کرے لیکن کام کرنے کی عادت محقق کو ضرور ڈالے، تاہم کتابیات اور معلومات تک رسائی دے اور نشاندہی کرے۔

سپروائزر کا نہ صرف املائی غلطیوں کی نشاندہی یا درستگی کرے، اسے چاہئے کہ تکنیکی معاونت فراہم کرے۔

نگران کا کام رہنمائی اور مشاورت فراہم کرنا ہے۔ جس طرح رہنما کا کام یہ ہوتا ہے کہ وہ کسی کو گھر جانے کا راستہ بتا دے یہ نہیں کہ انگلی پکڑ کر گھر چھوڑ آئے، اس طرح نگران کا کام ہے کہ اچھی طرح گائیڈ کر دے یہ نہیں کہ مقالہ لکھ کر حوالے کر دے۔ تاہم سائنسی تجربات میں نگران کافی حد تک شاگرد کی معاونت کرتا ہے۔

Marfat.com

محقق اور نگرانوں سے متعلق عملی مسائل :

اکثر ایک محقق کو تحقیق کی حروف ابجد کا پتہ نہیں ہوتا وہ نگران کے پاس آ کر کہتا ہے کہ اسے ریسرچ کا Topic دے دیا جائے، یہ تحقیق کے ساتھ مذاق ہے، نگران کو چاہئے کہ ایسے محقق کو کہے کہ وہ اصول تحقیق کی کوئی کتاب پڑھے، پھر ملتے جلتے مواد پر مطالعہ کرے اور خود اپنے اندر یہ اہلیت پیدا کرے کہ وہ موضوع کا انتخاب کر سکے۔ تاہم سپروائزر اور محقق مل کر موضوع تلاش کریں۔ ڈاکٹر گیان چند کے نزدیک سب سے بہتر طریقہ یہی ہے۔

موضوع کے انتخاب کے بعد خاکہ کی تیاری کا مرحلہ درپیش ہوتا ہے اس لئے محقق کو چاہئے کہ پہلے سے لکھے گئے ملتے جلتے Thesis کا مطالعہ کرے ان کی Chapterisation پر غور کرے اور اپنا خاکہ ترتیب دے تاہم نگران ایسے موقع پر تکنیکی مدد فراہم کرے۔ موضوع کے انتخاب کے بعد اگلا مرحلہ مواد کا اکٹھا کرنا اور پھر اس کی چھان بین کرنا ہے اگر طالب علم کے پاس وقت نہ ہو تو وہ سطحی ریسرچ کر کے لے آتا ہے اور سپروائزر کو مجبور کرتا ہے کہ وہ اسے قبول کرے، اکثر سپروائزر یہ سوچ کر کہ اگر اسے ڈگری نہ دلوائی تو ان کی اپنی نااہلی تصور کی جائے گی لہٰذا اس کی چاروناچار مدد کرتے ہیں۔

اکثر نگران ریسرچ پڑھنے کا وقت نہیں نکال سکتے نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ Thesis میں اتنی غلطیاں ہوتی ہیں کہ امتحان کے دوران محقق اور نگران دونوں شرمندہ ہو جاتے ہیں۔ محقق ساری ذمہ داری کمپیوٹر پر ڈالنے کی کوشش کرتا ہے، یا وقت کی کمی کا رونا روتا ہے آخر کار معافی کا خواستگار ہوتا ہے۔ لیکن ایسا رویہ دیگر محققین پر برے اثرات مرتب کرتا ہے۔

محققین اپنی تحقیق کے لئے گائیڈ کے پاس کچھ پوچھنے جاتے ہیں تو بعض اوقات استاد دل ہی دل میں کہتا ہے یہ مصیبت کہاں سے آ گئی کیونکہ اس کے پاس وقت نہیں ہوتا، لہٰذا وہ ادھر ادھر دو چار باتیں کر کے اس کے کام کو ٹھکانے لگا دیتا ہے۔ اکثر محقق طلباء بڑے Bold ہوتے ہیں وہ کہتے ہیں۔ سر! آپ نے تو مقالہ پڑھا ہی نہیں تو سپروائزر کہتا ہے کہ میں نے اپنے تجربہ کی بدولت سب کچھ دیکھ لیا ہے اور میں کہتا ہوں آپ نے سب کچھ ٹھیک لکھا ہے جاؤ اور عیش کرو'' اکثر طلباء کی بھی یہ خواہش ہوتی ہے کہ وہ اپنا کام کم سے کم چیک کروائیں اور آخری

Marfat.com

دنوں میں Submit کر دیں تا کہ نگران کو دیکھنے کا موقع نہ ملے، ایسا کئی مرتبہ ہوا ہے اور ہوتا ہے اور جب تک نگران اپنی ذمہ داری محسوس نہیں کرے گا ہوتا رہے گا۔

ایک اہم مسئلہ یہ بھی ہوتا ہے کہ استاد کے پاس ایسے موضوع کی رجسٹریشن ہو جاتی ہے جس سے وہ خود آگاہ نہیں ہوتا، مگر موصوف رہنمائی کا فریضہ سرانجام دینے میں سب سے آگے آگے ہوتے ہیں وہ اپنی شعبدہ بازی سے اس تحقیق کو مکمل کراتے ہیں۔ نتیجہ سامنے ہے! اکثر اساتذہ خود پی ایچ ڈی یا ایم فل نہیں ہوتے لیکن بچوں کو تحقیق کروا رہے ہوتے ہیں۔ پاکستان یا ہندوستان کی تو بات ہی کیا انگلینڈ میں بھی ایم اے پاس اساتذہ پی ایچ ڈی کرواتے ہیں یاللعجب !!!

ڈاکٹر گیان چند کی کتاب ''تحقیق کا فن'' سے ایک اقتباس ملاحظہ ہو:

جو عمر بھر کوشش کے بعد پی ایچ ڈی نہ کر سکے وہ دوسروں کی رہنمائی بلکہ گمراہ کرنے کا فریضہ ادا کر رہے ہیں۔ ایسی مثالیں اردو میں ہی نہیں ہندی میں بھی موجود ہیں کہ جناب صدر شعبہ نے زندگی بھر کوئی کتاب تو درکنار کالج اور یونیورسٹی میگزین کے علاوہ کسی اور رسالے میں ایک مضمون بھی شائع نہ کرایا وہ دس پندرہ پی ایچ ڈی پیدا کر دیتے ہیں۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ ہندوستان کے اردو شعبوں میں تحقیق کے نگرانوں کی اکثریت تحقیق کی رہنمائی کی اہل نہیں کیوں کہ وہ خود کسی قابل قدر تحقیق کے اہل نہیں۔ انہیں نہ تحقیق کے لئے مناسب موضوع کے انتخاب کا شعور ہے نہ موضوع کا خاکہ بنا سکتے ہیں۔ ان صورتوں میں رہنمائی کا جو حشر ہوگا اسے تصور کیا جا سکتا ہے۔ (ص 51)

Marfat.com

مختلف لغت دیکھنے کے طریقے

(i) لغت کی تعریف:

لغت ان آوازوں کا نام ہے جن سے ہر قوم اپنے اغراض و مقاصد کا دوسروں پر اظہار کرتی ہے اس دنیا میں بے شمار انسان، حیوان، چرند پرند ہیں جو مختلف زبانیں بولتے اور سمجھتے ہیں انسان اور حیوانات قدرتی مشینری کے کل پرزے ہیں، جو عقل کو حیران کر دیتے ہیں۔ اس فیکٹری میں ایک خودکار Automatic مشین اس کی زبان ہے۔ جو دل و دماغ میں آئے ہوئے خیالات کی ترجمانی حیرت انگیز طریقے پر کرتی ہے جو مضمون دل و دماغ میں آتا ہے اس کی ادائیگی کے لئے مناسب حروف والفاظ کا انتخاب پھر ان کی صحت کے ساتھ ادائیگی اس تیز رفتاری سے کرتی ہے کہ ایک سیکنڈ کا وقفہ نہیں ڈالتی۔ انسان کے ساتھ ساتھ حیوان بھی اپنا دلی مقصد دوسروں پر ظاہر کرنے میں ماہر ہوتے ہیں۔ یہ علیحدہ بات ہے کہ ہم انکی زبان نہ سمجھ سکیں۔ سلیمان علیہ السلام انبیاء علیہم السلام میں اس لحاظ سے منفرد ہیں کہ انہیں پرندوں کی بولی سکھائی گئی۔

انسان مدنی الطبع ہے وہ ایک دوسرے کی ضرورتوں کا خیال رکھتے ہوئے محسوسات کی دنیا میں ایک عمل جاری رکھتا ہے جس کا تعلق عقل، دل و دماغ سے ہوتا ہے اس لئے اسے افہام و تفہیم اور بیان و تبیین کی ضرورت پڑتی ہے۔ اس لئے باقی جانوروں سے ممیز و ممتاز کر دیا۔ اللہ تعالیٰ نے اسے بیان کا طریقہ سکھا دیا۔ اس کی زبان و لغت کو اتنی وسعت دی کہ ایک انسان اپنے الفاظ کو مختلف الفاظ اور مختلف عنوانات سے ادا کر سکتا ہے قرآن مجید نے اس بات کا اظہار یوں کیا ہے خلق الانسان وعلمہ البیان، انسان زبان وقلم اور اشاروں سے اپنے مقاصد کو دوسروں تک پہنچا دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کی زبانوں میں وسعت اور قدرت کو اپنی آیات اور نشانیوں میں قرار دیا ہے۔ ''ومن آیاتہ خلق السموت والارض واختلاف السنتکم والوانکم'' یہ اللہ کی قدرت کاملہ کی بڑی نشانیوں میں سے ہے کہ اس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا اور انسانوں کو زبانوں اور آنکھوں کے اختلاف کے ساتھ پیدا کیا انسانوں میں ایک عربی

Marfat.com

بولتا ہے ایک فارسی ایک ترکی بولتا ہے تو ایک اردو ایک انگریزی بولتا ہے تو ایک ہندی، دنیا کے مختلف خطوں میں آرامی، عبرانی، سریانی، لاطینی، سنسکرت، پراکرت اور پہلوی زبانوں کا چرچا رہا ہے آج ان زبانوں کو جاننے والے کوئی ماہر ادیب ہوں تو علیحدہ بات ورنہ انسان بھی نہیں رہے جو ان زبانوں کو سمجھتے ہوں۔

ہر زبان کے اندر اس کا ایک لہجہ بھی ہوتا ہے جو ایک دوسرے سے مختلف ہوتا ہے یہ زبان کی ایک اور خصوصیت کی طرف اشارہ ہے کہ ایک ہی زبان کو مختلف افراد اپنے حلق اور ہونٹوں سے مختلف انداز میں ادا کرتے ہیں۔ پھر انسانوں کی آواز دوسرے انسانوں کی آواز سے مختلف ہوتی ہے اور ان کی آواز کو پہچانا جا سکتا ہے۔

اگر غور کریں تو آپ کو قدرت کی صناعی پر اظہار شکر ادا کرنا ہوگا کہ ایک ماں باپ کے گھر مختلف بچے پیدا ہوتے ہیں ایک ہی قسم کی غذا اور آب و ہوا میں پرورش پاتے ہیں لیکن ادب و لہجہ کی آواز میں فرق ہوتا ہے اس میں اللہ کی ہزاروں حکمتیں ہیں۔

''فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخٰلِقِيْنَ ﴿١٤﴾'' (سورۃ المؤمنون، آیت: ۱۴)

(ii) لغت کی تاریخ کی ابتداء:

اصل لغت کی ابتداء کب ہوئی اور کس طرح ہوئی اس کو تو عالم پیدا کرنے والا ہی جانتا ہے کیونکہ کلام کا جاننا اور بیان آدم علیہ السلام کی پیدائش سے جاری ہے فرشتے اور جنات بھی بولنا جانتے تھے ابو البشر حضرت آدم علیہ السلام کو جو سب سے پہلے چیز سکھلائی گئی وہ علم لغت تھا۔

وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ كُلَّهَا (سورۃ البقرۃ، آیت ۳۱)

اس آیت کی تفسیر میں ابن عباس فرماتے ہیں آدم کو زمین، پہاڑ، دریا، درخت، نباتات اور حیوانات کے نام سکھلائے گئے جو فرشتوں کو معلوم نہ تھے اس طرح علم لغت پہلا امتحانی مضمون بنا۔

علامہ سیوطیؒ کہتے ہیں علم لغت کی اہمیت ثابت کرنے کے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ یہ اولین علوم میں سے ہے۔

Marfat.com

حضرت قتادہؒ فرماتے ہیں کہ جو نام پہلے دن ان چیزوں کو دیئے گئے وہی چل رہے ہیں یہ نہیں ہوسکتا کہ انسان کو گھوڑا یا گھوڑے کو شتر مرغ کہنا شروع کر دیا جائے۔

بکری کو درخت یا پتھر کو شیر کہہ دیا جائے، یہ ایسا قانون قدرت ہے کہ اس کے بدلنے کی نہ تو کوئی کوشش ہوئی ہے نہ ہوگی۔

(iii) واضع لغت کون ہے؟

بے شمار علماء جن میں امام اشعری، ابن فورک، ابن فارس شامل ہیں، کے نزدیک واضع اللغت اللہ کی ذات ہے۔

ابن جنی کہتے ہیں کہ جب اس نے لغت کی بناوٹ پر غور کیا اور اس کے عجائب و غرائب کو پرکھا تو اس اعتقاد پر مجبور ہوا کہ اس کا موجد انسان نہیں ہوسکتا۔

دنیاوی اعتبار سے اگر زبانوں کی تقسیم اور نئی زبانوں کے وجود کی بات کریں تو ابو ہاشم معتزلی کی بات شاید درست ہے کہ کسی خاص ملک، کسی خاص خطہ کے لوگ، باہمی میل ملاوے سے ایک زبان بنالیتے ہیں اور لغت کا آغاز ہوجاتا ہے۔

بعض حضرات کے نزدیک لغات کی اصل وہ مختلف آوازیں ہیں جو انسان مختلف جانوروں سے یا نباتات اور جمادات کے باہم ٹکراؤ سے سنتا ہے انہیں آوازوں کے مناسب الفاظ متعلقہ معانی کے لئے وضع کر لئے جاتے ہیں۔

مختلف اقوال کا یہ خلاصہ ہے کہ ابتداءً واضع لغت حق تعالیٰ ہی ہے جس نے حضرت آدم علیہ السلام کو یہ لغت سکھلائے اس کے بعد اس میں اضافے اور حرفوں کی کمی بیشی، دوسری قسم کے تغیر و تبدل انسان کی طرف سے ہر زمانہ، ہر ملک اور ہر دور میں ہوتے رہے۔

تاریخ شاہد ہے کہ اردو زبان کا آغاز و ارتقاء، اسی طرح ہوا اس میں عربی، فارسی، پشتو، انگریزی، پراکرت، پنجابی وغیرہ کے الفاظ شامل ہوکر اسے زبان کا درجہ دے گئے۔ اور آج اردو دنیا کی ترقی یافتہ زبانوں میں ایک ہے۔

Marfat.com

(v) مختلف زبانیں کب اور کیسے پیدا ہوئیں:

بعض علماء کے نزدیک اللہ تبارک وتعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو ابتداء سے مختلف زبانیں ایک ساتھ سکھا دی تھیں جن میں عربی، فارسی، سریانی، عبرانی، رومی وغیرہ شامل ہیں وہ یہ زبانیں بولتے تھے، ان کی اولاد بھی یہ زبانیں سیکھ کر بولتی رہی یہاں تک کہ وہ علیحدہ علیحدہ خطوں میں آباد ہو کر ایک ایک زبان کو اپنانے لگے اس طرح ان کی قوم و ملک کی یہ زبان ہوگئی۔ اس رائے سے اتفاق کرنا مشکل ہے۔

دوسری رائے یہ ہے کہ آدم علیہ السلام کو ایک زبان ہی سکھائی گئی لیکن ان کی اولاد جب مختلف خطوں میں پھیلی اور نسلیں بڑھیں تو زبانوں میں تغیرات پیدا ہوتے گئے یہاں تک کہ مختلف زبانوں کا وجود عمل میں آیا۔ اگر موجودہ زمانے کی زبانوں پر نظر ڈالیں تو ایسا ہی نظر آتا ہے جب دو مختلف زبانوں کے بولنے والے افراد ایک جگہ جمع ہو کر اپنا مافی الضمیر بیان کرنا چاہیں تو وہ کچھ ایسا انداز اختیار کرتے ہیں جو نہایت ہی دلچسپ اور مختلف ہوتا ہے ان دونوں کے امتزاج سے ایک تیسری زبان وجود میں آتی ہے۔ یہ بات قرین قیاس ہے۔

(v) سب سے پہلی زبان کونسی تھی:

سب سے پہلی زبان جو حضرت آدمؑ کو سکھائی گئی اور جس پر اکثر علماء اتفاق رکھتے ہیں وہ عربی زبان تھی۔ عبداللہ بن عباس کی روایت ہے کہ ابتداءً عربی زبان بولتے تھے لیکن جب انہیں شجر ممنوعہ کھانے میں لغزش ہوئی تو یہ زبان سلب ہوگئی اور وہ سریانی بولنے لگے توبہ کرنے کے بعد وہ پھر عربی بولنے لگے۔

معتبر حدیث میں جو الفاظ عربی کے متعلق ہیں وہ یہ ہیں کہ اس زبان سے تین وجوہ سے محبت کرنا چاہئے۔ ایک یہ محمد رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبان ہے، دوسرا یہ قرآن مجید کی زبان ہے، تیسرا جنت کی زبان عربی ہوگی۔ یہ بھی معلوم ہے کہ عربی میں ہی فرشتے انسان سے برزخ میں سوال جواب کریں گے۔

Marfat.com

جلال الدین سیوطیؒ نے الاتقان میں ایک روایت نقل کی ہے کہ جتنے بھی صحائف اور آسمانی کتابیں نازل ہوئیں، ان کی زبان عربی تھی اور انبیاء نے ان کو اپنی قوموں کی زبان میں ترجمہ کر کے سنایا۔ صرف قرآن مجید کی اصل زبان عربی باقی رہی۔

مثلاً قرآن کریم کہتا ہے:

اِنَّ هٰذَا لَفِی الصُّحُفِ الْاُوْلٰی ﴿۱۸﴾ صُحُفِ اِبْرٰهِیْمَ وَمُوْسٰی ﴿۱۹﴾

(سورۃ الاعلیٰ، آیت: ۱۸، ۱۹)

اور ارشاد ہے: وَاِنَّهٗ لَفِیْ زُبُرِ الْاَوَّلِیْنَ ﴿۱۹۶﴾ (سورۃ الشعراء، آیت: ۱۹۶)

جس طرح ہر حکومت کی ایک دفتری زبان ہوتی ہے، اسی طرح حکومت الٰہیہ کی دفتری زبان عربی ہے سب سے پہلے انسان کو وہی سکھائی گئی اور جنت میں تمام انسانوں کی زبان یہی ہوگی۔ برزخ میں جو پہلا مکالمہ ہوگا وہ بھی عربی زبان میں ہوگا۔ حکومت کے کارگزار فرشتوں کراماً کاتبین کی بھی یہی زبان ہے۔ اسی طرح عربی زبان کی فضیلت پر اس سے بڑھ کر اور کونسی شہادت پیش کی جاسکتی ہے۔

عربی زبان کی خصوصیات و فضائل:

1- قرآن کی زبان ہے۔ 2- امام الانبیاءؐ کی زبان ہے۔

3- اہل جنت کی زبان ہے۔ 4- حکومت الٰہیہ کی زبان ہے۔

قرآن کی زبان عربی ہونا اس بات کا ثبوت ہے کہ دنیا کی مقدم زبان عربی ہے۔

حضرت آدم علیہ السلام کی زبان عربی تھی۔ تاہم بوقت طوفان نوحؑ کے ساتھ سوار ہونے والوں کی زبان سریانی تھی۔ صرف ایک آدمی جس کا نام جرہم تھا اس کی زبان عربی بتائی جاتی ہے۔

طوفان نوح کے بعد نوح علیہ السلام کے پوتے ارم نے جرہم کی لڑکی سے شادی کی۔ اس لڑکی کی زبان خالص عربی تھی۔ اسی طرح عربی ایک دفعہ پھر نسل انسانی کی زبان بنی۔

جرہم کی نسل سے حضرت اسماعیلؑ پیدا ہوئے۔ اسی طرح قریش کی زبان ٹھہری، جس میں قرآن مجید نازل ہوا۔ ''قُرْءٰنًا عَرَبِیًّا'' (سورۃ یوسف، آیت: ۲) کے الفاظ قرآن میں موجود ہیں۔

اسی مفہوم کی روایات بیہقی اور حاکم نے روایت کی ہے۔ واللہ اعلم بالصواب

Marfat.com

عربی زبان کی وسعت:

امام شافعیؒ قرآن وسنت کے بے مثال عالم وفقیہ ہونے کے ساتھ ساتھ ادب ولغت کے بھی امام تھے۔ان کے نزدیک عربی زبان تمام زبانوں میں وسیع تر زبان ہے۔عربی زبان کی وسعت سے مراد یہ ہے کہ اس میں ایک چیز کے بہت سے نام اور بہت سی لغات پائی جاتی ہیں۔ایک ہی مفہوم کو سینکڑوں الفاظ سے تعبیر کیا جاسکتا ہے۔مجازات، استعارات، تماثیل، تشبیہات اور کنایات نے بھی اس وسعت میں اضافہ کیا ہے۔اسی طرح ضمائر کے ذریعے بہت سے الفاظ کو ادا کرنا اس زبان کی صفت ہے۔

جیسا کہ ذکر کیا ہے قرآن مجید کی زبان عربی ہے جس سے اس زبان کی قدر ومنزلت میں اور اضافہ ہوجاتا ہے قرآن کی زبان عربی ہونے کی وجہ سے یہ زبان دوسری زبانوں سے بہتر اور افضل قرار پائی ہے۔عربی کی اس وسعت کے پیش نظر بعض علماء حضرات نے یہ تک کہا ہے کہ قرآن کا چاہے جس زبان میں ترجمہ بھی کرلیا جائے وہ حق ادا نہیں ہوتا خواہ فارسی ہو اردو ہو یا انگریزی اس لئے ضروری ہے کہ ترجمہ کرتے ہوئے عربی ٹیکسٹ بھی ساتھ لکھا جائے ورنہ یہ کہنا پڑے گا کہ انگریزی قرآن یا اردو قرآن۔

عربی کی وسعت اور گہرائی اتنی ہے کہ اس کے معانی دوسری زبان میں پورے پورے منتقل نہیں ہوسکتے تاہم قریب قریب معانی پہنائے جاتے ہیں۔

عربی زبان پر بے شمار کتابیں وجود میں آچکی ہیں اس فن کی پہلی کتاب خلیل بن احمد نحوی کی کتاب العین ہے۔ابن درید نے جمہرۃ اللغۃ، ابوزید انصاری نے نوادر، ابوعبید قاسم بن سلام نے غریب اللغۃ کتاب تصنیف کی۔

صاحب بن عباد ایک عربی لغت دان تھے ان کا یہ واقعہ مشہور ہے کہ ایک بادشاہ نے ان کو اپنے پاس طلب کیا تو انہوں نے یہ جواب دیا کہ میں یہاں سے منتقل ہوا تو مجھے ساٹھ اونٹ ان کتابوں (فن لغت کی) کو منتقل کرنے کے لئے چاہئیں۔

فتنہ تاتار کی وجہ سے جب بغداد کے کتب خانے جلائے گئے اور انہیں دریائے دجلہ اور فرات کے سپرد کیا گیا تو اس فن کا ذخیرہ بھی ضائع ہوگیا۔

Marfat.com

متاخرین لغة کی کتابوں میں جوہری کی صحاح ابن سیدہ اندلسی کی کتاب المحیط، مجد الدین فیروز آبادی کی قاموس ہے اس قاموس پر علامہ مرتضیٰ زبیدی نے شرح لکھی جو تاج العروس کے نام سے دس جلدوں میں محفوظ ہے۔

عربی زبان اپنی فصاحت و بلاغت کی وجہ سے بڑی مشہور ہے۔ جس طرح ایک بطخ کے بچے کو تیرنا سکھانے کی ضرورت نہیں وہ خود تیر سکتا ہے۔ اس طرح عربی بچوں کو فصاحت و بلاغت کے اصول و قواعد بتانے کی ضرورت نہیں وہ بلا کے ذہین ہوتے ہیں۔

امرء القیس ادب جاھلی کا امام تھا فصاحت و بلاغت میں اپنا ثانی نہ رکھتا تھا۔ ملک الشعراء کہلایا۔

حضور ﷺ کی آمد سے فصاحت و بلاغت اپنے عروج پر پہنچ گئی آپ ﷺ ''افصح العرب'' کہلائے۔ قرآن مجید کی فصاحت و بلاغت کا ایک زمانہ معترف ہوگیا۔ اکثر شعراء نے شاعری چھوڑ دی اور کہا کہ ''أبعد القرآن'' کہ قرآن کے بعد شاعری کی ضرورت نہیں رہی۔

(viii) عربی لغات و معاجم کی مختصر فہرست:

1	ابدال فی اللغة	ابی الطیب عبدالواحد بن علی
2	ارشاد فی اللغة	محمد بن عبداللہ قرطبی
3	امثلہ غریب	علی بن حسن النہائی
4	البلاغة فی اللغة	ابو یوسف یعقوب بن احمد
5	تاج العروس	ابوالفیض محمد مرتضیٰ
6	تاج اللغات	محمد اسماعیل الکندی
7	تلخیص فی اللغة	ابو بلال حسن بن عبداللہ العسکر ی
8	تہذیب الاسماء	امام محی الدین بن شرف النووی
9	تہذیب اللغة	ابومنصور محمد بن احمد بن طلحہ
10	تہذیب التہذیب	ابوالثناء محمود بن ابی بکر التنوخی

Marfat.com

11	الجمہرۃ فی اللغۃ	ابن درید
12	جواہر اللغۃ	ابوالقاسم محمود بن عمر الزمخشری
13	حدائق الآداب فی اللغۃ	عبداللہ بن محمد المعروف ابن شاہ
14	دستور اللغۃ	بدیع الزمان حسین ابن ابراہیم
15	دیوان الادب	اسحاق بن ابراہیم الفارابی
16	صحاح فی اللغۃ	ابونصر الجوھری
17	صفوۃ المصادر	مصطفی خان بن روشن خان لکھنوی
18	العالم واللغۃ	احمد بن ابان اندلسی اللغوی
19	غرائب اللغۃ	سعید احمد النیسابوری
20	فقہ اللغۃ	ابن فارس ابوالحسین
21	فلک القاموس	شیخ عبدالقادر
22	قابوس فی ترجمہ القاموس	شیخ حبیب اللہ قنوجی

Marfat.com

(ix) مختلف لغات Dictionaries دیکھنے کا طریقہ

نمبر 1: لسان العرب:

یہ ابن منظور کی انتہائی مشہور و معروف حوالہ جاتی کتاب ہے۔ ہر مقالہ نگار کو عربی الفاظ کی وضاحت کے لئے اسی کتاب سے مدد لینی چاہئے تبھی اس کا مقالہ معیاری سمجھا جائے گا۔ اس کو دیکھنے کا طریقہ یہ ہے کہ کسی بھی لفظ کا آخری حرف پیش نظر رکھیں اور اس حرف کی مدد سے اس کتاب میں اپنے مطلوبہ لفظ تلاش کریں۔

نمبر 2: تاج العروس:

عربی لغت میں تاج العروس کا نام بھی انتہائی معروف و معتبر سمجھا جاتا ہے یہ علامہ زبیدی کی کتاب ہے اس کے دیکھنے کا طریقہ بھی وہی ہے جو اوپر لسان العرب کے حوالے سے بیان ہوا۔ لغت کی مذکورہ دونوں کتب میں عربی کے تقریباً ہر لفظ کی انتہائی مفصل وضاحت کی گئی ہے۔

نمبر 3: المنجد:

یہ عام استعمال کی کتاب ہے اگرچہ اس میں وہ انداز اختیار نہیں کیا گیا۔ جو لسان العرب اور تاج العروس میں اختیار کیا گیا ہے مگر اپنی جامعیت اور اختصار کی وجہ سے یہ کتاب تقریباً ہر اسلامی لائبریری کی زینت ہوتی ہے۔ اس کو حروف تہجی کی تریب پر تحریر کیا گیا ہے۔ لفظ کے اصل مادہ کو سامنے رکھ کر اس کتاب سے استفادہ کیا جا سکتا ہے۔

نمبر 4: المعجم الابجدی:

حروف ابجد کے مطابق اسے دیکھا جاتا ہے۔

Marfat.com

نمبر 5: معجم العروس

فرانس کے لاروس نامی شخص نے اسے ترتیب دیا۔ یہ بھی حروف ابجد کے مطابق دیکھی جاتی ہے۔

نمبر ن: لسان العرب بمطابق المنجد:

اس لغت کو المنجد کی طرز پر دیکھا جاتا ہے۔ یعنی اصل مادہ کو سامنے رکھ کر استفادہ کیا جاتا ہے۔

اس کے علاوہ Lanepole کی Lexicon بہت مفید اضافہ ہے۔

Marfat.com

باب ہفتم ....حوالہ جاتی کتب

1 ڈاکٹر سلطانہ بخش اردو میں اصول تحقیق، مقتدرہ قومی زبان، اسلام آباد

2 ڈاکٹر گیان چند، تحقیق کا فن، مقتدرہ قومی زبان، اسلام آباد

3 ڈاکٹر محمد احسن فاروقی، تحقیق وتنقید

4 Walter Silz, The Scholar, The Critic and The Teacher of Literature, Literary History and Literary Criticisum, N:York, Press, 1965

5 Altick, The Art of Literary Research.

Marfat.com

باب ہشتم:

مطالعہ، نوٹس اور رموز اوقاف

1-اصول مطالعہ

2-نوٹس لینا

3-مواد کے معتبر ہونے کے اصول

4-حزم واحتیاط کے اصول

5- تسوید

6-رموز اوقاف

7-حوالہ جاتی کتب

Marfat.com

Marfat.com

باب ہشتم:

مطالعہ، نوٹس اور رموز اوقاف

Study, Notes and Signs

1) اصول مطالعہ:

مطالعہ ہی تحقیق کو معیاری بناتا ہے جتنا وسیع مطالعہ ہوگا اتنی اچھی تحقیق ہوگی۔ کم مطالعہ کے ساتھ جو تحریر ہم لکھتے ہیں وہ کچھ دنوں بعد ہمیں Absurd معلوم ہوتی ہے کیونکہ ہم مزید مطالعہ کر چکے ہوتے ہیں۔ علم تو بحر بیکراں ہے۔ اس کی تو کوئی حد نہیں۔

مطالعہ کے اصول ہر محقق کے لئے مختلف ہو سکتے ہیں لیکن بنیادی باتوں میں شوق اور دلچسپی کا عمل دخل زیادہ ہوتا ہے۔ مطالعہ ذاتی دلچسپی اور شوق کے بغیر ہو ہی نہیں سکتا۔ انسان کے اندر ایک ایسا مادہ ہوتا ہے جسے ہم جستجو یا تلاش کا مادہ کہتے ہیں یہ اسے لئے لئے پھرتا ہے۔ قرآن مجید کہتا ہے: قل سیروا فی الارض

مطالعہ کی عادت انسان کو polish کر دیتی ہے اس کے قوت استدلال میں نکھار آ جاتا ہے۔

دوسری بات محقق کو محنت کا عادی ہونا چاہیئے وہ مطالعہ کو اپنا شعار بنا لے اسے ہر وقت ایک ہی دھن سوار رہے اور وہ مطالعہ کرنے کی۔ مطالعہ کے لئے راتوں کو جاگنا انسان کا مقدر بن جاتا ہے۔ وہ کتابیں خریدنے کے لئے اپنی دولت کی پرواہ نہیں کرتا۔

Marfat.com

مطالعہ کے لئے یکسوئی کی ضرورت ہوتی ہے۔روزانہ ایک وقت کا مطالعہ انسان کو پابند بناتا ہے۔نظم وضبط کا عادی بناتا ہے۔اسے ایک خاص وقت میں مطالعہ کی عادت ڈالنی چاہئے۔مثلاً میری یہ عادت ہے کہ میں صبح نماز کے بعد مطالعہ کرتا ہوں۔

مطالعہ کے لئے اگر ایک کمرہ مخصوص کر دیا جائے یا کوئی لائبریری میں Desk محفوظ ہوتو اس سے مدد ملتی ہے۔ایک خاص قسم کا ماحول مطالعہ کے لئے بہتر ہے۔ورنہ میں نے انگلینڈ میں یہ دیکھا ہے کہ دوران سفر ہر شخص مطالعہ میں مصروف رہتا ہے وہ کسی سے بات نہیں کرتا۔خواہ وہ مطالعہ کسی اخبار یا ڈائجسٹ کا ہی کیوں نہ ہو۔ٹیوب (انڈرگراؤنڈ ریلوے) میں بیٹھتے ہیں، ہر فرد خاموشی سے مطالعہ شروع کر دیتا ہے۔

تحقیق مطالعہ کے لئے محقق کو چاہئے کہ ساتھ ساتھ نوٹس لیتا رہے۔اور کتاب کے بارے میں مکمل معلومات جمع کرتا رہے۔اس طرح اس کا بے شمار وقت بچ جائے گا۔کیونکہ کتابوں کا حوالہ دینا ضروری ہوتا ہے۔

مطالعہ کے دوران جو بات ضروری معلوم ہو اور موضوع سے متعلق ہو اسے فوراً لکھ لے۔

مطالعہ کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنے Topic سے متعلق ہو۔ایک محقق کو چاہئے کہ وہ کسی کتاب کو لے کر اس کے عنوانات دیکھ لے جو مواد متعلقہ ہے اسے پڑھ لے باقی چھوڑ دے۔اگر کارآمد ہے تو اس کے نوٹس لے لے۔اپنی کتاب ہو تو نیچے یا اوپر لیڈ پنسل سے حاشیہ بھی لگا سکتا ہے۔

لائبریریوں میں بے شمار کتابیں ہوتی ہیں۔نیا محقق گھبرا جاتا ہے۔لیکن مشاق محقق اپنی ضرورت اور مطلب کی کتاب نکال لیتا ہے۔مطلب کی کتاب لے کر اپنے کام کے مواد پر انگلی رکھ دے۔اسے نوٹس کے لئے اپنے پاس رکھے یا فوٹوسٹیٹ کرالے۔

آج کل ہر انسان وقت کی کمی کا رونا روتا ہے۔ضروری ہے کہ تیزی سے مطالعے کی عادت ڈالے۔آنکھ کو تیزی سے گھمائے۔میرے ایک دوست نے امریکہ میں مجھے یہ بتلایا کہ کتاب جلدی سے پڑھا کرو اگر کوئی لفظ کا معنی سمجھ نہیں آرہا تو بس آگے بڑھ جاؤ اگر لفظ کا معنی دیکھنے بیٹھ جاؤ گے تو سات آٹھ لفظ دیکھ کر اکتا جاؤ گے اور مطالعہ چھوڑ دو گے۔

Marfat.com

ڈاکٹر گیان چند اپنی کتاب میں لکھتے ہیں:

''کتابیں ہوں کہ رسالے، سب کو جستہ جستہ اور منتخب پڑھنا ہوتا ہے۔ عمر محدود ہے۔ روزانہ زندگی میں پڑھنے کے علاوہ طرح طرح کے کام اور تقاضے ہیں۔ مکروہات دنیا کو نمٹانا ہوتا ہے۔ پڑھنے اور لکھنے کا وقت بے انتہا نہیں ہوتا۔ دن میں اوسطاً دو تین کتابیں روزانہ دیکھ لیتا ہوں...... کسی بھی تحقیق کے لئے کسی ایک کتاب کو دیکھنے اور نوٹ لینے میں چار دن سے زیادہ نہیں لگانے چاہئیں۔'' (ص169)

یہ سوال دلچسپ ہے کہ کس کتاب سے مطالعہ شروع کیا جائے؟ موضوع پر سب سے اچھی کتاب معلومات سے پُر کتاب کا مطالعہ کیا جائے۔

ان مقالہ جات کا مطالعہ ضروری ہے جو موضوع سے متعلق ہیں کیونکہ انہوں نے متعلقہ مواد کا خوب جائزہ لیا ہوا ہوتا ہے۔

جیسا کہ ذکر ہوا ہے کہ مطالعہ کے دوران نوٹس لیتے رہنا چاہئے۔ بعض مصنفین کے نزدیک تفصیلاً نوٹس لے لئے جائیں بعد میں کانٹ چھانٹ ہوتی رہے گی۔

2) نوٹس لینا:

1 کسی کتاب سے ضرورت سے زیادہ نوٹس نہیں لینے چاہئیں۔

2 نوٹ ساتھ ساتھ لیں۔ یا نشان لگاتے جائیں، یا نکات لکھ لیں۔

3 لفظ بہ لفظ نقل نہ کریں۔ اپنے الفاظ کا سہارا لیں۔ نقل کرنے سے سرقہ کا الزام عائد ہوتا ہے۔ اور Thesis، Reject ہو جاتے ہیں۔

4 اقتباس اگر من وعن نقل کرنا ہے تو قوسین ''..........'' میں لکھیں۔

5 نوٹ صحیح اور صاف لکھیں بار بار کسی بات کو دیکھنا اور پرکھنا اچھا نہیں۔ وقت کا ضیاع ہے۔

6 نوٹ میں وضاحت ہو کہ کسی محقق نے کیا رائے دی ہے یا حقائق کیا ہیں یا آپ کی اپنی رائے کیا ہے۔

Marfat.com

7 زبانوں کو تحریر کرتے وقت احتیاط ملحوظ خاطر رکھیں۔ الفاظ کم وبیش ہونے سے مفہوم میں فرق ہو جاتا ہے اور بعد میں سمجھ نہیں آتی۔ محقق حیران رہ جاتا ہے۔

8 نوٹس میں اس بات کو ترجیح دیں جو نئی ہو، نیز اس میں Attraction ہو۔

9 کسی کتاب کی تلخیص نہ کریں۔

10 جو بات لکھیں باحوالہ لکھیں۔

11 اپنے دعویٰ یا اپنی رائے کی تائید میں باتیں ڈھونڈیں۔ اس کو دلیل کہتے ہیں۔

12 الفاظ میں تسلسل قائم رکھیں۔ جملے بے ربط نہ ہوں۔

13 اگر کوئی بات کسی ثانوی کتاب میں ملی ہے تو اسے اصل کتاب میں بھی دیکھنے کی کوشش کریں۔ گائیڈ سے پرہیز کریں۔

14 کتاب لکھنے کے لئے نوٹس کا طریقہ اور مقالہ لکھنے کے لئے نوٹس کا طریقہ مختلف ہے۔ کیونکہ کتاب تو کم وبیش کتابوں کی تلخیص بھی ہوسکتی ہے۔ جبکہ مقالہ میں زیادہ مطالعہ کی ضرورت پیش آتی ہے۔ مگر یاد رہے کہ کتاب لکھنے کے لئے بھی زیادہ سے زیادہ کتب کا مطالعہ ازبس مفید ہے۔

جانسن لکھتا ہے:

''ایک آدمی ایک کتاب لکھنے کے لئے آدھی سے زیادہ لائبریری الٹ دے گا۔''

نوٹس اپنے پاس محفوظ رکھیں ان سے کسی بھی وقت رہنمائی کی ضرورت پیش آسکتی ہے۔

ایلٹک کے مطابق ''اچھا محقق ہونے کے لئے اچھا مشکک ہونا بھی ضروری ہے۔''

مواد کی فراہمی اور تسوید کے درمیان، مواد کا جائزہ اور اس تصحیح کا دشوار گزار مرحلہ آتا ہے۔ مواد کو پرکھتے ہوئے احتیاط کا دامن ہاتھ سے نہ جانے دیں۔

Marfat.com

3) مواد کے معتبر ہونے کے چند اصول

1 جس ماخذ سے زیادہ معلومات حاصل ہوں وہ زیادہ بہتر ہے اس کی استنادی حیثیت بھی کافی بڑھ جاتی ہے۔

2 جو مواد زیادہ کتب سے فراہم ہو اور مفہوم ایک ہی ہو وہ بھی معتبر سمجھا جاتا ہے۔

3 مصنف صحیح معنوں میں محقق ہو اور جانبدار نہ ہو تو مواد معتبر ہوگا۔

4 کتاب کی مارکیٹ ویلیو Market Value سے بھی مواد کے بہتر یا بہتر نہ ہونے کا پتہ چل سکتا ہے۔

5 کتاب کے طرز تحریر۔ انداز بیان سے بھی اندازہ ہو جاتا ہے۔

6 بعض اوقات چشم دید گواہوں پر بھی بھروسہ نہیں کیا جا سکتا۔

7 بعض اوقات حالات یا شکل وصورت بدل سکتی ہے۔ مثلاً کوئی فرد داڑھی کے بغیر ہو، بعد میں داڑھی رکھ لے۔

مواد کی پرکھ میں افراد کے اپنے بیان مختلف ہو سکتے ہیں ایک کہانی جب بار بار سنائی جائے تو یقیناً الفاظ بدل جاتے ہیں۔ انسانی کمزوریوں کا عمل دخل بہت زیادہ ہوتا ہے۔

بعض لوگ اگر اپنی عیب پوشی کرتے ہیں دوسرے اپنی مدح کوشی کرتے ہیں۔ مکمل سرقہ سے اجتناب ضروری ہوتا ہے۔ اس کو انگریزی میں Plagiarism کہتے ہیں۔ تعریف یہ ہے:

1 Passing off as one`s own ideas, words, and writings of others.

2 The false assumption of authorship. the wrongful act of taking the produrt of another person`s mind. Presenting it as one`s own.

سرقہ کی تین اقسام ہیں:

1۔ لفظ بہ لفظ چوری۔ 2۔ Patch work جملوں کو جگہ جگہ چپکا دینا۔

3۔ خلاصہ تیار کر لینا۔

Marfat.com

تیسری چوری، چوری نہیں اگر حوالہ دے کر بات کی جائے۔

سرقے کی گرفت وسعت مطالعہ کی بدولت ہوتی ہے۔اچھا استاد جو صاحب مطالعہ ہو گرفت کر سکتا ہے۔Software کی بدولت سرقہ کا پتہ چلانا آسان ہو گیا ہے۔

4) حزم واحتیاط کے اصول

1 صحت متن پر خاص توجہ دی جائے۔

2 ثانوی ماخذ پر اصل ماخذ کو ترجیح دی جائے۔

3 مبالغہ آمیزی کے الفاظ کو سمجھا جائے اور پرہیز کیا جائے۔

4 حوالہ اصل کتاب کا دیں اور ساتھ یہ بھی لکھیں کہ آپ نے یہ کہاں سے مواد لیا ہے اگر اصل ماخذ نہ مل سکے تو ثانوی سے کام چلا لیں۔

5 اگر ترجمہ کیا گیا ہے تو اصل نسخہ بھی پڑھیں تا کہ معلوم ہو سکے کہ ترجمہ درست ہے۔

6 سن کا خاص خیال رکھیں۔

7 الفاظ کا استعمال جانچ کر کریں۔حوالے سے بات کریں۔

یہ مقولہ یاد رکھیں۔ When in doubt, cite the source.

8 غیر اہم بیانات سے پرہیز کریں۔

9 تحقیق کرتے وقت حتمی بات نہ کہیں۔شاید کا لفظ استعمال کریں۔تحقیق میں کوئی چیز حرف آخر نہ سمجھیں۔

10 اپنے علمی سرمایہ کی بدولت تحقیق کو جتنا غلطیوں سے پاک بنا سکتے ہیں بنائیں۔کبھی تحقیق کے مکمل ہونے کا اعلان نہ کریں۔

5) تسوید:

اس عمل کی دو منزلیں ہیں:

1) تسوید 2) تبعیض

1) تسوید۔مسودہ تیار کرنا۔ 2) تبعیض مسودہ مقالہ میں ضروری ترمیم کرنا۔

Marfat.com

"Style is the man" اسلوب، شخصیت کا نام ہے۔ یعنی طرز تحریر ہی کسی مقالہ کی جان ہوتا ہے۔

تنقید اور تحقیق شخصیت کی عکاسی کرتی ہے۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ انسان کیا خیالات رکھتا ہے۔

ABD کا اصول (All But Dissertation)

تحقیق کا اصول ہے کہ مقالے کا بھوت سوار رہے۔ اگر دلچسپی نہ ہو تو یہ جملے عام طور پر سننے کو ملتے ہیں:

1) یار، مقالہ میری زندگی تباہ کر رہا ہے۔

2) مقالہ بور ہے۔

3) اس کے چنگل سے کیسے چھوٹ جاؤں۔

4) ساری عمر دوبارہ مقالہ لکھنے کا نام نہ لوں گا۔

موضوع سے واقفیت ہو تو مقالہ درست لکھا جائے گا۔ اس لئے غور و فکر کے بعد نقطۂ نظر متعین کرنا چاہیے۔

موضوع کے ساتھ ساتھ اٹھتے، بیٹھتے، سوتے، جاگتے انصاف کریں۔ اکثر مصنفین کے نزدیک تحقیق کو حاسد بھی کہا جا سکتا ہے۔ اس دوران دوسرا کام اگر کریں تو موضوع سے انصاف نہیں ہو سکتا۔

لکھنے کا وقت مقرر ہو، کمرہ مقرر ہو، کتابیں کھلی رہیں۔ لائبریریز میں اسی مقصد کے لیے Carol بنائے جاتے ہیں۔

خاص میز، کرسی، تخلیہ، وقت مقرر ہو، ضروری ہے کہ انسان پر ABD کا اصول سوار رہے۔

کارل مارکس نے اپنی کتاب ''سرمایہ The Capital'' برٹش میوزیم لائبریری میں لکھی اگر آدمی اپنی پسند کی کتابیں وقتاً فوقتاً خریدتا رہے تو ذاتی کتب خانہ کو نور بن جاتا ہے۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے:

''سکالر کو مسلسل کام کرتے رہنا چاہیے۔ کام نہ کرنا اسکالر کی موت ہے۔''

Marfat.com

رروزانہ جو کچھ لکھیں اسے ذہن میں لا کر ایک کاغذ پر ترتیب دیں۔ نکتے لکھ لیں، جاتے جاتے کل کے لئے بھی کچھ نکات لکھ ڈالیں۔ پہلا پیرا گراف لکھنا قدرے مشکل ہوتا ہے۔ بعدازاں سلسلہ چل نکلتا ہے، گھبرانا نہیں چاہئے۔Relax رہیں۔

مقالے (Thesis) میں جو دعویٰ یا مسئلہ بیان کرنا ہے اس کا مواد موجود ہو، اس کو ثابت کریں۔ زبان درست رکھیں۔

اسلوبFantastic ہو۔ نکات واضح ہوں۔

تحقیقی مضمون کے حصے:

1) تمہید 2) مسئلہ 3) مسئلہ کا پھیلاؤ

4) مواد کو مرتب کر کے پیش کرنا 5) خاتمہ

پانچوں حصے تمام اکائی نظر آنے چاہئیں۔

ضروری ہے کہ مقالہ!

1) قاری کے لئے دلچسپ ہو۔ 2) حقائق کی تاریخی ترتیب برقرار ہو۔

3) حقائق سادہ ہوں۔ 4) اقتباسات اور مقولے مختصر ہوں۔

5) اپنی تعریف کم کریں۔

6) اگر اپنی بات ہو اس کو اقتباس سے تقویت پہنچائیں۔

7) جملے درست کرتے رہیں۔ 8) مناسب مقامات پر زور دیں۔

9) اسلوب ایک نظر آئے 10) مواد ٹھوس ہو۔ تائیدی حوالے ہوں۔

11) مقالے کا مخاطب ذہن میں رکھ کر لکھیں۔

12) یہ نہ سوچیں کہ قاری کم علم ہیں آپ کے قاری زیادہ علم والے بھی ہو سکتے ہیں۔

13) تحریر دلکش ہو۔ مزاح نہ ہو مگر مزاح سے دور بھی نہ ہو۔

14) مفید معلومات ہوں۔ پہلا مسودہ آخری سمجھ کر لکھیں۔

15) دلائل واضح اور درست ہوں۔

16) لوگوں کے مذہب، علاقے، جنس وغیرہ کے بارے مصدقہ باتیں لکھیں۔

Marfat.com

17) تسوید کے وقت دو ایک اچھی لغات (Punctuation) کو Consult کریں۔

18) غلطیوں سے زیادہ سے زیادہ بچیں۔

6) رموز اوقاف

سرسید احمد کا رسالہ علامات قرأت اور مولوی عبدالحق کا اُردو میں رموز اوقاف آپ کے استعمال میں رہنے چاہئیں۔

اوقاف کے استعمال کے بغیر نہ تو تحریر میں کوئی چاشنی رہتی ہے اور نہ ہی مختلف مفاہیم کو احسن طریقے سے ادا کیا جا سکتا ہے۔ ہر محقق کو چاہئے کہ اپنی تحریر سے قبل ان علامات کا استعمال خود اچھی طرح جان لے۔ رموز اوقاف کا صحیح استعمال ہی ہے جو کسی تحریر میں نئی روح پیدا کرنے کا سبب بنتا ہے۔ رموز کی تفصیل یوں ہے:

1 فل سٹاپ (۔) (علامت وقفہ)

نقطہ جملے کے آخر میں ہوتا ہے۔ کسی بات کے خاتمے کا اظہار ہوتا ہے۔ مثلاً وہ لاہور چلے گئے۔

کاما (،) (علامت سکتہ)

اس سے لفظوں اور جملوں کے الگ ہونے کا کام لیا جاتا ہے۔ مثلاً سفر ہو یا حضر، دن ہو یا رات، صبح ہو یا شام ہمیں اپنا کام کرتے رہنا چاہئے۔

کولن (:) (علامت رابطہ)

کولن ٹھہراؤ کو ظاہر کرتا ہے مگر دو جملوں کے درمیان۔ اردو میں اس کا استعمال کسی کے قول کو ظاہر کرنے سے بھی کیا جا سکتا ہے۔ مثلاً بقول ابوحنیفہ:

کسی بات کی تشریح کرنا مثلاً تحقیق دو قسم کی ہوتی ہے: بیانیہ اور تاریخی:

Marfat.com

سیمی کولن (؛) (علامت وقفہ)

جملوں میں مختلف چھوٹے پیراگراف یا باتوں کو سیمی کولن ; سے ظاہر کرتے ہیں۔ سیمی کولن دو یا دو سے زائد جملوں کے درمیان بھی استعمال ہوتا ہے۔

علامت استفہام (؟) سوالیہ نشان-Question Mark

یہ علامت سوال کو ظاہر کرتی ہے۔ انگریزی اور اردو میں اس کا استعمال عام ہے۔ اس کا دوسرا مقصد یہ بھی ہے کہ جب کوئی Statement پر شک ہو۔ اس کے درست ہونے یا نہ ہونے کا یقین نہ ہو تو سوالیہ نشان لگا کر بات کو مشکوک قرار دیا جاتا ہے۔

کوئی غیر مصدقہ خبر کے آگے صحافی اخبار میں یہ علامت استعمال کرتا ہے۔

حرف ندائیہ (!)

اس کا استعمال بہت کم ہوتا ہے۔ کسی کو پکارنے کے بعد یہ حرف استعمال کیا جاتا ہے۔ اشرف! تم کہاں تھے۔ دل ناداں! تجھے ہوا کیا ہے۔

قوسین۔ چھوٹا بریکٹ ()

ایسا جملہ جو جملہ کے اندر الگ نوعیت رکھتا ہو، اسے بریکٹ میں لکھا جاتا ہے یا کسی بات کی تشریح ہو۔ یا بعض اوقات کسی لفظ کے متبادل ایک لفظ لکھ کر اس کو ظاہر کرتے ہیں۔

متن میں حوالہ درج کرنے کے لئے بریکٹس کا استعمال کیا جاتا ہے۔

بڑا بریکٹ [ ]

یہ بھی جملوں یا الفاظ کو محصور کرنے کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ بعض اوقات متن میں کوئی لفظ چھوٹ جاتا ہے تو اس کو مکمل کرنے کے لئے یہ بریکٹ استعمال ہوتا ہے مثلاً متن میں ممکن کا لفظ لکھا ہے۔ لیکن یہ لفظ ناممکن ہے تو اس کو یوں لکھیں گے [نا] ممکن۔

Marfat.com

واوین '' ''Commas (علامت اقتباس)

کوٹیشن کے لئے یہ الفاظ ہوتے ہیں۔

کسی کا قول ہوتو Commas میں لکھیں۔اگر کسی لفظ کو نمایاں کرنا ہوتو واوین استعمال کریں۔اقتباس کو واوین میں لکھیں۔

اکہرے واوین ' '

واوین کے اندر اگر کوئی اور بات یا مقولہ لکھنا ہوتو اکہرے واوین میں لکھتے ہیں اس کا استعمال اکثر ہوتا ہے مثلاً ''خدا نے 'کن' کہا اور دنیا پیدا ہوگئی۔''

خط کشیدہ کرنا یا انڈر لائن کرنا: (علامت توجہ)

اسے علامت توجہ بھی کہتے ہیں کسی لفظ کی اہمیت کو ظاہر کرنا ہوتو خط کشیدہ کرتے ہیں۔ مثلاً جماعت اوّل۔

کتابیات میں کتابوں کے نیچے عام طور پر انڈر لائن کرتے ہیں۔

تین نقطے یا Hyphen لگانا:

کسی عبارت یا جملے کا باقی حصہ محذوف کرنا ہوتو... لگا دیتے ہیں۔

ستارہ ☆

یہ نشان کسی لفظ کی اہمیت کو ظاہر کرتا ہے متن کی تحقیق کرتے وقت یہ نشان لگانے سے Margin پر Explanation دی جاتی ہے۔

ترچھی لکیر /

دو متبادل جملوں یا لفظوں کو علیحدہ علیحدہ کرنا ہوتو ترچھی لکیر استعمال کرتے ہیں یا سن عیسوی اور سن ہجری کو الگ کرتے ہوئے یہ علامت استعمال ہوتی ہے۔مثلاً 1212ھ / 1827ء تاریخ کے درمیان بھی ڈال دیتے ہیں۔12/12/12

Marfat.com

ضرب کا نشان X

کسی سائز کو ظاہر کرنا ہو تو اسے استعمال کرتے ہیں مثلاً کمرے کا سائز 12x14 ہے۔
پروف ریڈنگ کرتے ہوئے کسی لفظ کو غلط قرار دیا جاتا ہے۔X

انچ "

انچ ایک پیمانے کی قدر کا نام ہے اسے ظاہر کرنے کے لئے استعمال ہوتا ہے مثلاً
میز کا سائز "12"x14 انچ ہے۔

فٹ '

زبر کی علامت فٹ کو ظاہر کرتی ہے کسی کی قبر کا سائز '2'x21 فٹ ہوسکتا ہے۔

مساوی کا نشان =

جملوں میں مطابقت یا بعض اوقات برابری مطلوب ہوتی ہے۔
گل = گل رعنا۔ فارمولوں میں اس کا استعمال عام ہے۔

علامت حوالہ/ ؎

حوالہ دینے کے لئے اس کا استعمال ہوتا ہے نیز شاعر کے شعر کا ایک
مصرعہ بھی اس سے ظاہر کرتے ہیں۔

علامت تخلص ؔ

تخلص کو ظاہر کیا جاتا ہے۔ شعراء حضرات عام طور پر اس کو استعمال کرتے ہیں۔ مثلاً
حالؔی، غالبؔ
نمبر شمار کے لئے بھی اس کا استعمال کیا جاتا ہے۔

Marfat.com

اعداد لکھنے کا طریقہ:

1 دو ہندسوں تک الفاظ میں لکھیں، مثلاً اسی، سو وغیرہ۔

2 دو ہندسوں سے زیادہ والے لفظ عدد میں لکھیں۔ مثلاً ایک سو تین 103۔

3 جملے کے آخر میں یا شروع میں اگر کوئی عدد ہو تو لفظوں میں لکھنا چاہئے۔

4 سن، تاریخ، صفحات کا شمار ہندسوں میں لکھیں۔ p.2.2002

امریکہ میں مہینہ پہلے لکھتے ہیں 2.8.2002۔ (فروری 8 2002)

5 کسور والے اعداد، الفاظ میں لکھ دیں، مثلاً سوا، آدھ وغیرہ۔

6 فی صد کو لفظوں میں بھی لکھ سکتے ہیں نشان بھی استعمال کر سکتے ہیں۔ (فیصد ٪)

7 کتاب کی فہرست والے صفحات کو حرف ابجد سے ظاہر کریں۔ الف، ب، ج، وغیرہ۔ یا رومن ہندسوں سے ظاھر کریں۔ (i) (ii)

8 (مرکب الفاظ) اکٹھے لکھیں ایسے الفاظ جو دو حصوں میں بنے ہوں مثلاً خوب تر۔

بعض الفاظ/مرکبات مفرد کا درجہ حاصل کر چکے ہوتے ہیں ان کو اکٹھا لکھیں۔

مثلاً پاسبان، جانور، بلکہ، چونکہ، کیونکہ

قرآن مجید کے رموز اوقاف:

قرآنی اوقاف علامتوں کی صورت میں لکھے جاتے ہیں۔ م، ط، ز، ص، ق، س، صل، صلی اور لا معروف علامتیں ہیں۔ یہ علامتیں اردو میں استعمال نہیں ہوسکتی تھیں۔ ان علامتوں کا اردو کے ساتھ خلط ملط ہونے کا خطرہ تھا اس لئے انہیں قرآن تک محدود رکھا گیا۔ اردو میں سب سے پہلے اوقاف الطاف حسین حالی کی کتاب یادگار غالب میں استعمال ہوئے۔ رموز اوقاف کا فائدہ یہ ہے کہ مطلب سمجھنے میں آسانی ہوتی ہے۔ آیت کے ختم اور شروع ہونے کا پتہ چلتا ہے۔ جملوں میں سلاست، سادگی اور حسن کا پتہ چلتا ہے۔

Marfat.com

باب ہشتم...........حوالہ جاتی کتب

1 A.J. Roth, The research Paper, Form And Content

2 George Watson, The literary Thesis

3 G.t.Parsons, Thesis And Project Work.

4 پروفیسر علی حیدر، اردو میں انگریزی رموز اوقاف، (حوالہ نمبر 9)

5 ممتاز منگلوری، اردو میں رموز اوقاف، (حوالہ نمبر 9)

6 ڈاکٹر گیان چند، تحقیق کا فن، مقتدرہ قومی زبان، اسلام آباد

7 سر سید احمد خاں، علامات قرأت، تہذیب الاخلاق، 1219ھ

8 محمد احسن خان، اردو میں رموز اوقاف کا استعمال، روداد سیمینار، مرتبہ اعجاز راہی، مقتدرہ قومی زبان، اسلام آباد، 1985

9 ڈاکٹر غلام مصطفی خان، املاء اور علامت وقف، ''اردو املاء اور رموز اوقاف''، مرتبہ ڈاکٹر گوہر نوشاہی، مقتدرہ قومی زبان، اسلام آباد، 1986

Marfat.com

باب نہم:

حوالہ دینے کا طریقہ اور اقتباس

1- حوالہ دینے کے مقامات

2- حوالہ کس طرح دیا جائے

3- حوالہ کیلئے ضروری باتیں

اقتباس

تعریف

اقتباس لکھنے کا طریقہ

حوالہ جاتی کتب

Marfat.com

Marfat.com

باب نہم:

حوالہ دینے کا طریقہ اور اقتباس

Referring to a Text and Quotations

تحقیقی عمل محقق کے ذاتی افکار و خیالات نہیں ہوتے۔وہ دوسروں کے کام کا مطالعہ کرتا ہے اور اپنے مقالہ میں شامل کرتا ہے۔اس کا حوالہ ضروری ہے۔

1) حوالہ دینے کے مقامات:

حوالہ دینے کے مقامات جو مروج ہیں وہ درج ذیل ہیں۔

1 ہر صفحے کے نیچے درج کئے جاتے ہیں، اس کے فوائد یہ ہیں: پڑھنے والے کو دقت نہیں ہوتی۔فوراً نظر جاتی ہے۔اطمینان سے آگے بڑھتا ہے۔

تاہم خامی بھی ہے کہ قاری بار بار حوالوں کو دیکھتا ہے، مسلسل توجہ برقرار نہیں رکھ سکتا۔کچھ دیر بعد اکتا جاتا ہے۔دوسرا یہ کہ بعض اوقات حوالے بے حد زیادہ ہوتے ہیں ایک صفحہ پر لکھنا ممکن نہیں ہوتے دوسرے صفحہ پر پھر بقیہ کے لفظ سے شروع کرنا ہوتا ہے۔ یہ طریقہ کچھ odd سا بن جاتا ہے۔بہر حال ہر طریقہ میں خوبیاں خامیاں ہوتی ہیں، آج کل یہ طریقہ Thesis میں مفقود ہوتا جا رہا ہے۔لیکن کتابوں کی حد تک باقی ہے۔

2 دوسرا طریقہ یہ ہے کہ ہر باب کے آخر میں حوالہ دینا ہوتا ہے۔Thesis یا کتاب میں نمبر وار حوالے کا نمبر درج کرتے جائیں آخر میں ترتیب کے ساتھ حوالہ دیں یہ طریقہ آج کل پسند کیا گیا ہے۔اور استعمال میں ہے۔

Marfat.com

3 Thesis یا کتاب کے آخر میں سارے حوالہ جات ایک ساتھ ابواب بندی کے ذریعے درج کئے جاتے ہیں، یہ طریقہ بھی مقبول ہے۔ بلکہ کسی حد تک درست ہے۔لیکن جس جس طرح زمانہ کروٹیں لیتا ہے اسی طرح ریسرچ بھی طریقہ بدلتی رہتی ہے۔ یکسانیت سے ہر کوئی تنگ آتا ہے، جدت ضروری ہے۔ یہ طریقہ کسی حد تک سٹرانگ (Stròng) نظر آتا ہے۔

2) حوالہ کس طرح دیا جائے؟

1 پہلے مصنف کا نام پھر کتاب کا نام پھر مطبع پھر سن پھر جلد پھر ص۔ بعض لوگ کتاب کا نام پہلے اور مصنف کا نام بعد میں دیتے ہیں، یہ طریقہ غلط ہے اور متروک ہو چکا ہے، احتیاط کریں۔لیکن یار لوگ باز نہیں آتے۔ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ مصنف اور کتاب کے بعد جلد نمبر اور ص نمبر لکھ دیا جائے۔ باقی تفصیلات بعد میں۔ یہ طریقہ مقبول ہو رہا ہے۔حوالہ کے لیے Chicago manual دیکھ لیا جائے۔

2 اگر پہلے حوالہ کو دوبارہ دینا مطلوب ہو تو ایضاً لکھ دیں یا Ibid لکھ دیں۔ تاہم صفحہ نمبر مختلف ہو تو وہ لکھ دیں۔

3 اگر صفحات زیادہ ہیں تو ص40-50 یا pp.40-50 لکھیں اگر Mss کا صفحہ تو Fol اور صفحات ہوں تو Fols لکھتے ہیں۔

مثلاً fol.8-a، Fols.8ab

4 اگر کہیں Compare کرنا ہو تو Cf لکھیں۔یعنی موجودہ حوالے کی پہلے سے دیئے گئے حوالے کی مطابقت دکھانا مقصود ہو یا مخالفت بتانا مقصود ہو تو لفظ Cf لکھیں۔

5 صفحہ نمبر کو loc.cit سے ظاہر کر سکتے ہیں۔

دونوں کو Op.cit loc.cit لکھتے ہیں۔

6 جس کتاب کی طباعت کا پتہ نہ ہو تو (no place of publication) یا n.P لکھیں یا س ن لکھ دیں۔

Marfat.com

7 اگر سن اشاعت معلوم نہ ہوتو (سن ندارد) یا (تاریخ ندارد یا(no date) یاND لکھیں۔

8 حوالہ ایک دفعہ مکمل لکھیں بعد میں صرف کتاب کا نام اور ص دیں۔ بار بار مکمل حوالہ نہیں دیتے۔

9 بعض اوقات محقق مقالہ لکھتے ہوئے کہتا ہے: ''شبلی نعمانی نے اپنی کتاب سیرۃ النبیؐ میں لکھا ہے'' تو ایسی صورت میں صرف حوالہ کے لئے ص نمبر درج کریں۔ دوبارہ حوالہ میں کتاب کا نام لکھنا ضروری نہیں ہے۔

10 بعض اوقات ایک سے زیادہ مصنف ہیں سب کے نام لکھیں۔ یا کم از کم پہلے دو کا نام لکھیں۔

اگر کتاب کسی ادارے نے لکھی ہے تو ادارہ کا نام پہلے باقی تفصیلات بعد میں مثلاً انسائیکلو پیڈیا آف اسلام...... پہلے لکھیں۔

11 اگر مصنف یا مؤلف معلوم نہ ہوتو شروع میں یہ لکھیں کہ ''مصنف نامعلوم'' باقی تفصیلات مکمل دیں اگر نہ ہوں تو نہ دیں۔ ایسا بہت کم ہوتا ہے۔

12 اگر کسی مقالہ کا حوالہ دینا ہو اور وہ مقالہ کسی کتاب کے مجموعے مقالات میں ہوتو پہلے مؤلف کا نام دیں پھر مقالہ کا نام دیں۔ پھر مجموعے کا نام پھر باقی کوائف۔

13 اگر Thesis کا حوالہ ہوتو Thesis کا نام بعد میں پہلے مقالہ نگار کا نام لکھیں پھر یونیورسٹی یا لائبریری پھر ص نمبر۔

14 اگر کسی رسالے کے مضمون کا حوالہ ہوتو پہلے مضمون نگار کا نام، پھر مضمون پھر ساری تفصیل۔ رسالے کے نیچے لکیر لگا دیں، اکثر مقالہ نگار کتاب کے نیچے بھی لکیر لگاتے ہیں یا Bold کر دیں یا italics میں لکھ دیں۔

15 اگر مخطوطہ کا حوالہ ہوتو پہلے مخطوطہ کا نام دیں پھر مصنف کا نام پھر کیٹلاگ کا نام پھر لائبریری اور نمبر صفحہ دیں۔ مصنف کا نام بھی پہلے دے سکتے ہیں۔

16 اگر کسی کتاب کے ترجمے کا حوالہ ہوتو اس کی کتاب کا نام پھر اس کے مصنف پھر مترجم پھر دیگر تفصیلات دیں۔

Marfat.com

17 اگر کسی دائرہ معارف کا حوالہ ہوتو مضمون کا نام مقالہ نگار کا نام دائرہ المعارف کا نام باقی کوائف۔

18 اگر ڈکشنری کا حوالہ ہوتو اس ڈکشنری کا نام اور مؤلف کا نام باقی حوالے کی ضرورت نہیں۔ مثلاً المنجد، ابن منظور۔ص 20

19 اگر قرآن مجید کا حوالہ دینا ہوتو۔ قرآن مجید (سورۃ) آیت نمبر۔

مثلاً قرآن (الاعراف) 12:7۔ یا الاعراف (12:7) یا Q, 7:12

اگر تفسیر کا حوالہ ہوتو مؤلف کا نام، تفسیر کا نام، دیگر تفصیلات۔

اسی طرح حدیث کی کتاب کا حوالہ دیں۔

20 اگر کسی کانفرنس میں کی گئی کارروائی کا حوالہ دینا ہوتو کانفرنس کے موضوع کا نام، ادارے کا نام، پھر وہ مقالہ اور سال کا ذکر جہاں کانفرنس ہوئی ہو پھر ص نمبر۔

21 اگر کسی سرکاری دستاویز کا حوالہ دینا ہوتو اس ادارے کا نام جہاں سے دستاویزات شائع ہوئی ہے اگر مؤلف کا نام معلوم ہوتو پہلے اس کا نام دیں۔

22 اگر کسی عدالتی کارروائی کا نام ہوتو کسی case کا نام وغیرہ دینے سے پہلے کورٹ کا نام لکھیں۔ مثلاً ملتان ہائی کورٹ، راؤ محمد اکبر بنام اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور۔ ((19/7/2000_370

23 اگر اخبار کا حوالہ ہوتو اس طرح محمد اکرم رانا، ڈاکٹر حمید اللہ، نوائے وقت ملتان، 20 جولائی 1990ء

24 اگر ریڈیو یا ٹیلی ویژن کے کسی پروگرام کا حوالہ ہوتو شرکاء کے نام پروگرام کا موضوع، ملتان ریڈیو سٹیشن یا PTV، 16 جولائی 1991ء وقت شام چار بجے۔

25 اگر خط کا حوالہ ہو، ذاتی خط، مطبوعہ ہو، مرتب نام، خط، مقالہ یا کتاب کا نام، کتاب کے مصنف کا نام، مقام اشاعت، باقی تفصیلات۔ غیر مطبوعہ، مخطوطے کے حوالے کی طرح حوالہ دیا جائے۔

Marfat.com

3) حوالہ کیلئے ضروری باتیں:

1 جس زبان میں کتاب ہو اس زبان میں حوالہ دینا ضروری نہیں Transliteration استعمال کریں۔

2 اصلی ماخذ کا حوالہ بہتر ہے نہ ہو تو ثانوی ماخذ کا حوالہ دیں۔

3 اگر متن میں کوئی چیز واضح نہ ہو تو اس کی تشریح حوالہ کی جگہ Footnote کی صورت میں کریں۔

4 متن میں اگر کسی شخصیت کا نام ہو تو حاشیہ یعنی حوالہ کی جگہ اس کے بارے مختصر معلومات فراہم کرنا محقق کی ذمہ داری ہے۔

5 اگر متن میں کسی ملک یا شہر کا نام ہو تو اس کی تشریح بھی دیں۔

اقتباس:

تعریف:

کسی کتاب، رسالے، دستاویزات اخباری بیان یا مخطوطے سے کوئی رائے بعینہ لکھ دینا اقتباس کہلاتا ہے، مقالہ میں رائے کا حوالہ دینا ضروری ہوتا ہے ورنہ علمی بددیانتی کے مترادف ہے۔ اقتباس ایک لائن بھی ہوسکتا ہے اور مکمل پیراگراف بھی، زیادہ بھی۔

اہمیت: اقتباس کسی محقق کی علمی اور تحقیقی معاونت کرتے ہیں، کسی اقتباس کو محقق تحقیقی مواد میں بطور استشہاد کے پیش کرتا ہے، کوئی اقتباس لیتے وقت دو امور کو سامنے رکھیں۔

(1) اقتباس کی صحت، اقتباس کی موزونیت، اقتباس کی صحت سے مراد عبارت کا اصل متن کے مطابق ہونا ہے اس میں تبدیلی کی اجازت نہ ہے۔ اقتباس اگر بلا واسطہ ہو تو درست کہلاتا ہے اگر بالواسطہ ہو تو اس کی صحت مشکوک ہو جاتی ہے، اقتباس کی موزونیت سے مراد یہ ہے کہ جو عبارت بطور سند پیش کی جا رہی ہے وہ عین ربط رکھتی ہے اور بے جا طوالت کا شکار نہیں ہے۔

Marfat.com

اقتباس لکھنے کا طریقہ:

1 اگر اقتباس ایک یا دو سطور پر مشتمل ہے تو اسے دوہرے "واوین" یا قوسین میں لکھا جاسکتا ہے۔ اگر کوئی اقتباس غیر معمولی حیثیت رکھتا ہے تو اسے اپنی تحریر سے نمایاں کر کے لکھنا چاہئے۔

2 آج کل مروجہ طریقہ یہ ہے کہ صفحے کی تحریر سے ہٹ کر اسے سکیٹر کر لکھیں۔ اسے pot یا جگہ/ خط چھوڑنا کہتے ہیں انگریزی میں ایک طرف چھوڑا جاتا ہے جبکہ اردو میں دونوں طرف۔

3 کسی عبارت یا اقتباس کو Italic سے نمایاں کیا جاسکتا ہے۔

4 اقتباس کے اندر اگر اقتباس لکھنا ہو تو پہلے واوین اور اندر اکہرے واوین استعمال کرتے ہیں۔

5 اقتباس میں رموز اوقاف کا اسی طرح خیال رکھنا ہوگا جس طرح عام عبارت میں رکھا جاتا ہے۔

6 محذوف عبارت کے لئے تین نقطے استعمال کئے جاتے ہیں۔

7 اگر ایک پیرا محذوف کرنا ہو تو پوری سطر پر نقطے لگا دیں۔

8 اگر اقتباس میں کوئی لفظ یا جملہ سمجھ نہ آئے تو آگے بریکٹ میں (کذا sic) لکھ دیں اس کا مطلب ہے کہ اس طرح لکھا ہے۔

9 اگر کسی جملہ کی وضاحت کرنی ہے تو بریکٹ میں وضاحت کر دیں۔

10 اقتباس کے خاتمہ پر نمبر ڈال کر آخر میں حوالہ ضرور دیں، اگر کسی نام یا جگہ کی وضاحت کرنی ہے تو اسی نمبر کے تحت کر دیں۔ حاشیہ ہمیشہ مختصر لکھیں۔ طوالت درکار ہے تو علیحدہ سے ضمیمہ لکھ کر شامل کریں۔

11 حوالہ دینے کا طریقہ اوپر درج کیا گیا ہے۔

12 کتاب کا نام خط کشیدہ کر دیں یا Bold کر دیں یا Italic۔

13 اگر اقتباس میں شروع سے کوئی چیز حذف کرنا ہے تو تین نقطے (...) لگائیں یا ان نقطوں کے برابر جگہ چھوڑ دیں اور لائن لگا دیں۔

Marfat.com

14 اقتباس سے قبل کچھ لفظ یا جملہ تحریر کریں تا کہ اقتباس کے بارے پتہ چل سکے کہ آپ اقتباس دے رہے ہیں۔

اقتباس کی ضرورت:

1 کسی مصنف کا نقطہ نظر معلوم کرنا۔
2 دو خیالات کا موازانہ کرنا۔
3 اپنے مقالہ کو خوبصورت بنانا۔
4 کسی رائے سے انحراف کرنا۔
5 کسی ادبی تحریر کو اجاگر کرنا۔

حصولِ اقتباس میں احتیاط:

1 زیادہ اقتباس نہ لئے جائیں۔
2 لمبے اقتباس سے پرہیز کریں۔
3 اقتباس کی عبارت ہر لحاظ سے درست ہو۔
4 دعوے کے ثبوت میں جو عبارت ہو وہ دعوے سے متعلق ہو فالتو بات کا ذکر نہ کریں۔
5 اقتباس میں رموز اوقاف کا خیال رکھیں۔

Marfat.com

باب نہم......حوالہ جاتی کتب

1 ڈاکٹر گیان چند، تحقیق کا فن، مقتدرہ قومی زبان اسلام آباد

2 ڈاکٹر سلطانہ بخش، اردو میں اصول تحقیق، مقتدرہ قومی زبان اسلام آباد

3 ڈاکٹر سعید اللہ قاضی، اسلامی اصول تحقیق، ادارہ تعلیمی تحقیق، تنظیم اساتذہ پاکستان 2002ء

4 کرنل غلام سرور، حوالہ جات کا طریق کار، اردو میں فنی تدوین، مرتب ڈاکٹر ایم ایس ناز

Marfat.com

باب دہم:

کتابیات

1- کتابیات، مفہوم ومعنی

2- کتابیات کی تاریخ

3- کتابیات کی اسلامی تاریخ

4- کتابیات کی ضرورت واہمیت

5- کتابیات کی اقسام

6- کتابیات مرتب کرنے کا طریقہ

عارضی فہرست

فائنل فہرست

i) اردو کتب کے لئے ii) انگلش کتب کے لئے

حوالہ جاتی کتب

Marfat.com

Marfat.com

باب دہم:

کتابیات

Bibliography

1) کتابیات، مفہوم و معنی:

کسی خاص بحث سے متعلق کتابوں کی فہرست کو کتابیات کہتے ہیں۔ انگلش میں اس کے لئے لفظ ببلیو گرافی (Bibliography) استعمال ہوتا ہے۔ یہ دو یونانی الفاظ ببلوس (Biblios) جس کے معنی کتاب اور گرافو (Grapho) جس کے معنی لکھنا ہے، سے اخذ کیا گیا ہے۔ کتابیات کے لئے فہرست مراجع و مصادر کا لفظ بھی استعمال ہوتا ہے۔

کتابیات کا لفظ کتابوں کی اس باقاعدہ مدون فہرست کے لئے استعمال کیا گیا ہے جو ان لوگوں کے فائدے کے لئے مرتب کی گئی ہوں جو کسی خاص موضوع پر لکھے ہوئے مواد کے متعلق معلومات حاصل کرنا چاہتے ہوں۔

Bibliography is the name applied to the science, art or most typical product of the art of recording published material.

(ببلیو گرافی ایسے علم وفن کا نام ہے جس میں مطبوعہ مواد (کتب) کو ریکارڈ کیا جاتا ہے)

In its widest meaning, bibliography includs all studies relating to the physical and intellectual aspects of books.

(وسیع مفہوم میں ببلو گرافی تمام علوم کی کتب کا احاطہ کرتی ہے، چاہے ان کا تعلق مادیت سے ہو یا روحانیت سے)

Marfat.com

انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا کے مطابق:

Bibliography is the systematic study and description of books.

(ببلوگرافی منظم طور پر کتابوں کی فہرست تیار کرنے کا نام ہے)

Bibliographyis either (1) The listing of books according to some system (2) or the study of books as tangible objects.

Bibliography may also consists of the physical features of a number of books including the paper used, the binding, printing, typography and production preocess.

کیمبرج انسائیکلوپیڈیا کے مطابق:

Bibliography is the study of the history, indentification and description of books, seen as physical objects, including the materials used and the method of production.

Bibliography is a book or a list in a book containing systematic details of an author`s writtings or of publication on a given subject or period.

یہاں کتابیات سے مراد ان کتابوں کی فہرست مرتب کرنا ہے جو کسی مقالہ نگار نے اپنی تحقیق کے دوران Consult کیں۔

2) کتابیات کی تاریخ:

انسائیکلوپیڈیا امریکانہ کے مطابق:

In the 17th century, the word was adopted to mean writting about books. It began to desplace such words as catalogue and Bibliography in the title of book listing.

Early uses of the term are found in Gabriel Naucle`s BBibliographia politica (Paris-1933) ...... An Extended discussion of Bibliography appeared in the first edition of the Encyclopadia Americana (1829).

Marfat.com

3) کتابیات کی اسلامی تاریخ:

اسلامی کتابیات میں جو سب سے نمایاں کارنامہ انجام دیا گیا وہ ''کتاب الفہرست' کی تدوین ہے۔ اس کا مصنف ابن الندیم بغداد کا ایک کتب فروش تھا۔ اسلامی کتابیات میں سے ایک اور اہم تالیف ''کشف الظنون عن اسماء الکتب والفنون'' ہے جس کے لئے مواد جمع کرنے میں عثمانی عالم حاجی خلیفہ نے بیس سال کے قریب صرف کئے۔ انفرادی مصنفین کی تصنیفات کی فہرستیں بھی پائی جاتی ہیں۔ مثلاً رازی کی تصنیفات کی فہرست، مؤلف البیرونی، امام غزالی کی تصنیفات کی فہرست۔

شیعوں نے اپنے فرقے کے مصنفین کی کتابیات کی ترتیب میں بہت انہماک سے کام لیا ہے۔ سب سے پہلی فہرست محمد بن الحسن الطوسی نے لکھی۔

کتابیاتی تاریخ ادبیات کی ترتیب کے ضمن میں جو روایت ابن الندیم اور حاجی خلیفہ نے قائم کی تھی، اس کو ہمارے زمانے میں ''بروکلمان نے جاری رکھا۔ بروکلمان نے اپنے مواد کو تاریخ وار ترتیب دی ہے اور سٹوری نے اس کو موضوعات کی بنیاد پر مرتب کیا ہے۔

زمانہ حال میں خود اسلامی ممالک نے اپنی کتابیات مرتب کرنے میں بہت کچھ حصہ لیا ہے۔ 1918ء میں یوسف الیان سرکیس نے اپنی کتاب ''معجم المطبوعات للعربیہ والمعربہ'' شائع کی۔ ایک فارسی قومی کتابیات مرتبہ ڈاکٹر ایرج افشار ''فرہنگ ایران زمین'' میں 1954ء میں شائع ہوئی ہے۔

4) کتابیات کی ضرورت واہمیت:

کتابیات محقق کے لئے بنیادی ذریعہ معلومات ہے۔

انسائیکلوپیڈیا امریکانہ کے مطابق:

No discussion of Bibliography in its modern applications can neglect to mention its relation to the increasing need for rapid and accurate methods of communcation in formation and similarly its relations to the requirement for the rapid and accurate retrieve of infromation from the enormous accumulations of records on which contemporary civilization depends.

Marfat.com

کتابیات کی ضرورت واہمیت کے حوالے سے انسائیکلو پیڈیا برٹانیکا میں درج ذیل الفاظ سے وضاحت کی گئی ہے:

:These Bibliography are then used by students and scholars to gain access to infromation about material for study in a given area and to help establish such facts about a book as printing date, authenticity and its value for textual study"

درج بالا بحث کا مختصراً مفہوم یہ ہے کہ کتابیات ریسرچ میں ایک تحقیق کنندہ کی بہت مدد کرتی ہے۔ کتابیات کی مدد سے تحقیق کے لئے منتخب عنوان پر مواد کی تلاش آسان ہوجاتی ہے۔ اور یقیناً ریسرچ میں سب سے مشکل مرحلہ مواد کی تلاش ہی کا ہوتا ہے۔ کتابیات کے ذریعے علمی مواد کو آئندہ نسلوں کے لئے محفوظ کیا جاسکتا ہے۔ خالد رشید لکھتے ہیں:

> ''لائبریری کی کتب سے استفادہ کے لئے سب سے پہلے کتب خانہ کی مرتب شدہ فہرست کتب (Catalogue) سے استفادہ کرنا پڑتا ہے تاکہ ذخیرہ کتب میں سے شناخت اور انتخاب آسان ہوجائے اور کم سے کم وقت ضائع کرکے ہم اپنی مطلوبہ کتاب حاصل کرسکیں۔ لائبریری سے کسی بھی کتاب کے حصول سے قبل کتاب کا عنوان و موضوع، مصنف یا مترجم، ناشر وغیرہ کا معلوم ہونا ضروری ہے۔ اگر ان معلومات سے ایک کا بھی علم ہو تو ہمیں کیٹلاگ کی مدد سے مطلوبہ کتاب تک رسائی حاصل ہوسکتی ہے۔''

تحقیق کا ایک اہم قدم ماخذ کی فہرست تیار کرنا ہے ابتداء میں تحقیقی مقالے کے خاکے کے ساتھ ماخذ کی عارضی فہرست بنائی جاتی ہے یعنی محقق جس موضوع پر کام کرنا چاہتا ہے اس پر کتب، رسالوں، مضمونوں وغیرہ کی شکل میں اب تک جو کچھ لکھا جاچکا ہے اس کی فہرست تیار کرتا ہے جو اس کے ذہن میں موجود ہیں یا جن کے متعلق اسے معلومات حاصل ہوتی ہیں۔ اس کے بعد تلاش کا کام شروع ہوتا ہے۔ یہ وقت طلب اور صبر آزما مرحلہ ہے۔ نوجوان محقق کو مستقل مزاجی سے کام لینا ہوتا ہے۔

Marfat.com

اس موقع پر اسے تفصیلی یا تنقیدی طور پر پورے مواد کو پڑھنے کی ضرورت نہیں بلکہ صرف یہ دیکھنا ہے کہ اس موضوع سے متعلق کام کی چیزیں کون سی ہیں۔ ساتھ ہی اس موضوع کی اہمیت وسعت، مواد کی قلت اور غلطیوں کا پتہ چل جاتا ہے۔ مفید اور غیر مفید مواد میں تمیز ہو جاتی ہے۔ بعض اوقات کتاب کی فہرست مندرجات یا اشاریہ سے بھی کام لیا جا سکتا ہے۔"

5) کتابیات کی اقسام

انسائیکلوپیڈیا امریکانہ میں کتابیات کی اقسام کو درج ذیل الفاظ میں زیر بحث لایا گیا ہے:

The main branches of Bibliography are:

1- analytical Bibliography

Uses detailed study in order to cover evidence regarding the facts of authorship. publication and derivation of text.

2- Systematic Bibliography:

By contrast, it depends upon much more general studies in order to produce systematic list of books.

3- Critical Bibliography:

A list called a critical Bibliography, however, is a Bibliography that appraises critically the books it lists.

4- Descriptive Bibliography:

The term descriptive Bibliography is used to denote the refined methods of description required for analytical Bibliography.

جبکہ انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا نے کتابیات کی دو اقسام بتائی ہیں:

1 Descriptive Bibliography

2- Critical Bibliography

مواد کے اعتبار سے کتابیات کو درج ذیل پانچ حصوں میں تقسیم کیا جاتا ہے:

1 کتابیں　　　2 رسائل...... ریسرچ میگزین

3 قلمی نسخے　　　4 انسائیکلوپیڈیا

5 اخبار

ان حصوں کو زبان کے اعتبار سے بھی تقسیم کر دیا جاتا ہے۔

Marfat.com

6) کتابیات، مرتب کرنے کا طریقہ:

بعض امدادی کتب کی فہرست مقالے کے شروع میں دے دی جاتی ہے۔لیکن عام اصول یہی ہے کہ معاون کتابوں کی فہرست مقالے کے آخر میں ہی دی جائے۔فہرست کتب کو حروف تہجی کی ترتیب سے لکھا جاتا ہے۔اس فہرست سے قاری کو کتاب کے ماخذ معلوم ہونے کے علاوہ مواد کے استناد، اہمیت اور افادیت وغیرہ کا اندازہ ایک جھلک میں ہوجاتا ہے۔

عارضی فہرست:

فہرست ماخذ "3x5 کے پلے کارڈ یا سلپ پر تیار کرنی چاہیے۔اس میں پانچ باتیں لازمی طور پر درج کی جاتی ہیں۔

مصنف یا مرتب کا نام۔ کتاب کا نام

اگر ایک یا دو جلدوں میں ہے تو جلد نمبر، ناشر مقام اشاعت، اور سال اشاعت، اگر ایک سے زائد ایڈیشن ہوں تو ایڈیشن کا نمبر بھی درج کریں۔

ڈاکٹر اکرم رانا محمد رسول اللہؐ ایک آفاقی پیغمبر

بیکن بکس ملتان۔2001

اگر محقق چاہے تو اپنی سہولت کے لئے کارڈ پر اور باتیں بھی لکھ سکتا ہے۔مثلاً باب، صفحہ یا صفحات کا نمبر درج کرلینا مناسب ہوتا ہے۔اسی طرح لائبریری کا کال نمبر بھی نوٹ کرلینا مفید ہوتا ہے۔ایسی صورت میں دوبارہ لائبریری کا کارڈ دیکھنے کی ضرورت نہیں پڑتی۔

رسالے کے مضامین کی فہرست بنانے میں مندرجہ ذیل باتیں نوٹ کی جاتی ہیں۔

مضمون نگار کا نام، مضمون کا عنوان، رسالے کا نام، جلد اور شمارہ، اور سال۔صفحات

ڈاکٹر اکرم رانا ڈاکٹر حمید اللہ کی سیرت نگاری

فکر و نظر

جلد نمبر 59، شمارہ 2

صفحات 43-23 (2003)

فہرست ماخذ ایک ہی بار میں مرتب نہیں کی جاتی اس میں وقتاً فوقتاً اضافہ ہوتا رہتا ہے۔ بہت سی کتابوں کے نام خارج ہونے تک صرف ان کتابوں اور رسالوں وغیرہ کے نام فہرست میں درج کئے جاتے ہیں جن سے مقالے میں استفادہ کیا جاتا ہے۔اور حوالہ دیا جاتا ہے۔

Marfat.com

فائنل فہرست

i) اردو کتب کے لئے:

1 اردو کتب کا حوالہ درج ذیل ترتیب سے دیا جائے گا۔
مصنف کا نام، کتاب کا نام، پبلشر، جگہ کا نام، سن طباعت مثلاً اکبر علی، تعلیمی پیمائش، خالد بک ڈپو، لاہور، 1993

2 اگر رسالے میں کوئی مضمون پڑھیں تو اس کا حوالہ درج ذیل طریقہ سے دیا جائے گا۔
مصنف کا نام، آرٹیکل کا عنوان، مجلّے کا نام، شارہ نمبر، شہر کا نام، اشاعت کی جگہ، اشاعت کمپنی، سن

3 Bibliography کے سیکشن بنا لیتے ہیں۔ مثلاً کتب، رسائل، اخبارات پر انگلش اور اردو کا ذخیرہ کتب۔

4 اگر ایک ہی مصنف (Author) کی ایک سے زائد کتاب کا حوالہ لکھنا ہو تو پھر 2، یا 3 لکھ کر نام کے نیچے والی جگہ پر لائن لگا دی جائے گی۔

5 امریکن سائیکالوجی ایسوسی ایشن نے نیا طریقہ بتایا جس میں سن، مصنف کے نام کے بعد آئے گا۔

6 اگر مقالہ (Thesis) ہو تو جگہ طباعت کی جگہ غیر مطبوعہ لکھا جاتا ہے۔

ii) انگلش کتب کے لئے:

1 جتنی بھی کتب کا نام لکھنا ہے اس کے Author / مصنف کا نام الٹانا ہے مثلاً

John W.Best .... Best, John W.

2 مولانا، حضرت، پروفیسر، ڈاکٹر، وغیرہ نہ لکھیں تو بہتر ہے۔

3 نام حروف تہجی کے اعتبار سے ترتیب دیں۔

4 سب سے پہلے مصنف کا نام، پھر کتاب کا (Title) لکھیں گے اسے انڈر لائن کریں گے یا ٹیڑھے حروف میں لکھیں گے۔ پھر publishing company،

Marfat.com

پھر اشاعت کا سن، پھر جگہ یا شہر کا نام لکھیں۔

5 اگر مصنفین (Authors) زیادہ ہوں تو نام صرف پہلے مصنف کا الٹانا ہے۔ اگر تین سے زیادہ ہوں تو پھر پہلے کا نام لکھ کر et,al لکھ دیں۔

6 ناموں کے کارڈ بنا کر انہیں حروف تہجی سے ترتیب دے لیں۔

کتابیات کے لئے ضروری باتیں:

1 فہرست میں ان کتب کو جگہ دیں جن سے محقق نے براہ راست استفادہ کیا ہو۔

2 مخطوطات کی فہرست مطبوعات سے الگ کر دیں۔

3 رسائل وجرائد بھی الگ کر دیں۔

4 ناموں کا اندراج مشکل مرحلہ ہے۔ جو طریقہ اپنائیں اسے تمام مقالہ میں ایک جیسا رکھیں۔ ایسا بالکل نہ کریں کہ کہیں مصنف اور کہیں کتاب کا نام پہلے درج کر دیں۔

باب دہم......حوالہ جاتی کتب

1 اردو دائرہ معارف اسلامیہ، جلد 17

2 انسائیکلو پیڈیا امریکانہ

3 انسائیکلو پیڈیا برٹانیکا

4 اصول تحقیق، ایم فل پروگرام، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد

5 خالد رشید، تعلیمی تحقیق، علمی کتب خانہ لاہور

6 فیروز الدین، فیروز اللغات، فیروز سنز، لاہور

7 کیمبرج انسائیکلو پیڈیا

8 کرنل غلام سرور، حوالہ جات کا طریق کار، اردو میں فنی تدوین، مرتب: ڈاکٹر ایم۔ ایس۔ ناز

9 عبدالحمید عباسی، اصول تحقیق، نیشنل بک فاؤنڈیشن، اسلام آباد 2003

Marfat.com

باب یازدہم:

Transliteration

-1 مفہوم

-2 list of Transliteration

3 حوالہ جاتی کتب

Marfat.com

Marfat.com

باب یازدہم:

Transliteration

1) مفہوم:

جب بھی کسی زبان کے الفاظ انگریزی زبان میں بعینہ ادا کرنے ہوں گے تو Transliteration کا طریقہ اختیار کرنا پڑتا ہے۔ زبان چاہے روسی ہو یا عربی، اردو ہو یا ہندی۔

بعض اوقات ایسے حروف تہجی ہوتے ہیں جو دوسری زبانوں میں موجود نہیں ہوتے یا ان کے ہم پلہ نہیں ہوتے۔ ایسے میں حروف کو خصوصی طریقہ سے لکھا جاتا ہے۔ ادائیگی کو صحیح معنوں کے لئے یہ طریقہ استعمال کیا جاتا ہے۔ کسی ریسرچ جرنل، کتاب جہاں دوسری زبانوں کو انگلش میں بدلا گیا ہوگا یہ طریقہ نظر آئے گا تاہم طریقے مختلف ہو سکتے ہیں بلکہ یوں کہیے کہ وقت کے ساتھ ساتھ بدلتے رہتے ہیں۔

انسائیکلوپیڈیا میں لکھا ہے:

The convertion of one writing system into another system is called Transliteration.

ایک تحریر کو دوسرے رسم الخط میں لکھنا Transliteration کہلاتا ہے۔

Marfat.com

List of Translitration

ا۔آ	......	ā
ب	......	b
پ	......	p
ت	......	t
ٹ	......	t`
ث	......	th.
ج	......	dJ,J
چ	......	,ch
ح	......	;h
خ	......	kh;
د	......	d
ڈ	......	d`
ذ	......	dh
ر	......	r
ڑ	......	t
ز	......	z
ژ	......	zh;z
س	......	S
ش	......	sh;
ص	......	S
ض	......	d;
ط	......	't.

Marfat.com

ظ	......	Z.
ع	......	C
غ	......	gh
ف	......	f
ق	......	q
ک	......	K
گ	......	G
ل	......	l
م	......	m
ن	......	n
و	......	w
ہ	......	h; ah;at
ء	......	[illegible]
ی	......	y
ے	......	y;ia
زبر	......	a
پیش	......	ú
زیر	......	i
زیر،و	......	aw
زبر،ی	......	ay
و	......	au
زیر،ی	......	iyy

مثالیں:

عائشہ	'Ā ishah
زکوٰۃ	Zakāt
شقاوۃ	Shaqāwah

Marfat.com

باب یازدھم......حوالہ جاتی کتب

1 An Encyclopadia Dictionery of Language and Languages : Dvaid crystal Published by black well reference.

2 The new sthorter Oxford English dictionary.

3 The new webster Encylopadia dictionary of English language.

4 The oxford univesal dictionary.

5اردو دائرہ معارف اسلامیہ......دانش گاہ پنجاب لاہور......1980ء

6 The Encyclopadia of Islam.

7 The concise Encyclopadia of Islam.

8 Researce Jouvnal Islamic studties (International university Islamabad)

Marfat.com

باب دوازدھم

اچھے آرٹیکل کی خصوصیات

اور

ریسرچ جرنلز

Articles and R. Journals

Marfat.com

اچھے آرٹیکل کی خصوصیات

ریسرچ آرٹیکل ایک تعلیمی وتحقیقی تحریر کو کہتے ہیں جو مختلف حوالوں سے مستند کتابوں سے تحریر کی جاتی ہے جس میں کسی چیز کو ثابت یا نہ ثابت کرنا مقصود ہوتا ہے یا کسی موضوع پر سفارشات، تجاویز مرتب کرنا ہوتی ہیں جس میں مختلف انفارمیشن جمع کی جاتی ہے تا کہ مطلوبہ مواد میں ضروری اضافہ ہو سکے۔ کسی بھی نظریہ یا تصور کو اجاگر کرنا بھی آرٹیکل میں ممکن ہوتا ہے آخر میں نتیجہ بحث ضروری ہوتا ہے۔

آرٹیکل کے شروع میں Abstract تحریر کیا جاتا ہے جس میں یہ بتایا جاتا ہے کہ اس آرٹیکل میں کیا ہے اور لکھنے والا کیا بیان اور کیا ثابت کرنا چاہتا ہے اصل ریسرچ تو یہ ہے کہ موضوع کیا ہے۔ اس کا انتخاب کیسے کیا گیا ہے۔ ایک محقق کس طرح ریسرچ منعقد کرتا ہے وہ کس چیز کو منظر عام پر لانا چاہتا ہے۔ سائنسی موضوعات کی اپنی اہمیت ہے۔ سوشل سائنسز کے اپنے موضوعات ہیں۔ اسلامیات اور عربی میں مختلف حوالوں سے تحقیق کی جاتی ہے۔ دیکھنا یہ ہے کہ محقق اپنی تحقیق سے معاشرہ میں رہنے والے افراد کو کس طرح فائدہ پہنچا سکتا ہے۔ اچھا آرٹیکل اس بات کا محتاج ہوتا ہے کہ اس میں اصلی یعنی پرائمری ماخذ استعمال کئے جائیں۔ ثانوی یا سیکنڈری ماخذ اگرچہ استعمال کئے جا سکتے ہیں تاہم ان کی اہمیت مقالہ / آرٹیکل کو کم کر دیتی ہے۔

آرٹیکل میں عام طور پر اہم بیانیہ، تقریری، تقابلی انداز اختیار کرتے ہیں جو کہ ریسرچ آرٹیکل کم اور مضمون کی شکل زیادہ اختیار کرتا ہے۔ اس لئے تنقیدی نقطہ نظر سے لکھا گیا آرٹیکل زیادہ اہمیت کا حامل ہوتا ہے۔

ہمیں اسلامی اصولِ تحقیق کے مطابق تحقیق کرنی چاہیے۔ ویسٹرن میتھڈ اپنی جگہ درست مگر اسلامی علوم میں استقرائی، استخراجی طریقہ کار استعمال کیا جائے۔ ایک ریسرچ

Marfat.com

آرٹیکل اس وقت تک ریسرچ آرٹیکل کہلانے کا حق دار نہیں ہے جب تک اس موضوع پر تمام معلومات کا مطالعہ نہ کیا جائے۔ لائبریری، انٹرنیٹ، ریسرچ جرنلز، اخبارات، جرائد، مخطوطات جہاں جہاں سے معلومات دستیاب ہوں سب کا مطالعہ کیا جائے پھر ہی محقق کوئی بات کرنے کے قابل ہوتا ہے۔

ایک ریسرچ کرنے والے فرد کو Plagiarism سے Avoid کرنا چاہیے دوسرے کی تحقیق کو اپنا نہ بنایا جائے اسے علمی سرقہ کہتے ہیں۔ ہمیشہ حوالہ دیکر بات کرنی چاہیے۔اب علمی سطح اتنی بلند ہو چکی ہے اور ایسے Software دستیاب ہو گئے ہیں کہ علمی سرقہ تلاش کرنا آسان ہو جاتا ہے۔اس علمی سرقہ کی بدولت کئی پروفیسرز اپنی ملازمت سے ہاتھ دھو بیٹھے ہیں۔آرٹیکل یا مقالہ میں متعلقہ مواد ہونا چاہیے غیر متعلقہ مواد سے دور رہا جائے۔

بعض سکالرز کی کوشش ہوتی ہے کہ زیادہ سے زیادہ صفحات ہوں ایسا غیر ضروری ہے۔ وہ مقالہ کا پیٹ تو بھر دیتے ہیں لیکن ریسرچ کی کوئی خدمت نہیں کرتے۔مواد ہمیشہ متعلقہ، ناقدانہ اور صاف ہو، تحریر جاذب نظر ہو، قاری پڑھتا جائے اور دلچسپی اور انہماک بڑھتا جائے۔اچھا آرٹیکل ہمیشہ Result oriented ہوتا ہے۔آرٹیکل میں Qauotation مختصر استعمال کریں۔صفحہ کے صفحہ نہ بھر دیئے جائیں کیونکہ اقتباس تحریر مواد کو خوبصورت تو بناتا ہے لیکن زیادہ الفاظ تحریر کی اہمیت کھو دیتے ہیں۔اچھی یعنی اصل کتابوں سے مواد سے بھری Qauotation ہو تو بہتر ہے۔

اچھا آرٹیکل ہمیشہ ایک نظریہ یا تصور اجاگر کرتا ہے کسی بھی چیز کے حق میں بھی اور خلاف بھی دلائل دیئے جائیں۔کسی چیز کو چھپایا نہ جائے Facts سرعام لانا بہت ضروری ہوتا ہے۔اچھی تحریر میں ربط بہت ضروری ہے اور ربط اس وقت ہوتا ہے جب محقق کو پتہ ہو وہ لکھ کیا رہا ہے۔تعصب سے پاک تحریر ہو، آرٹیکل میں کسی خاص فرقہ، گروپ کی نمائندگی نہ ہو، آزادانہ رائے ہو۔اگر کوئی چیز ثابت کرنی ہے تو دلائل سے ثابت کی جائے۔

ایک اچھے آرٹیکل کو اچھے ریسرچ جرنل میں شائع ہونا چاہیے HEC نے جرنلز کی اقسام بنادی ہیں تو Webcite پر دستیاب (Available) ہیں۔"Y" کٹیگری میں شائع ہوا

Marfat.com

آرٹیکل زیادہ Value رکھتا ہے۔ ہر جرنل کے حوالہ جات کا طریقہ اس کے اندر تحریر ہوتا ہے۔ اس کا مطالعہ کرلیا جائے حوالہ جات مستند، بالکل Acurate ہوں اور شکاگو منوئیل کے مطابق ہوں جسے عام طور پر ریسرچ جرنلز اختیار کرتے ہیں۔

ریسرچ جرنلز

ریسرچ جرنلز کو تحقیقی مجلّات و رسائل بھی کہتے ہیں۔ ریسرچ جرنلز سے چند یا کسی معیاری تحقیقی مضامین کا وہ مجموعہ ہے جو اس سے قبل شائع نہ ہوا ہو۔ عام طور پر اس مجموعہ سات سے دس مضامین شامل ہوتے ہیں۔ یہ ریسرچ جرنلز مختلف محققین کی تحقیق کا نچوڑ ہوتے ہیں جو ہمیں اپنے زمانے کے تحقیقی رجحانات اور ضروریات سے آگاہ کرتے ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ ان سے ہمیں متعلقہ موضوع پر ہونے والے گذشتہ تحقیقی کام میں اضافے اور عصری تحقیق کے اثرات کا پتہ چلتا ہے۔

ریسرچ جرنلز کی اقسام

ریسرچ جرنلز کی بہت سی اقسام ہیں۔ چونکہ علوم وفنون کے بہت سے شعبے ہیں اس لئے ان ریسرچ جرنلز کو بھی مختلف شعبوں کے لحاظ سے تقسیم کیا گیا ہے۔ چنانچہ یہ ریسرچ جرنلز اپنے شعبے کے دائرہ کار میں رہتے ہوئے مخصوص موضوعات پر تحقیقی مضامین شائع کرتے ہیں۔ مثال کے طور پر کچھ ریسرچ جرنلز صرف ''اکنامکس'' سے متعلق مضامین شائع کرتے ہیں۔ کچھ سائنسی مضامین شائع کرتے ہیں اور کچھ اسلامی علوم وفنون سے متعلق تحقیقی مضامین شائع کرتے ہیں۔ تاہم کچھ ریسرچ جرنلز ایسے بھی ہوتے ہیں جو الگ الگ موضوعات پر یا مختلف زبانوں میں تحقیقی مضامین شائع کرتے ہیں۔

اسلامک ریسرچ جرنلز

ان سے مراد وہ تحقیقی مجلّات و رسائل ہیں جن میں ایسے تحقیقی مضامین شامل ہوں جو اسلامی علوم وفنون کے حوالہ سے جدید تحقیقی رجحات پر مبنی ہوں اور ان میں عہد حاضر میں اسلام

Marfat.com

کو درپیش مسائل کو حل تلاش کرنے کی کوشش کی گئی ہو۔اگرچہ ملکی سطح کے اسلامک ریسرچ جرنلز کچھ نہ کچھ کام کر رہے ہیں تاہم یہ کام جدید تحقیق، جدید رجحانات اور عصری مسائل کے حل کے حوالہ سے وہ کردار ادا نہیں کر رہا جس کی ان سے توقع کی جاتی ہے۔

ریسرچ جرنلز کا معیار اور اصول

ہائر ایجوکیشن کمیشن (HEC) نے زیادہ عرصہ نہیں گزرا کہ ان ملکی ریسرچ جرنلز کے حوالہ سے چند اصول وضوابط کا اجراء کیا ہے۔ان اصول وضوابط کی روشنی میں ہم ریسرچ جرنلز کے معیار اور اس کے درجے کا تعین کر سکتے ہیں۔وہ اصول وضوابط درج ذیل ہیں۔

1) مسلسل اشاعت

ایک معیاری ریسرچ جرنل کو مسلسل شائع ہونا چاہیے۔اسے کسی بھی صورت میں تعطل کا شکار نہیں ہونا چاہیے۔وہ ریسرچ جرنلز جو پہلے سے شائع ہو رہے ہیں، مسلسل اشاعت کے حوالہ سے ان کا معیار درج ذیل ہے۔

i۔ سالانہ اشاعت: اس ریسرچ جرنل کے پانچ سالوں میں پانچ شمارے شائع ہونا ضروری ہے۔

ii۔ شش ماہی اشاعت: اس ریسرچ جرنل کے تین سالوں میں چھ شمارے شائع ہونے ضروری ہیں۔

iii۔ سہ ماہی اشاعت: اس ریسرچ جرنل کے دو سالوں میں آٹھ شمارے شائع ہونا ضروری ہے۔

iv۔ ماہانہ اشاعت: اس ریسرچ جرنل کے دو سالوں میں چوبیس شمارے شائع ہونا ضروری ہے۔وہ ریسرچ جرنلز جو ابھی نئے نئے شائع ہونا شروع ہوئے ہیں، مسلسل اشاعت کے حوالہ سے ان کا معیار درج ذیل ہے

i۔ سالانہ اشاعت: گذشتہ دو سالوں میں دو شمارے لازمی شائع ہونے چاہئیں۔

ii۔ ششماہی اشاعت: گذشتہ دو سالوں میں چار شمارے شائع ہوئے ہوں۔

Marfat.com

iii۔ سہ ماہی اشاعت: گذشتہ دو سالوں میں آٹھ شمارے لازمی شائع ہوئے ہوں۔

iv۔ ماہانہ اشاعت: گذشتہ ایک سال میں بارہ شمارے لازمی شائع ہوئے ہوں۔

2) مشاورتی بورڈ

ایک معیاری ریسرچ جرنل کا مشاورتی بورڈ ہونا بھی ضروری ہے۔ یہ مشاورتی بورڈ اس شعبہ کے ماہرین اور محققین پر مشتمل ہوتا ہے جس شعبے سے اس ریسرچ جرنل کا تعلق ہوتا ہے، اس مشاورتی بورڈ میں 50% نمائندگی ملکی ماہرین کی اور 50% نمائندگی غیر ملکی ماہرین کی ہونا بھی ضروری ہے۔ نیز یہ نمائندگی محض ناموں کی حد تک ہی نہ ہو بلکہ نمائندگان ہر لحہ مشاورتی عمل میں شریک ہوں۔

3) مقالات پر محققین کی رپورٹ

ایک معیاری ریسرچ جرنل میں اشاعت کی غرض سے آنے والے مضامین کا اس شعبہ سے متعلق دو غیر جانبدار مبصرین کی نظر سے گزرنا بھی ضروری ہے۔ HEC کے قوانین کے مطابق آرٹیکلز کا (Blind Review) ہونا ضروری ہے۔ نیز دو ریویورز میں سے ایک ملکی سطح کا اور دوسرا بین الاقوامی سطح کا ماہر شعبہ ہونا بھی ضروری ہے۔

Abstract(4

ایک معیاری ریسرچ جرنل میں تحقیقی مضامین کے حوالہ سے Abstract کا اہتمام ضرور کیا جاتا ہے۔ یہ Abstract مضمون کا نچوڑ ہوتا ہے اور اس میں محقق اپنی تحقیق کے نئے اور اہم پہلوؤں کو انتہائی اختصار سے پیش کرتا ہے۔ اگر مضمون انگریزی کے علاوہ کسی اور زبان میں ہو تو اس کا Abstract انگریزی میں لکھنا ضروری ہے۔ اس Abstract کی ضخامت کم از کم آدھا صفحہ اور زیادہ سے زیادہ ایک صفحہ پر مشتمل ہونی چاہیے۔

Marfat.com

5) حوالہ جات

ایک معیاری ریسرچ جرنل میں حوالہ جات کا باقاعدہ اہتمام کیا جاتا ہے۔ حوالہ جات میں بنیادی مأخذ کو اولیت دی جاتی ہے۔ نیز ثانوی ماخذ پر مشتمل مضامین شائع نہیں کئے جاتے۔ دنیا میں حوالہ دینے کے مختلف طریقے رائج ہیں۔ ہمارے ہاں عام طور پر شکاگو مینول کی پیروی کی جاتی ہے اسی لئے یہی طریقہ متداول ہے۔

Index(6

ایک معیاری ریسرچ جرنل میں Index کا اہتمام بھی کیا جاتا ہے اور Index یعنی اشاریہ سازی کے حوالہ سے عالمی قوانین اور طریقہ کار کی پیروی کی جاتی ہے۔

7) سرقہ کی چھان پھٹک

ایک معیاری ریسرچ جرنل کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ وہ شائع ہونے والے مضامین کو چوری پکڑنے والے سافٹ ویئرز سے گزار لیں تاکہ اگر وہ سرقہ شدہ ہے تو دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی ہو جائے۔ HEC کے مطابق 20% حوالہ جات کی اجازت ہے۔

8) اصلی تحقیق

ایک معیاری ریسرچ جرنل کیلئے یہ بھی ضروری ہے کہ وہ گھسے پٹے اور پرانے موضوعات کی بجائے نئی اور اصلی تحقیق پر مبنی مضامین کی اشاعت کرے۔

ISSN(9 نمبر

ایک معیاری ریسرچ جرنل کیلئے عالمی اداروں سے منظور شدہ ISSN نمبر ہونا بھی ضروری ہے۔ ہر ریسرچ جرنل کا الگ ISSN نمبر ہوتا ہے۔ جو گویا اس کا رجسٹرڈ نمبر ہوتا ہے۔

یہ وہ معیار اور اصول وضوابط ہیں جو HEC نے ایک معیاری ریسرچ جرنل کیلئے ضروری قرار دیئے ہیں۔

Marfat.com

ریسرچ جرنلز کی درجہ بندی

HEC نے ریسرچ جرنلز کو اوپر دیئے گئے معیار کے مطابق مختلف درجات میں تقسیم کیا ہے۔ سوشل سائنسز سے متعلق تمام تصدیق شدہ ریسرچ جرنلز کو W.X.Y.Z درجات میں تقسیم کیا گیا ہے۔

W.Category

یہ ریسرچ جرنلز کا سب سے اعلیٰ درجہ ہے۔ اس درجہ (Category) میں وہ ریسرچ جرنلز شامل ہیں جن کے مضامین گہرا اثر و رسوخ رکھتے ہوں اور عالمی سطح پر ان کا حوالہ بھی دیا جاتا ہو۔ نیز ان میں HEC کے معیار کی مکمل پیروی کی جاتی ہو۔

X.Category

اس کا درجہ W.Category کے بعد آتا ہے۔ اس درجہ کے ریسرچ جرنلز اگرچہ HEC کے معیار پر اترتے ہیں تاہم ان میں شامل تحقیقی مضامین گہرا اثر و رسوخ نہیں رکھتے اور عالمی سطح پر ان کا حوالہ نہیں دیا جاتا۔

Y.Category

اس کا درجہ X.Category کے بعد آتا ہے۔ اس درجہ میں وہ ریسرچ جرنلز شامل ہیں جو اگرچہ HEC کے اصول و ضوابط پر پورا اترتے ہوں مگر ان میں دو چیزوں کی کمی ہو یعنی ان میں شامل تحقیقی مضامین کا کوئی گہرا اثر و رسوخ اور عالمی سطح پر کوئی نام نہ ہو، تاہم اس کے مضامین کسی غیر ملکی ماہر شعبہ کی نظر سے گزرنے ضروری ہیں۔

Z.Category

یہ درجہ ریسرچ جرنلز کا سب سے نچلا درجہ ہے۔ اس درجہ میں HEC کے درج ذیل اصولوں کو مدنظر نہیں رکھا جاتا۔

i۔ ان کا کوئی اثر و رسوخ نہیں ہوتا۔

Marfat.com

ii۔ بین الاقوامی ریویور کی نظر سے نہیں گزرتا۔

iii۔ Abstract کا اہتمام نہیں کیا جاتا۔

iv۔ اس کی ترتیب بین الاقوامی ترتیب کے مطابق نہیں ہوتی۔

یہ تو وہ درجہ بندی ہے جو قومی اور ملکی سطح کے ریسرچ جرنلز کی ہے تمام بین الاقوامی ریسرچ جرنلز کو ہائر ایجوکیشن کمیشن Recognized Journals قرار دیتا ہے۔ اگرچہ ان کی درجہ بندی میں بھی گذشتہ اصولوں کو مدنظر رکھا گیا ہے لیکن ان بین الاقوامی ریسرچ جرنلز میں Z.Category شامل نہیں ہے۔

چند مشہور اسلامک ریسرچ جرنلز

پاکستان میں سوشل سائنسز سے متعلق اسی ۸۰ سے زائد ریسرچ جرنلز جو H.E.C Recognized ہیں مسلسل شائع ہو رہے ہیں۔ ان میں تقریباً ایک درجن ایسے ہیں جو خالصتاً اسلامک ریسرچ جرنلز ہیں جبکہ چند ایک میں جزوی طور پر اسلامی حوالہ سے چند ایک مضامین شامل ہوتے ہیں ان میں سے چند درج ذیل ہیں۔

i۔ اسلامک سٹڈیز (انگریزی)

یہ ریسرچ جرنل ادارہ تحقیقات اسلامی، بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد سے شائع ہو رہا ہے۔ HEC کی درجہ بندی میں اس کا درجہ ''X'' ہے اور ملکی سطح کے تمام ریسرچ جرنلز میں یہ پہلے نمبر پر ہے۔

ii۔ ہمدرد اسلامکس (انگریزی)

یہ ایک معیاری ریسرچ جرنل ہے جو بیت الحکمت، ہمدرد یونیورسٹی، کراچی سے شائع ہو رہا ہے۔ HEC کی درجہ بندی میں اس کا شمار درجہ ''Y'' میں ہوتا ہے۔

Marfat.com

iii۔ الاضواء

اس کا شمار HEC کی درجہ بندی میں درجہ ''Y'' میں ہوتا ہے۔ یہ ریسرچ جرنل شیخ زید اسلامک سنٹر پنجاب یونیورسٹی لاہور سے شائع ہو رہا ہے۔

iv۔ فکر و نظر

یہ ملکی سطح کا قدیم ریسرچ جرنل ہے جو ادارہ تحقیقات اسلامی بین الاقوامی یونیورسٹی اسلام آباد سے مسلسل شائع ہو رہا ہے۔ HEC کی درجہ بندی میں اس کا درجہ ''Z'' ہے۔

v۔ الدراسات الاسلامیہ (عربی)

یہ ریسرچ جرنل بھی ادارہ تحقیقات اسلامی بین الاقوامی یونیورسٹی اسلام آباد سے شائع ہو رہا ہے۔ HEC کی درجہ بندی میں اس کا شمار درجہ ''Z'' میں ہوتا ہے۔

vi۔ پاکستان جرنل آف اسلامک ریسرچ

یہ ریسرچ جرنل اسلامک ریسرچ سنٹر، شعبہ علوم اسلامیہ بہاء الدین زکریا یونیورسٹی ملتان سے شائع ہو رہا ہے۔ HEC کی درجہ بندی میں اس کا شمار درجہ ''Y'' میں ہوتا ہے۔

vii۔ معارف اسلامی

یہ ریسرچ جرنل علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی اسلام آباد سے شائع ہو رہا ہے۔ HEC کی درجہ بندی میں اس کا شمار درجہ ''Z'' میں ہوتا ہے۔

viii۔ الایضاح

یہ ریسرچ جرنل شیخ زید اسلامک سینٹر پشاور یونیورسٹی سے شائع ہو رہا ہے۔ اس کا درجہ بھی ''Z'' ہے۔

Marfat.com

ix۔ القلم

یہ ریسرچ جرنل شعبہ علوم اسلامیہ پنجاب یونیورسٹی لاہور سے شائع ہو رہا ہے۔
HEC کی درجہ بندی میں اس کا شمار درجہ "Y" میں ہوتا ہے۔

تبصرہ

W.Category میں عام طور پر سائنسز سے متعلق ریسرچ جرنلز شامل ہیں جو عالمی سطح پر اپنے نئے تحقیقی رجحانات کے باعث کافی گہرے اثرات مرتب کر رہے ہیں۔ یہ بڑی بدقسمتی ہے کہ سوشل سائنسز سے متعلق پاکستان کا کوئی ریسرچ جرنل W.Category میں شامل نہیں۔ اس سے بڑی بدقسمتی یہ ہے کہ اسلامک ریسرچ جرنلز میں سے ماسوائے Islamic Studies کے کوئی ریسرچ جرنل X.Category میں بھی شامل نہیں ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ ہمارے ہاں جو تحقیق کی جارہی ہے وہ عالمی سطح پر کوئی اثرات مرتب نہیں کر رہی اور دنیا کی نظر میں اس کی کوئی وقعت نہیں ہے۔ چنانچہ آج ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم اعلیٰ تحقیقی معیار کو بروئے کار لاتے ہوئے اور بین الاقوامی تحقیقی رجحانات کو مدنظر رکھتے ہوئے اسلامک ریسرچ جرنلز کو بھی W.Category میں شامل کرنے کے لئے ایک منصوبہ بندی بھرپور جدوجہد کا آغاز کریں۔

Marfat.com

مراجع ومصادر

☆ القرآن الحکیم

1 احسان اللہ خاں — تعلیمی تحقیق اور اس کے اصول ومبادی، نگارشات، لاہور 1991

2 احمد شلبی — کیف تکتب ،بحثا ورسالۃ مکتبہ النحضۃ المصریۃ، 1990

3 اسد، ناصر الدین — مصادر الشعر الجاہلی ، بیروت 1998

4 اسلم ادیب، ڈاکٹر — تحقیق کی بنیادیں، بیکن بکس گلگشت ملتان

5 اعجاز راہی — تحقیق اصول وضع اصطلاحات، مقتدرہ قومی زبان، اسلام آباد 1986

6 تبسم کاشمیری — ادبی تحقیق کے اصول، مقتدرہ قومی زبان، اسلام آباد 1992

7 جلال الدین سیوطی — تدریب الراوی، داراحیاء السنۃ النبویۃ بیروت 1979

8 جمیل احمد رضوی — لائبریری، سائنس اور اصول تحقیق، مقتدرہ قومی زبان اسلام آباد 1992

9 ابن حجر عسقلانی — شرح نخبۃ الفکر، غلام علی اینڈ سنز کراچی

10 خالد رشید — تعلیمی تحقیق علمی کتب خانہ اردو بازار لاہور

11 خورشید احمد پروفیسر — اسلامی نظریہ حیات، شعبہ تصنیف وتالیف، کراچی یونیورسٹی کراچی 1982

12 رابعہ اقبال — اردو میں تحقیقی اصول، مجلہ تحقیق، سندھ یونیورسٹی 1990

13 رسالہ آج کل — مخطوطات، تلاش، قرأت ترتیب، تحقیق نمبر 1967

14 رفیع الدین — اسلامی تحقیق، مفہوم، مدعا اور طریق کار مرکزی انجمن خدام القرآن، لاہور 1986

15 ڈاکٹر سلیم آغا — اردو و اسلامی طریقہ ہائے تحقیق، ادارہ اسلامیات لاہور

16 صبحی صالح ڈاکٹر — علوم الحدیث و مصطلحہ، مطبعہ جامعہ دمشق، ترجمہ غلام احمد حریری، علوم الحدیث تاجران کتب فیصل آباد 1`981

Marfat.com

17	ابن الصلاح	علوم الحدیث دار الفکر، دمشق 1984
18	صلاح الدین ڈاکٹر،	قواعد تحقیق المخطوطات، مترجم، فضل الرحمن مندوی فکر ونظر علی گڑھ
19	عبدالرزاق قریشی	مبادیات تحقیق اردو میں اصول تحقیق، مقتدرہ قومی زبان اسلام آباد
20	عبدالستار دھلوی	ادبی اور لسانی تحقیق......ایضاً......
21	علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی اسلام آباد	i) اصول تحقیق ii) اسلام میں تحقیق کے اصول ومبادی iii) اطلاقی تحقیق iv) تحقیق نگاری
22	ڈاکٹر عندلیب شادانی	تحقیق اور اس کا طریقہ کار
23	قاضی، سعید اللہ ڈاکٹر	اصول تحقیق، پشاور یونیورسٹی پشاور
24	قاضی عبدالودود	سائینٹیفک تحقیق، انجمن ترقی اردو
25	غلام مصطفیٰ خاں	فن تحقیق
26	کلب عابد	عماد التحقیق
27	گیان چند ڈاکٹر	تحقیق کا فن، مقتدرہ قومی زبان اسلام آباد 1994
28	محمد احسن فاروقی ڈاکٹر	تحقیق، وتنقید
29	محمد سعد صدیقی	i) علم حدیث اور پاکستان میں اس کی خدمات
30	محمد تقی امینی	حدیث کا درایتی معیار، قدیمی کتب خانہ کراچی 1986
31	محمود احمد غازی ڈاکٹر	ادب القاضی، ادارہ تحقیقات اسلامی، السام آباد 1993
32	محمود الطحان، ڈاکٹر	مصطلح الحدیث دار الکتب العربیۃ، پشاور، س ن
33	ایم سلطانہ بخش، ڈاکٹر	اردو میں اصول تحقیق، مقتدرہ قومی زبان اسلام آباد 1986
34	مصطفیٰ السباعی، ڈاکٹر	السنۃ ومکانتھا فی التشریع الاسلامی، مصر

Marfat.com

35 نذیر احمد، ڈاکٹر i) تحقیق و تصحیح متن کے مسائل، نقوش، مارچ 1963

ii) متون کی تصحیح و تنقید میں تخریج و تعلیقات کی اہمیت (دہلی)

المنجد اور تحقیق متن کے اصول (مترجم فضل الرحمن ندوی)

36 یونس اگاسکر تحقیق کے مدارج، ورڈ ویژن پبلشرز اسلام آباد

انسائیکلوپیڈیاز:

37 اردو دائرہ معارف اسلامیہ

38 انسائیکلوپیڈیا امریکانا

39 انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا

40 کیمبرج انسائیکلوپیڈیا

41 Ahmad Vanpouffer, Research in Islam

42 Altic, The Art of Literacy Research

43 Anderson, Thesis and Assignment writing

44 A.J.Routh, The reserch paper, form and contents

45 David, J.Fox, The research process in Education

46 George Watson, The litercy Thesis, London, 1970

47 Gillert Seen, Foundation of Educational Research

48 How to write term paper, thesis and dissertatiions. The writers manual publication, california, 1973

49 Kate. L. A Manual for writers

50 Linda,. Roy and Porter, The sriters Manual.

51 Merry Clarre, A Handbook for scholors

52 M. Katre, Introduction to Indian textual eriticis, Poona, India, 1941

53 Passon, Thesis and Project work

54 Walter Silz, The scholar, The critic and the Teacher of Literature, N.York Uni, Press, 1965

55 Zia-ul-Haq, Islamic Research and method

Marfat.com

اِسلامی اُصولِ تحقیق

ڈاکٹر محمد اکرم رانا

پروفیسر شعبہ علومِ اِسلامیہ

بہاءالدین زکریا یونیورسٹی ملتان

BEACON BOOKS

Marfat.com